ممن سماج
Gujarati-Urdu Masik
MEMON SAMAJ
Urdu Gujrati Monthly
August 2020, Muharram 1442 Hijri

BMJ
BANTVA MEMON JAMAT (Regd.)
KARACHI
بانٹوا میمن جماعت
قیام: 2 جون 1950

بانٹوا میمن جماعت کا ترجمان
ماہنامہ
میمن سماج
اردو۔گجراتی
اگست 2020ء محرم الحرام ۱۴۴۲ھ

قائداعظم محمد علی جناح نے فرمایا

------ میں تو سمجھتا تھا کہ بانٹوا کے میمن حضرات صرف تاجرانہ سوچ رکھتے ہیں۔
مگران حضرات کی پرجوش سیاسی، سماجی اور فلاحی پرخلوص سرگرمیوں نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔
اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ پاکستان بن کے رہے گا اور اس کے قیام کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے
باصلاحیت تاجر اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوں گے اور اسی طرح پاکستان میں صنعتیں قائم کریں گے۔ جس طرح
یہاں بانٹوا میں تجارتی فرمیں قائم کی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے نئے ملک کی تجارتی اور صنعتی بنیادیں مضبوط ہوں گی۔

24 جنوری 1940ء۔ دورہ خطاب پریس فنڈ بانٹوا

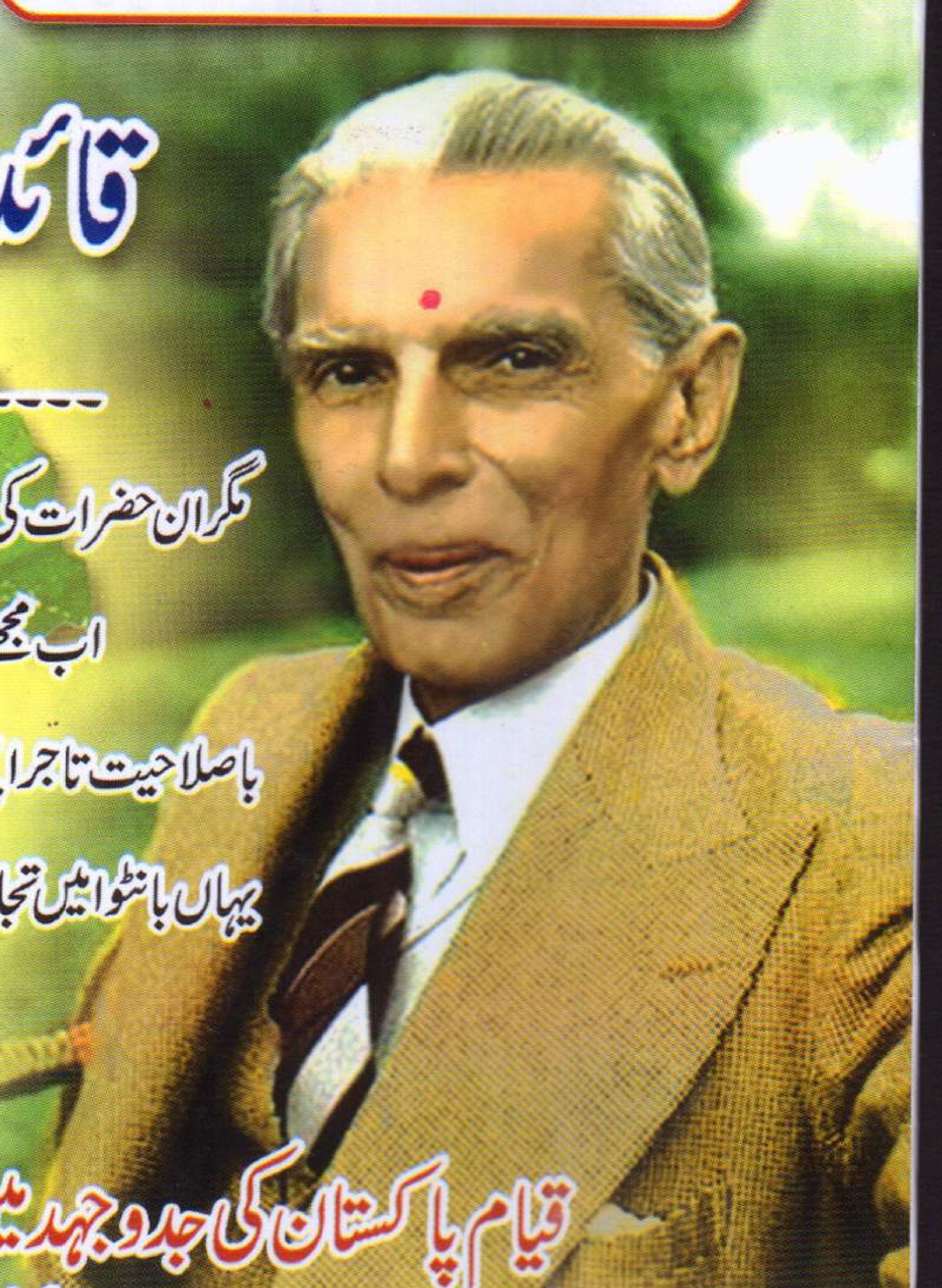

قیام پاکستان کی جدوجہد میں بانٹوا کے بزرگوں، اکابرین، رہنماؤں اور کارکنان نے بھرپور مالی اور عملی خدمات انجام دیں جو ہمیشہ تاریخ کا حصہ رہیں گی

سیٹھ حسین قاسم دادا

سیٹھ حاجی آدم پیر محمد اسحاق جانگڑا

سیٹھ حاجی حبیب حاجی پیر محمد کلکتہ والا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ نور السمٰوٰت والارض

اللہ تعالیٰ نور (ہدایت) دینے والا ہے۔ آسمانوں کا اور زمین کا۔

پارہ : قد افلح ۱۸۔ سورۃ النور ۲۴۔ آیت ۳۵

بانٹوا میمن جماعت کا ترجمان

મેમણ સમાજ
ઉર્દૂ-ગુજરાતી માસિક

ماہنامہ

میمن سماج

کراچی

اردو۔ گجراتی

Monthly
Memon Samaj
Urdu-Gujrati

مدیر اعزازی: انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا

پبلشر: عبدالجبار علی محمد بدو

اگست 2020ء

محرم الحرام ۱۴۴۲ھ

شمارہ: 08

جلد: 65

فی شمارہ: 50 روپے

- ایک سال کی خریداری (مع ڈاک خرچ): 500 روپے
- پیٹرن (سرپرست) 10,000 روپے
- لائف ممبر: 4000 روپے

32768214
32728397

Website : www.bmjr.net
E-mail: bantvamemonjamat01@gmail.com

زیر نگرانی

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

پتہ: بانٹوا میمن جماعت خانہ، ملحقہ حور بائی حاجیانی اسکول، یعقوب خان روڈ، نزد راجہ مینشن، کراچی۔

Regd. No. SS-43

Printed at : City Press Ph: 32438437

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

قیام پاکستان کی جدوجہد میں میمنوں کا اہم کردار

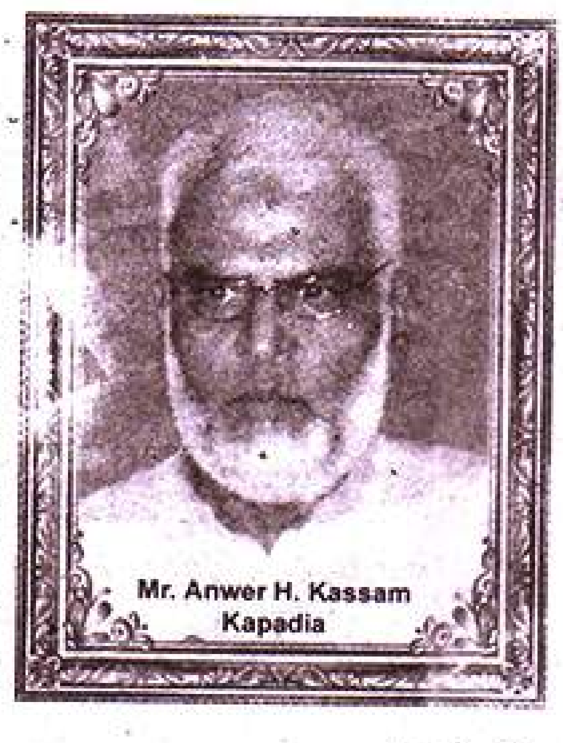

Mr. Anwer H. Kassam Kapadia

برصغیر کے مسلمانوں نے تحریک آزادی اور تحریک پاکستان کے ہر موڑ پر جان و مال کی وہ قربانیاں پیش کیں جن کی مثال نہیں ملتی۔ اس خطے کے مسلمانوں نے اقتصادی، تجارتی اور کاروباری زندگی کی سطح پر ہر چیلنج نہایت شجاعت اور پامردی سے قبول کیا اور تحریک پاکستان میں اپنا اہم اور تاریخی کردار ادا کیا۔ جدوجہد آزادی میں گجراتی اور میمن برادری نے بھی نمایاں حصہ لیا جسے فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ جس وقت تحریک پاکستان شروع ہوئی اس وقت میمن برادری کے جوش و خروش کا جو حال تھا وہ لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ جب حصول پاکستان کی راہ میں رکاوٹیں حائل ہوئیں تو برادری نے بڑی پامردی سے انہیں عبور کیا۔ بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناح نے مسلم پریس فنڈ کے قیام کے لئے جنوری 1940ء میں گجراتی برادری سے مالی سپورٹ مانگی تو برادری نے اپنے عظیم قائد کا نہ صرف پرجوش استقبال کیا بلکہ ان کے راستے میں اپنی پلکیں تک بچھادیں۔

جذبہ قربانی، جذبہ خداترسی، انسانیت سے محبت کا جذبہ، وطن سے محبت کا جذبہ، اللہ کی مخلوق کی خدمت کرنے کا جذبہ، مذہب سے والہانہ محبت یہ سب جذبے اور خصوصیتیں میمن برادری میں موجود ہیں اور آج سے نہیں بلکہ صدیوں سے وہ ان خصوصیات اور روایات کی امین ہے۔ انہی جذبوں نے میمن برادری کو تحریک پاکستان میں سرگرمی سے حصہ لینے پر اکسایا اور حصول پاکستان کے بعد اس برادری نے اس اسلامی مملکت کے استحکام میں بھرپور کردار ادا کیا۔ قائداعظم کی خدمت میں سونے اور چاندی کی گولیاں پیش کیں۔ بانٹوا میمن برادری کے مخیر حضرات اور سیٹھوں نے ہر طرح کا مالی تعاون کیا تھا اور بانٹوا آمد 24 جنوری 1940ء کو پریس فنڈ کے دورہ کو کامیاب بنایا۔ دنیا کے ہر ملک میں آباد میمنوں اور مخیر حضرات نے بھی تحریک پاکستان، قیام پاکستان اور استحکام پاکستان میں لازوال کردار ادا کیا۔ عملی اور مالی تعاون کیا۔

اپنے رہنماؤں کا پیغام ہر طرف پہنچایا۔ درحقیقت پاکستان ایک قوم، کسی ایک شخص، کسی ایک فرد کی دین نہیں بلکہ یہ مشترکہ اور اجتماعی

کوششوں کا ثمر ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے سدا سلامت رکھے۔ قوموں کی تاریخ میں آزادی کا دن بہت اہمیت رکھتا ہے۔ پاکستان میں ہر سال 14 اگست کا دن ایک قومی تہوار کی حیثیت سے بڑے جوش وخروش کے ساتھ منایا جاتا ہے مگر اس دن کو دھوم دھام سے منانے کے بعد ہماری ذمہ داری ختم نہیں ہوجاتی بلکہ اس کی سلامتی اور استحکام کے لئے کوشش کرنے کی ذمہ داری بھی ہم پر عائد ہوتی ہے جس کے لئے ہمیں شب و روز انتھک جدوجہد کرنی ہوگی۔

جناح صاحب کا تعلق بھی گجراتی برادری سے تھا۔ انہوں نے برصغیر کے مسلمانوں کو متحد کرنے کا بیڑہ اٹھایا اور انہیں آزادی کا پیغام سنا کر خواب غفلت سے بیدار کیا۔ چونکہ حضرت قائداعظم بھی گجراتی تھے اس لیے انہیں دیکھ کر پوری گجراتی برادری ان کے زیر سایہ آ گئی اور اس برادری نے قیام پاکستان کے لیے کمر کس لی۔ پھر تو ان حضرات نے جان ومال کی قربانیاں پیش کیں۔

تحریک پاکستان کو مضبوط، متحرک اور فعال بنانے کے لیے چندے اور ڈونیشن دیے اس کے بعد جب پاکستان بن گیا تو اس کو معاشی اور اقتصادی لحاظ سے مضبوط کرنے کا بیڑہ بھی اٹھایا اور اس قدر دل و جان سے محنت کی کہ وہ ملک جس کے بارے میں انڈیا کے متعصب ہندوؤں کا خیال تھا کہ یہ چند روز کا مہمان ہوگا، وہ نہ صرف قائم رہا بلکہ اب تک ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مضبوط ہوتا چلا جارہا ہے یہاں تک کہ اس نے ایٹمی دھماکہ کرکے انڈیا جیسے ملک کو یہ بھی بتادیا کہ ”ہم کسی سے کم نہیں۔ ہماری طرف میلی نظر سے نہ دیکھنا اور نہ ہمیں کمزور سمجھنے کی غلطی کرنا۔“

جب ہم پاکستان کی روشن اور زریں تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ میمنوں نے اس ملک کے قیام کے لیے بڑی جدوجہد کی تھی جس کے حوالے اور حوالہ جاتی حقائق آج بھی تاریخ کی کتابوں میں درج ہیں۔ میمن اور گجراتی برادری نے تحریک پاکستان کے وقت اس تحریک کے لیے دل کھول کر فنڈز پیش کیے تھے۔ فنڈز کسی بھی تحریک کی کامیابی کے لیے ضروری ہوتے ہیں جس کا قائداعظم کو احساس تھا اسی لیے انہوں نے ضرورت پڑنے پر سب سے پہلے میمن اور گجراتی برادری سے رجوع کیا تھا اور ان برادریوں نے قائداعظم کو بالکل مایوس نہیں کیا تھا بلکہ اپنے دل اور اپنی تجوریوں کے دروازے ان کے سامنے کھول دیئے تھے جن میں بانٹوا کے تمام شاہ سوداگران اور مخیّر حضرات بھی شامل تھے۔

سر آدم جی حاجی داؤد نے تو پاکستان کے قیام کے بعد اس ملک کی معاشی اور اقتصادی ضروریات پوری کرنے کے لیے قائداعظم کی خدمت میں بلینک چیک پیش کردیا تھا جس پر صرف اپنے دستخط کیے تھے اور قائداعظم کو اختیار دیا تھا کہ وہ اس میں جتنی رقم چاہیں، خود لکھ دیں دیگر میمنوں کی طرح بانٹوا کے شاہ سوداگران سیٹھ حاجی حبیب حاجی پیر محمد کلکتہ والا مرحوم، سیٹھ حاجی آدم پیر محمد اسحاق جانگڑا اور سیٹھ حسین قاسم دادا مرحوم وغیرہ نے تحریک پاکستان میں عملی اور مالی تعاون کیا۔ دنیا کے ہر ملک میں آباد میمنوں اور مخیّر حضرات نے بھی تحریک پاکستان، قیام پاکستان اور استحکام پاکستان میں لازوال کردار ادا کیا۔ عملی اور مالی تعاون کیا۔ اپنے رہنماؤں کے پیغام کو دوسروں تک پہنچایا۔ درحقیقت پاکستان ایک قوم، کسی ایک شخص، کسی ایک فرد کی دین نہیں بلکہ یہ مشترکہ اور اجتماعی کوششوں کا ثمر ہے۔ لہٰذا اس کی حفاظت ہم سب کا فرض ہے۔ ہم سب کی دعا ہے اللہ تعالیٰ پاک وطن کو قائم ودائم رکھے اور اس کی حفاظت فرمائے۔ آمین

نیک خواہشات اور پرخلوص دعاؤں کا طالب

ادنیٰ خادم

انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا

مدیر اعزازی ماہنامہ میمن سماج کراچی

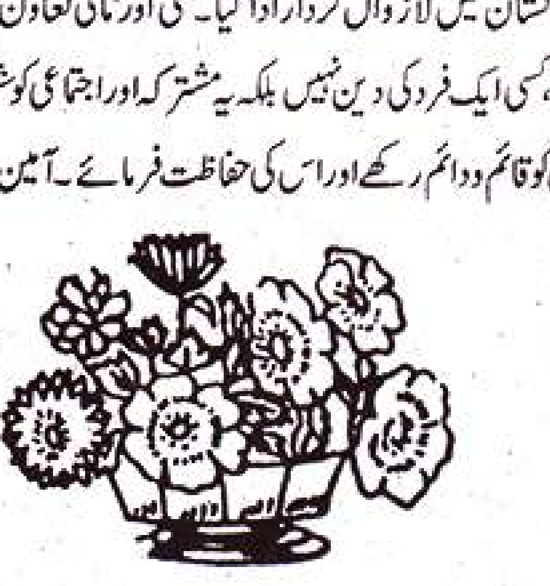

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

میاں بیوی کے حقوق و فرائض

تحریر : احمد بتاسی (مرحوم)

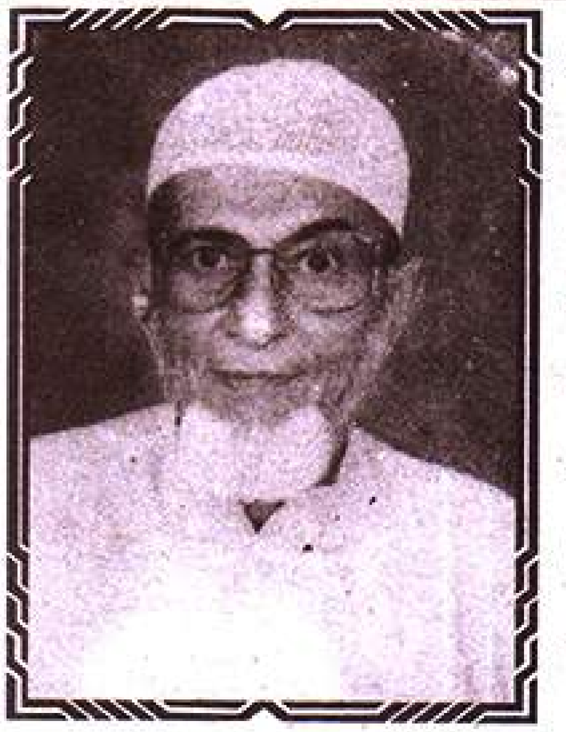

آج کے دور میں یہ مضمون بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے تاکہ نئی نسل کے افراد کو اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ ہوسکیں جو نکاح اور شادی کے بعد ان پر عائد ہوتی ہیں اور جن سے واقفیت نہ ہونے کے باعث نہ صرف بہت سی خرابیاں اور پیچیدگیاں میاں بیوی کے تعلقات میں پیدا ہو جاتی ہیں بلکہ نہایت بھیانک واقعات بھی رونما ہوتے ہیں اور کئی گھرانے محض اس وجہ سے برباد ہو جاتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم اور اسوہ رسول ﷺ کو عملی جامہ نہیں پہنایا جاتا۔ اگر اسلام کی تعلیم پر عمل کیا ہوتا تو وہ گھر کبھی برباد نہ ہوتے بلکہ امن وسکون کا گہوارہ ہوتے۔

مقصد نکاح : اسلامی معاشرہ میں نکاح اور شادی وہ عمل ہے جس کے بعد مرد اور عورت میاں بیوی کا درجہ حاصل کرتے ہیں۔ انہیں یہ مقصد خوب یاد رہے اور اسے کبھی نظر انداز نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک اہم نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہاری جنس سے تمہاری بیویاں بنائیں تاکہ تم ان سے سکون وراحت حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت ورحمت پیدا کردی'' پس اللہ تعالیٰ نے شادی اور نکاح کا مقصد سکون وراحت اور مودت ورحمت کو قرار دیا ہے۔ اسی مقصد کے پیش نظر اسلام نے غیر مذاہب کی عورتوں سے شادیاں ناپسند کی ہیں۔

میاں بیوی کی زندگی کے متعلق ایک حسین مشابہت : فرمایا: ''عورتیں تم مردوں کے لباس ہیں اور تم عورتوں کے لباس ہو'' اس آیت میں دو باتوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ میاں کو لباس قرار دے کر اس طرف توجہ دلائی کہ دونوں کے حقوق اور ذمہ داریاں ایک جیسی ہیں اور دونوں کا فرض ہے کہ ان کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ دوسرا: ایک کو دوسرے کا لباس قرار دے کر اس طرف توجہ دلائی کہ مردوں اور عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لئے ہمیشہ لباس کا کام دیں۔ ایک دوسرے کے عیب چھپائیں اور کمزوریوں کو ڈھانپیں۔ ایک دوسرے کے لئے زینت وراحت کا باعث بنیں۔ جس طرح گرمی وسردی کے اثر سے لباس انسانی جسم کو محفوظ رکھتا ہے اس طرح میاں بیوی دکھ سکھ کی گھڑیوں میں ایک دوسرے کی حفاظت کرتے ہیں اور ایک دوسرے کا ساتھ دے کر ایک دوسرے کے کام آتے ہیں اس کے نتیجے میں پریشانی کے وقت ایک دوسرے کی دلجوئی راحت وسکون کا باعث ہوتی ہے۔

عورت کا دائرہ عمل : رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو عورت وقار سے گھر میں رہ کر خانگی فرائض ادا کر رہی ہو اس کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والوں کا اجر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا یہ مطلب نہیں کہ عورت کے لئے گھر سے نکلنا بالکل منع یا حرام ہے بلکہ

ضرورت کے وقت عورت کو گھر سے باہر جانے کی اجازت بھی ہے۔

تاریخ اسلام کے جائزے سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں مسلمان خواتین کا جنگوں پر مردوں کے ساتھ جانا، کھیتوں وغیرہ پر کام کرنا، حاجات بشریہ پوری کرنے کے لئے جانا' علم سیکھنے سکھانے کے لئے جانا نہایت ہی کثرت سے ثابت ہے۔ لیکن یہ سوچ درست نہیں کہ زندگی میں عورت کا سب سے بڑا فریضہ یہ ہے کہ وہ خود اپنی روزی کمانے کے لئے سوچ بچار کرے اور ملازمتیں کرتی پھرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ): ''اس کی ہر قسم کی ضروریات اس کے خاوند کے ذمہ ہیں جو بچوں کا باپ ہے۔''

اگر وہ روزی کمانے کے فکر میں لگی رہی تو گھریلو فرائض کون ادا کرے گا اور بچوں کی تعلیم و تربیت کس طرح ہوگی؟ جب میاں اور بیوی دونوں ملازمتیں کر رہے ہوں تو ایسے واقعات آئے دن مشاہدے میں آتے ہیں کہ اگر خاوند اپنی ڈیوٹی سے پہلے واپس آگیا اور بیوی دو گھنٹے بعد آئی تو خاوند نے بیوی سے کہا کہ چائے بنا دو اس موقع پر بیوی جھٹ سے بولی ''مجھ سے دو گھنٹے پہلے تم آئے ہو اور چائے بنانے کے لئے مجھ سے کہتے ہو!'' اللہ رحم کرے۔ مجبوری اور تنگی کی صورت میں الگ بات ہے لیکن محض دنیا کی فراوانی کے لئے یہ طریقہ اختیار کرنا اسلام کی نظر میں سخت ناپسندیدہ ہے۔

شوہر کے حقوق : بیوی شوہر کے آرام و احترام کا خیال رکھے۔ شوہر کی عزت اور مال کی حفاظت کرے۔ شوہر کی اولاد کی تربیت اور اس کے رشتہ داروں سے حسن سلوک کرے۔ شوہر کے سوا کسی پر اپنی زینت ظاہر نہ کرے۔ شوہر سے ایسے تقاضے نہ کرے جو اس کی طاقت اور استطاعت سے باہر ہوں۔ ہر کام میں شوہر کے وقار کو سامنے رکھے۔

بیوی کے حقوق : خاوند اپنی بیوی کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھے اور اس پر واضح کرنے کی کوشش کرے کہ وہ اس کی تسکین اور توجہ کا مرکز ہے۔ بیوی کے لئے نان نفقہ کا خیال رکھے اور گھریلو فرائض اور ذمہ داریوں کو ادا کرے اور گھریلو کام کاج میں بھی اس کی مدد کرے۔ بیوی کی معمولی لغزشوں سے درگزر کرے اس کے ساتھ ہمدردی اور پیار کا سلوک کرے اور کبھی بھی طعنہ زنی سے اسے دکھ نہ دے۔ بیوی سے گھریلو امور میں مشورہ کرے اور حتی المقدور گھر کے معاملات کو باہمی رضامندی سے انجام دے۔ بیوی کی عزت نفس کا خیال رکھے۔

عورتوں کے فرائض : سب سے پہلی بات جو عورت کے فرائض میں شامل ہے وہ یہ ہے کہ وہ صالحہ ہو۔ عربی زبان میں صالحہ کے معنی ہیں وقت' ضرورت اور حالات کے مطابق کام کرنے والی' بے محل اور بے موقعہ کی راگنی نہ ہو۔ دوسری بات یہ بات کہ فرمانبردار ہو۔ اگر عورت اپنے شوہر کی فرمانبردار رہے گی تو نہ صرف گھر کا نظام بہتر ہوگا بلکہ امن و سکون گھر کا امتیازی نشان ہوگا۔ بہت سی عورتیں شوہر کی عزت و احترام نہیں کرتیں حالانکہ شوہر کا عظیم الشان مرتبہ ہے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے بعد کسی کو سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم ملتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

پھر ایک موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس عورت نے پانچوں وقت نماز پڑھی اور رمضان کے روزے رکھے اور اپنے آپ کو برے کاموں سے بچایا اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کی اور اس کا کہنا مانا' ایسی عورت کو اختیار ہے کہ جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ تیسری بات جو عورت کے فرائض میں داخل ہے وہ یہ ہے وہ شوہر کے حقوق کی حفاظت کرنے والی ہو' شوہر کی عدم موجودگی میں تو اس سے مراد یہ ہوگی کہ عورت کا فرض ہے کہ ہر اس چیز کی حفاظت کرے جو شوہر کی ہو اور اس کی غیر موجودگی میں بطور امانت اس کے پاس ہے۔ اس میں

نسب کی حفاظت، عصمت وآبرو کی حفاظت اس کے روزوں کی حفاظت اوراس کے مال ودولت کی حفاظت شامل ہے۔

مردوں کے فرائض : سورہ النسا میں مردوں کے لئے ارشاد فرمایا ترجمہ: عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کی زندگی گزارو یعنی ایسی معاشرت قائم کرو جو معروف اور دستور کے مطابق ہو اور پسندیدہ ہو پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ فرمایا کہ اگر وہ تمہیں ناپسند ہو تو اس کا یہ نہیں ہونا چاہئے کہ ان سے میل جول اچھا نہ رکھا جائے یا حسن معاشرت کا رویہ ترک کر دیا جائے بلکہ ایسی صورت میں ان سے اپنی طبیعت پر زور دے کر حسن اخلاق سے پیش آنا چاہئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ناپسندیدگی کو دور فرما دے گا۔ بعض دفعہ عورت کی بعض عادتیں ناپسند ہوتی ہیں یا وہ خوبصورت نہیں ہوتی یا اس میں کوئی کمزوری اور نقص ہوتا تو مرد کو چاہئے کہ صبر وتحمل سے کام لے۔ بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عورت کے ذریعہ سے مرد کو کچھ ایسی خیر وبھلائی پہنچانے کا ارادہ کیا ہو جس پر مرد کی نگاہ نہ پہنچی ہو۔ حجۃ الوداع کے تاریخی موقع پر حضور انور ﷺ نے مسلمانوں کو جو تاکیدی ہدایت اور نصیحتیں فرمائیں ان میں عورتوں کے بارے میں آپ ﷺ کی آخری نصیحت یہ تھی کہ ''دیکھو! عورتوں سے اچھا سلوک کرنا اور ان سے حسن معاشرت سے پیش آنا۔''

حسن معاشرت کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تعمیل میں حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ عورت کے ساتھ اس کی چھوٹی چھوٹی لغزشوں پر کراہت کا رویہ نہیں اپنانا چاہئے۔ اگر مردوں سے غلطیاں ہو جاتی ہیں تو بیوی بھی آخر انسان ہے اس سے بھی غلطی سرزد ہو سکتی ہے۔ یہ انسانیت نہیں کہ کھانے میں نمک مرچ کی کمی بیشی جیسی معمولی باتوں پر گھر کا ماحول خراب کیا جائے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں سے ہی تو بہت سے گھر برباد ہوتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی حدیث ہمیں خبردار کرتی ہے کہ شیطان جتنا میاں بیوی کے بگاڑ سے خوش ہوتا ہے اتنا اور کسی چیز سے خوش نہیں ہوتا۔

پس ہمیں اپنے ازدواجی اور گھریلو حالات کا جائزہ لینا چاہئے کہ میاں بیوی کے تعلقات میں اگر کوئی کمی ہے تو اسے دور کریں اور اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے اپنے گھروں کو جنت بنائیں تا کہ ان جنت نما گھروں سے اعلیٰ نسلیں پروان چڑھیں۔

اپنے آپ کو دوسروں کی جگہ رکھیں پھر ان سے بہت نرمی سے بات کریں ایسا کرنے سے آپ کے اور ان کے درمیان بہتر تعلقات قائم ہونگے

تیز دھوپ اور مشکل راہیں
بہت کٹھن ہے ہر ایک منزل
سائے سے محروم پڑاؤ
پھر بھی ہمت ہو تو آؤ

آؤ مل کر خوشیاں بانٹیں۔ آؤ مل کر کام کریں

برادری سے غربت کا مکمل خاتمہ، معیاری اور اعلیٰ تعلیم (ہائر ایجوکیشن) کا فروغ،
علاج معالجہ کی سہولیات، آبادکاری، مجموعی خوشحالی
ہر شعبہ ہائے زندگی میں تیز رفتار ترقی ہمارا نصب العین ہے
ان مقاصد کے حصول اور برادری کی بہتر اور عمدہ خدمت کی خاطر
بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی سے بھرپور تعاون و سپورٹ کیجئے اور
ہمارا ساتھ دیجئے

☆ ہم اپنی موجودہ خامیوں اور کوتاہیوں کو دور کرنے کے لئے آپ کی ہر بات، اچھے مشورے اور تجاویز سننے کے لئے ہر وقت حاضر ہیں۔

☆ آپ کی بہترین خدمت کرنے کا ہمیں ہمہ وقت خیال ہے لیکن کبھی غیر معمولی حالات میں یا انجانے میں کوئی ایسی بات ہوجاتی ہے جس سے شکایات کا پہلو نکلتا ہے ہماری دلی تمنا اور خواہش ہے کہ آپ کی ہر جائز شکایت دور کی جائے اور ایسا صرف آپ کے پرخلوص تعاون سے ہی ممکن ہے۔

☆ آپ ہمیں ہماری خامیوں سے ضرور آگاہ کریں ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ آپ کے مشوروں، رہنمائی اور تجاویز کی روشنی میں ہم اپنی بانٹوا میمن جماعت کی کارکردگی اور اپنی کارگزاری کو بہتر سے بہتر بنانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔

نیک خواہشات کے ساتھ

تعاون کے طلب گار

عہدیداران اور مجلس عاملہ کے اراکین

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

غنی دھلوی مرحوم

پوچھو نہ مجھ سے دوستو کیا ڈھونڈتا رہا
جو ہر جگہ ہے اس کا پتہ ڈھونڈتا رہا

لے کر چراغ عشق اللہ کو ڈھونڈتا رہا
راہ فنا میں جائے بقا ڈھونڈتا رہا

روشن ہے جس کے نور سے یہ بزم کائنات
میں اپنے دل میں اس کی ضیاء ڈھونڈتا رہا

شہہ رگ کے جو قریب ہے اے دوست عمر بھر
اپنی نوا میں اس کی صدا ڈھونڈتا رہا

ایسا اللہ کے عشق میں کھویا کہ رات دن
کعبے کے بت کدے میں فضا ڈھونڈتا رہا

آزاد ہے جو کون و مکان کی قیود سے
میں اس اللہ کے گھر کا پتہ ڈھونڈتا رہا

جس کی نہ ابتدا ہے غنی اور نہ انتہا
اس بحر بیکراں کا سرا ڈھونڈتا رہا

شاہ فرید الحق قادری ایڈوکیٹ (مرحوم)

ان کی سرکار سے جو پھر گیا ایمان گیا
دین برباد ہوا ہاتھ سے قرآن گیا

فرش سے عرش پہ اک بندہ ذیشان گیا
ملنے اللہ سے اللہ کی برہان گیا

نصرت حق وہیں پہونچی وہی منزل ٹھہری
عشق احمد لئے جس جا بھی مسلمان ہوگیا

ان کی عظمت ہی کے انکار سے مردود ہوا
مارا سجدے کے نہ کرنے سے جو شیطان گیا

دل ہی وہ دل جو عقیدت سے جھکتے تیرے حضور
سر ہی وہ سر جو تری قدموں پہ قربان گیا

شاہ بطحا کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے
جس نے سرمارا وہی ششدر و حیران گیا

تنگ دیں تنگ زمانہ سہی ناکارہ فرید
پھر بھی جب آن پڑی دین پہ قربان گیا

ان کی باتوں میں گلوں کی خوشبو

☆ جس کو مسلمان کا غم نہیں، وہ میری امت سے نہیں ہے۔

(حضور اکرم ﷺ)

☆ کسی کو دکھ دینے والا کبھی خوش نہیں رہ سکتا۔ (حضرت ابوبکر صدیقؓ)

☆ کسی کی بے بسی پہ مت ہنسو کل یہ وقت تم پر بھی آسکتا ہے۔

(حضرت عمر فاروقؓ)

☆ کسی کی آنکھ تمہاری وجہ سے نم نہ ہو کیونکہ تمہیں اس کے ہر آنسو کا قرض چکانا ہوگا۔ (حضرت عثمان غنیؓ)

☆ مظلوم اور نمازی کی آہ سے ڈرو کیونکہ آہ کسی کی بھی ہو عرش کو چیر کر اللہ کے پاس جاتی ہے۔ (حضرت علیؓ)

☆ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو گے تو موت سے خوفزدہ ہونے کے بجائے اس کا خیر مقدم کرو گے۔ (حضرت امام حسنؓ)

☆ اعلیٰ درجے کا معاف کرنے والا وہ ہے جو انتقام پر قدرت رکھتے ہوئے عفو و درگزر سے کام لے۔ (حضرت امام حسینؓ)

☆ کسی سے نیکی کرتے وقت بدلے کی توقع مت رکھو کیوں کہ اچھائی کا بدلہ انسان نہیں صرف اللہ دیتا ہے۔ (حضرت جنید بغدادیؒ)

☆ محبت کی تاثیر عادتوں کو بدل دیتی ہے۔ (حضرت داتا گنج بخشؒ)

☆ جو آخرت کو دنیا سے بہتر جانے وہ ایمان والا ہے۔ (امام غزالیؒ)

☆ موتی اگر کیچڑ میں بھی گر جائے تو بھی قیمتی ہے اور گرد اگر آسمان پر چڑھ جائے تو بھی بے قیمت ہے۔ (شیخ سعدیؒ)

☆ خاموشی کو اپنا شعار بنا تاکہ زبان کے شر سے محفوظ رہے۔

(حکیم لقمان)

☆ ہر روز آئینہ دیکھا کرو اگر صورت بری ہو تو برا فعل نہ کرو اور اگر صورت اچھی ہے تو برا کام کر کے اس کی خوبصورتی کو تباہ نہ کرو۔

(سقراط)

☆ بات کو دیر تک سوچو، پھر منہ سے نکالو اور اس کے بعد اس پر عمل کرو۔ (افلاطون)

☆ حقیقی حسن کا سرچشمہ دل ہے اگر یہ سیاہ ہو تو چمکتی آنکھیں کچھ کام نہیں دیتیں۔ (بوعلی سینا)

☆ جب انسان کسی کے ساتھ کسی طرح کی نیکی نہ کر سکے تو اس کی برائیوں ہی سے اسے مطلع کرتا رہے۔ (بقراط)

☆ جھوٹ سے سچ کا بھی اعتبار جاتا رہتا ہے۔ (بطلیموس)

☆ زندگی کسی دوسرے سے ادھار نہیں لی جاتی اسے خود ہی اپنے اندر روشن کرنے کی ضرورت ہے۔ (علامہ اقبال)

☆ آدمی کی عقل کی دلیل اس کا قول ہے اور قول کی دلیل اس کا فعل ہے۔ (جالینوس)

☆ تجسس ذہین لوگوں کی ایک مستقل خوبی ہے۔ (سموئیل جانسن)

☆ دکھ کو تم جتنا خوفناک سمجھتے ہو وہ اتنے خوفناک نہیں۔ (برنارڈ شاہ)

☆ دنیا میں سب سے بہتر خیال یہ ہے کہ میں آج کون سی نیکی کر سکتا ہوں۔ (بنجمن فرینکلن)

☆ ہر عمدہ اور اچھا کام ابتدا میں ناممکن ہی نظر آتا ہے۔ (کارلائل)

☆ وقت کو آگے سے روکو اس کو پیچھے سے پکڑنا فضول ہے۔

(فرینکلن)

بانٹوا میمن برادری کی ممتاز سماجی اور بے لوث مخیر شخصیت

حاجی محمد صدیق علی محمد بھٹڈا

(حاجی صدیق دھڑکی)

کی غم انگیز رحلت

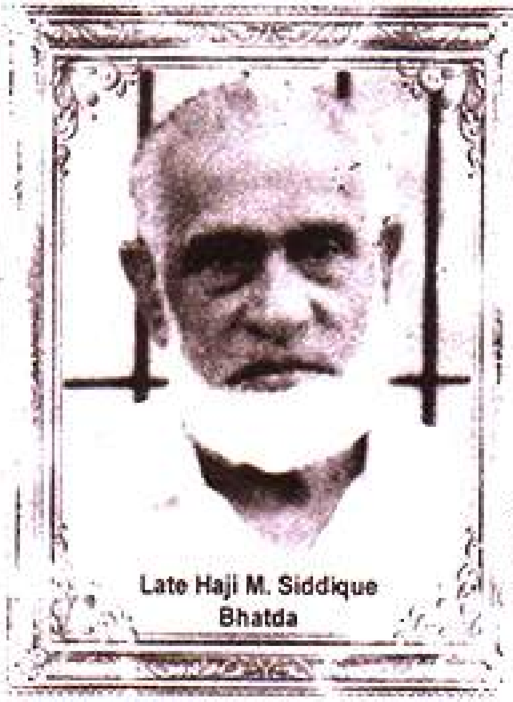
Late Haji M. Siddique Bhatda

بانٹوا میمن برادری کی ممتاز سماجی رہنما اور بے لوث مخیر شخصیت حاجی محمد صدیق علی محمد بھٹڈا (حاجی صدیق دھڑکی) مختصر علالت کے بعد 24 جون 2020ء کو 89 سال کی عمر پاکر (بہ وقت نماز ظہر) دارالفانی سے کوچ کر گئے۔

مرحوم کی نماز جنازہ بعد نماز مغرب بہ مقام میمن مسجد (پہاڑی والی) شہید ملت روڈ میں ادا کی گئی۔ آپ کی نماز جنازہ، تجہیز و تکفین اور قرآن خوانی میں بانٹوا میمن جماعت کے عہدیداران، مجلس عاملہ کے اراکین، بانٹوا میمن خدمت کمیٹی، بانٹوا انجمن حمایت اسلام، بانٹوا راحت کمیٹی اور آل پاکستان میمن فیڈریشن کے عہدیداران، تاجروں، دوست احباب اور عزیز واقارب کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔

حاجی صدیق دھڑکی مرحوم نے اپنی پوری زندگی فلاح و بہبود کے کام، حسن اخلاق اور جذبہ ہمدردی کے تحت ایسی بے مثال خدمات انجام دیں۔ آپ کے انتقال پرملال سے بانٹوا میمن برادری بلکہ دوسرے ضرورت مندوں اور دکھی لوگوں کو بھی سوگوار کر دیا ہے۔ مرحوم طویل عرصے تک اناج کی بروکری اور اناج کی تجارت سے وابستہ رہے۔

قرارداد تعزیت ۔ بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

حاجی محمد صدیق علی محمد بھٹڈا (حاجی صدیق دھڑکی) کی غم انگیز رحلت پر بانٹوا میمن جماعت کے موجودہ عہدیداران مجلس عاملہ کے اراکین اور سب کمیٹیوں کے کنوینر صاحبان نے مرحوم کے لواحقین سے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کی مغفرت کر کے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین اور اہل خانہ کو صبر جمیل عطا کرے (آمین)

ضروری ہدایات

قرآن کریم کی مقدس آیات اور احادیث نبوی ﷺ آپ کی دینی معلومات میں اضافے کے لئے شائع کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہوں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔

بانٹوا میمن جماعت کے سابقہ آفس سیکریٹری، گجراتی زبان کے مضمون نگار اور سماج کی خدمت گزار شخصیت

عبدالعزیز ولی محمد جانگڑا

کی غم انگیز رحلت

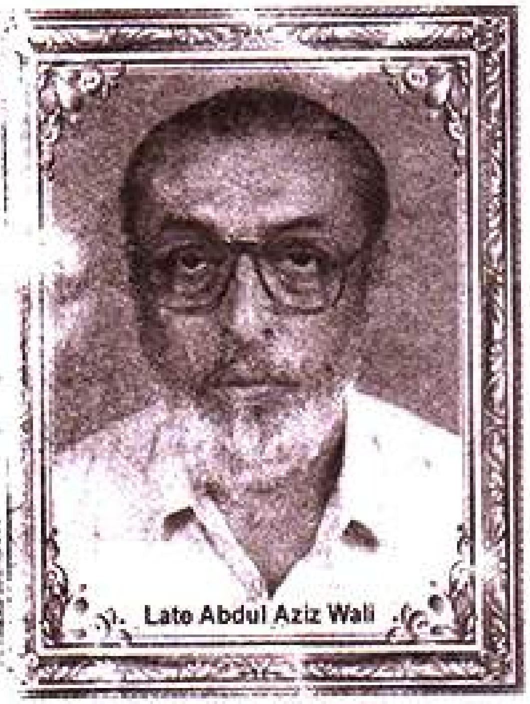

Late Abdul Aziz Wali

بانٹوا میمن جماعت کے سابقہ آفس سیکریٹری، گجراتی زبان و ادب کے قلمکار اور سماج کی خدمت گزار شخصیت 24 جون 2020ء کو مختصر علالت کے بعد 84 سال کی عمر پا کر دارالفانی سے کوچ کر گئے۔ مرحوم کی نماز جنازہ بعد نماز عشاء، جامع مسجد میمن (حیدرآباد کالونی) میں ادا کی گئی۔ مرحوم کا سوئم و قرآن خوانی اور فاتحہ سوئم دوسرے روز جامع مسجد میمن میں مغرب تا عشاء منعقد ہوئی۔ نماز جنازہ اور تجہیز و تکفین اور قرآن خوانی سوئم میں بانٹوا میمن جماعت، بانٹوا انجمن حمایت اسلام اور بانٹوا راحت کمیٹی کے عہدیداران اور مجلس عاملہ کے اراکین، سماجی کارکنان، گجراتی قلمکار، ادیب و شاعر حضرات نے بھی شرکت کی تھی۔

عبدالعزیز ولی 22 اپریل 1936ء میں بانٹوا میں پیدا ہوئے۔ آپ نے مڈل تک تعلیم حاصل کی تھی۔ مرحوم نے اپنی سماجی زندگی کا آغاز بانٹوا میمن خدمت کمیٹی کے لئے قربانی کی کھالیں جمع کرنے سے کی تھی۔ 1952-53ء سے یہ سلسلہ شروع کیا تھا۔ علاوہ بانٹوا میمن والنٹیئر کور کی کاروباری کمیٹی کے عہدے پر رہ کر خدمات انجام دیں تھیں۔ آپ اکتوبر 1956ء میں محترمہ امینہ آدم جانگڑا کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔ آپ کے پانچ صاحبزادے ☆ جناب محمد حنیف جانگڑا ☆ جناب محمد زبیر جانگڑا

☆ جناب محمد شعیب جانگڑا ☆ جناب محمد یاسین جانگڑا ☆ جناب محمد عمران جانگڑا

اور ایک صاحبزادی محترمہ زیتون بائی زوجہ حاجی گل محمد چٹنی ہے۔ آخری سانسوں تک اپنی اولاد کے ساتھ ہنسی خوشی زندگی گزاری۔ پہلی شریک حیات کی رحلت کے بعد 1992ء میں دوسری شادی محترمہ حبیبہ حاجیانی عثمان بوڑا (بمبئی والا) سے ہوئی۔ مرحوم گجراتی اخبارات اور رسائل میں اپنی قلمکاری کے جوہر دکھاتے تھے۔ مرحوم ہر ایک سے خلوص دل اور انکساری سے ملتے تھے۔

قرارداد تعزیت ۔ بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

عبدالعزیز ولی محمد جانگڑا کی غم انگیز رحلت پر بانٹوا میمن جماعت کے موجودہ عہدیداران، مجلس عاملہ کے اراکین اور سب کمیٹیوں کے کنوینر صاحبان نے مرحوم کے لواحقین سے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ مرحوم کی مغفرت کر کے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور لواحقین اور اہل خانہ کو صبر جمیل عطا کرے (آمین)

مصنف کی مشہور گجراتی کتاب ''میری یادیں'' سے ماخوذ ایک باب کا اردو ترجمہ

جب پاکستان وجود میں آیا تھا

گجراتی تحریر : جان محمد دائود کوڈوا والا ایڈووکیٹ (مرحوم)

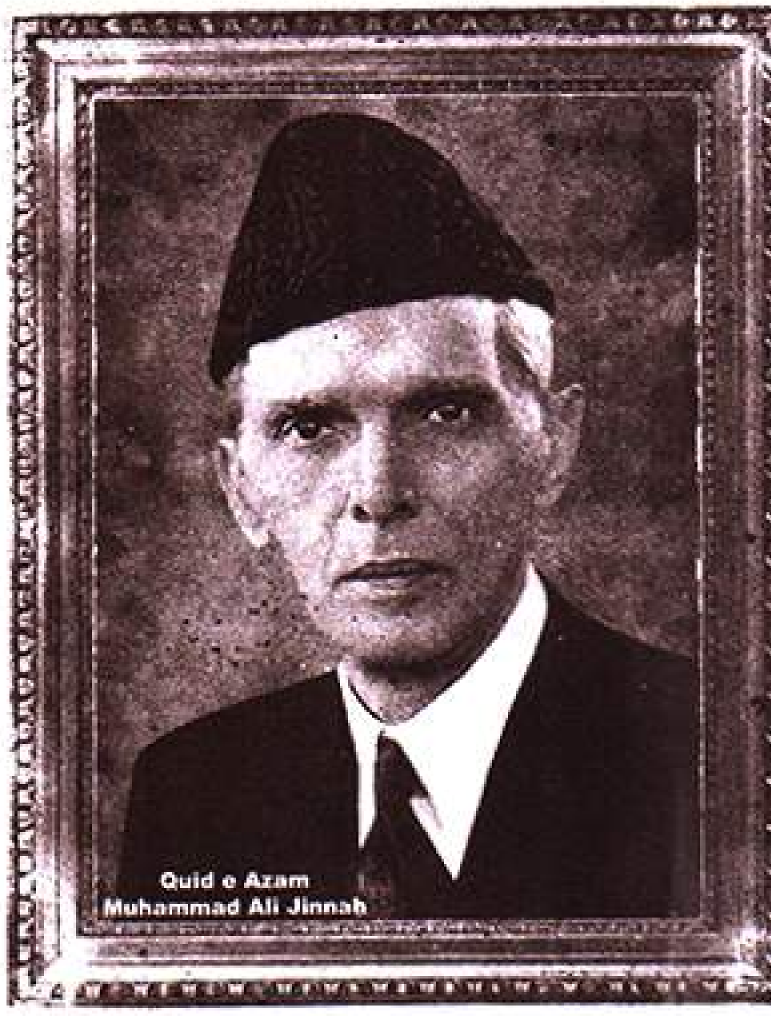
Quid e Azam
Muhammad Ali Jinnah

کراچی آمد : کراچی کی بندرگاہ پر پہنچتے ہی ہم نے اطمینان کا سانس لیا۔ اب ہم اپنے آزاد ملک میں آگئے تھے۔ ہم نے نہ صرف قوم پرست ہندوؤں اور سکھوں سے رہائی حاصل کرلی تھی بلکہ ہم نے ایک ایسے گاؤں سے نجات حاصل کی جہاں آخری درجہ کی وڈیرا شاہی تھی، جہاں کے باشندے ضروریات زندگی کی ہر آسائش سے مکمل طور پر محروم تھے، جہاں کے عوام خلاف فطرت اپنی زندگی بسر کررہے تھے۔ کراچی میرے لیے اجنبی شہر نہ تھا۔ میں یہاں 1940 میں بھی رہ چکا تھا۔ کراچی شہر کے لیے میں نے اُس وقت جو کچھ سوچا تھا وہ مجھے یاد آیا۔ واقعی کراچی جیسا خوشحال شہر، سندھ جیسے غیر ترقی یافتہ صوبے کا دارالحکومت بننے کے لیے وجود میں نہیں آیا تھا۔ ان کے نصیب میں کتنے ہی انقلاب لکھے ہوئے تھے۔ آج یہ ایک نئے اور آزاد ملک کا دارالحکومت بن گیا تھا۔

Jan M. Dawood

کراچی کی حالت : برصغیر ہندو پاک کی تقسیم کی وجہ سے بہت ہندو کراچی کو چھوڑ کر بھارت جاچکے تھے یا جانے کی تیاری میں تھے۔ اسی طرح ہم میں سے بہت سے لوگ جو کاٹھیاواڑ کو چھوڑ کر کراچی آئے ہوئے تھے، انھیں امید تھی کہ حالات سازگار ہونے سے وہ واپس اپنے گاؤں جاسکیں گے، اسی طرح ہندوؤں کو امید تھی کہ وہ فوراً کراچی واپس آجائیں گے۔ اسی وجہ سے ان میں سے جو مالک مکان تھے وہ کاروباری حضرات کو اپنی ملکیت گیارہ ماہ کے لیے کرایہ پر دے کر، کرایہ کی رقم کی پیشگی وصول کرکے بھارت جارہے تھے۔ میرے والد محترم پہلے سے کراچی آگئے تھے۔ انھوں نے نانک واڑہ میں ایک ہندو سے ایک بہت ہی پرانی عمارت کرایہ پر لے لی تھی۔ اس وجہ سے ہمیں کراچی میں رہائش کے لیے کوئی دشواری نہیں ہوئی۔ چونکہ اس عمارت میں ہم سب کے لیے رہائش کی گنجائش نہیں تھیں، پھر بھی دیگر ہزاروں بھائی بہنوں کے حوالے سے فائدے میں رہے کیوں کہ ان لوگوں نے بے یارو

مددگار اسکولوں اور مسافر خانوں میں پناہ لی تھی۔

شہر کی کایا پلٹ : کراچی شہر کی کایا پلیٹ رہی تھی۔ مہاجروں کے گروہ کے گروہ دہلی، یوپی، بہار، کاٹھیاواڑ، گجرات، ریاست پچھاور بھارت کے دوسرے کئی حصوں سے یہاں آرہے تھے اور یہاں وہاں، اسکولوں، مسافر خانوں، کھلے میدانوں میں، راستوں پر جہاں بھی جگہ ملتی، وہاں پڑاؤ ڈال رہے تھے۔ متمول لوگ جمشید کواٹر، گارڈن ایسٹ کے ہندوؤں کے بنگلے جو اُس وقت بہت ہی کم قیمت میں مل جاتے تھے اُسے خرید کر اپنی رہائش گاہ بنا رہے تھے۔ سندھ کی صوبائی حکومت نے کراچی میں مرکزی حکومت کے قیام کی اجازت دے دی۔ پورے ملک کی حکومت کو چلانے کے لیے کراچی میں ضرورت کے مطابق دفتروں اور مکانات کی کمی تھی۔ اسی وجہ سے فوجی بیرکس اور کواٹروں میں سرکاری دفاتر قائم کردیے تھے اور جلد سے جلد کام چلاؤ اشیاء لے کر دفاتر کے کام کاج کی ابتداء کردی گئی۔ کھوکھراپار کی جانب سے بڑی تعداد میں مہاجروں کی آمد جاری تھی۔ ان میں زیادہ تر لوگ غریب اور معاشی طور پر بدحال تھے۔ ان کو امداد پہنچانا نہایت ہی مشکل کام تھا۔ شمال میں مشرقی پنجاب سے سکھوں کے ظالمانہ پنجوں سے جان بچا کر اپنا سب کچھ لٹا کر بے سہارا لوگ آرہے تھے۔ اتنا ہی نہیں جوناگڑھ اور کشمیر جیسے مسائل پاکستانی حکومت کو پریشان کررہے تھے۔ یہاں تک کے پاکستان اور بھارت کے درمیان جنگ کی نوبت آگئی تھی۔

مہاجروں کی مدد : ایسے مشکل حالات میں نجی اداروں نے مہاجروں کی امداد اور سپورٹ کے لیے مکمل فرض اور ذمہ داری کے ساتھ کام شروع کردیے۔ جس میں میمن ریلیف کمیٹی نے دکھی انسانیت کی خدمت کی جس کا ذکر لازمی ہے۔ اپنی روایتی سخاوت اور فیاضی سے سرشار ہوکر یہ ادارہ کسی امتیاز کے بغیر کھوکھراپار سے زمینی راستے اور کراچی کی بندرگاہ، بحری راستے سے آنے والے ہزاروں مہاجروں کو اشیاء خوردنی، کپڑا اور دیگر امداد پہنچائی۔ ایسے حالات میں کراچی شہر نے اپنی پہلی جیسی خوبصورتی، سجاوٹ اور ضابطے کھودیے اس میں کوئی حیران کن بات نہیں۔

سیٹھوں کا حال : بڑے بڑے سیٹھوں کے قائم شدہ کاروبار ابھی تک بھارت کے مختلف شہروں میں پھیلے ہوئے تھے۔ دونوں ملکوں کے درمیان ابھی مال اور روپے کی نقل وحرکت پر کوئی ضابطہ نہ تھا۔ لیکن دوسری جنگ عظیم کے نتیجے میں ضروریات زندگی کی کئی ایک اشیاء کے دام اور نقل مکانی پر پابندی عائد تھی۔ اسی وجہ سے بھارت سے حسب ضرورت مال منگوانے میں کافی دشواریاں پیش آرہی تھیں۔ مزید برآں پاکستان کے حصے میں آئے ہوئے علاقے چٹاگاؤں اور نارائن گنج کو چھوڑ کر دیگر شہروں میں میمن برادری بہت کم تعداد میں آباد تھی۔ یہ بھی حقیقت تھی کہ کراچی شہر پاکستان کا کاروباری مرکز بننے والا تھا اور کراچی آفس میں اعلیٰ انتظام کی ضرورت تھی۔

سکھر منتقلی : والد محترم کو کاروبار کے لحاظ سے کراچی موزوں نہ لگنے کی وجہ سے اپنی قسمت آزمانے کے لیے سکھر چلے گئے۔ ہمارے سیٹھ ابھی تک ممبئی میں تھے اور مستقبل کی کوئی منصوبہ بندی ابھی تک طے نہیں کی تھی۔ میں بھی سکھر گیا اور تین ہفتہ وہاں ٹھہرا لیکن میرا وہاں دل نہ لگا۔ اس لیے کراچی واپس آگیا۔ کراچی میں کھوڑی گارڈن کا علاقہ میمن برادری کے لیے اجتماعی ملن کا علاقہ بن گیا تھا جو بانٹوا کے بڑے جھانپا (دروازہ) کی یاد تازہ کرتا تھا۔ یہاں تقریباً ہر میمن اور اس میں خاص طور پر بانٹوا میمن برادری کے لوگوں سے ملاقات ہوجاتی تھی۔ طرح طرح کی افواہیں پھیلتی تھیں۔ کچھ زیادہ پرامید لوگ کہتے تھے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہ تھا کہ پاکستان کی فوج اب جوناگڑھ کی سرحد سے کتنی دور ہے۔ ان کی خیالی گفتگو کرتے اور تسلی محسوس کرتے۔ میں بھی اس ہجوم میں شامل ہوکر شام کا وقت گزارتا تھا۔ ایک دن ہماری کمپنی کے ایک چپراسی نے مجھے ڈھونڈ نکالا اور مجھے خبر دی کہ بڑے سیٹھ نے مجھے یاد کیا ہے۔ یہ زمانہ 1948 کا تھا۔

(اردو ترجمہ: کھتری عصمت علی پٹیل)

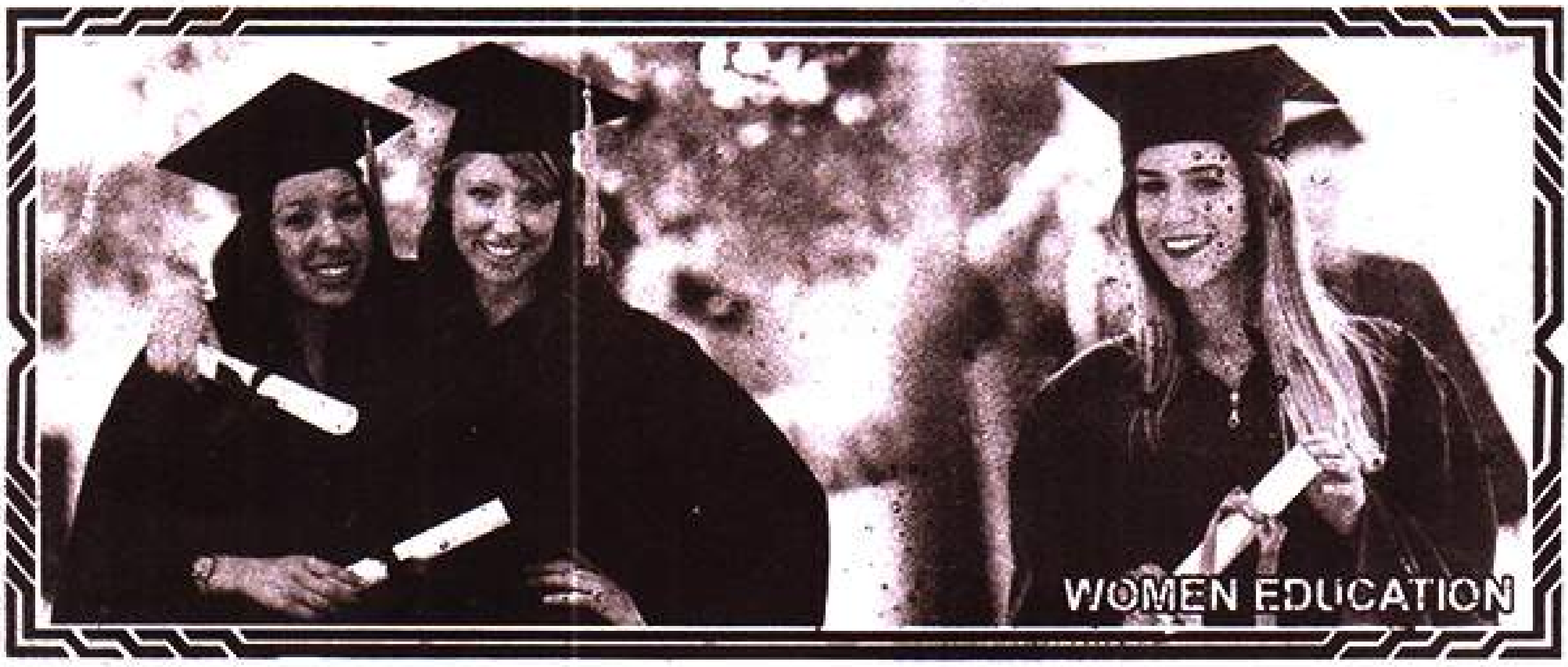

محترمہ خدیجہ حاجیانی ماں (مرحومہ) تعلیم نسواں کا چراغ روشن کر کے امر ہوگئیں

لڑکیوں کو پڑھائیں، آگے بڑھائیں

تحریر: محترمہ سمیرا محمد حنیف موٹا، چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ایک مرد کی تعلیم سے سماج میں ایک فرد تعلیم یافتہ ہوتا ہے جبکہ ایک خاتون کے تعلیم ہونے کے سے ایک پورا خاندان تعلیم کی دولت سے مالا مال ہوتا ہے۔ 2013ء کی ایک رپورٹ کے مطابق اقوام متحدہ اور حکومت پاکستان کے اعداد و شمار کے مطابق ملک میں اُن بچوں کی تعداد جو اسکول میں داخل نہیں 67 لاکھ تھی، جن میں لڑکیوں کی شرح لگ بھگ 56 فیصد تھی۔ ہوسکتا ہے اب 2018 میں یہ صورتحال بہتر ہوگئی ہو لیکن اتنی نہیں جتنی کہ وقت کی ضرورت ہے۔ پاکستان کا شمار دنیا کے اُن ممالک میں ہوتا ہے جہاں اسکولوں میں داخلے کے بعد پرائمری تک تعلیم مکمل کرنے سے قبل پڑھائی چھوڑ دینے والی لڑکیوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ اس صورت حال کی بڑی وجہ اسکولوں میں مناسب سہولتوں کا فقدان ہے۔

تعلیم اور خاص طور پر لڑکیوں کی خواندگی میں اضافہ حکومت کی اولین ترجیحات میں شامل ہے۔ چلیں یہ تھی حکومتی ترجیحات کی بات، لیکن بحیثیت والدین میمن برادری کو تعلیم کے میدان میں لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کو برابر کے مواقع دینے چاہئیں۔ ہمیں لڑکیوں کی تعلیم کو خرچ نہیں بلکہ سرمایہ کاری سمجھنا چاہئے، ہماری یہ بات سمجھنا انتہائی ضروری ہے کہ آج بچیوں کی تعلیم میں سرمایہ کاری کے کتنے فوائد ہیں۔ والدین کیلئے بیٹی بڑا وسیلہ ہے۔ بیٹی، لازوال نعمت ہے۔ بیٹی رحمت بن کر گھر میں آتی ہے اس لئے اسلام میں بیٹی کی پیدائش پر مایوسی کے اظہار کو سخت منع فرمایا گیا ہے۔ بیٹی،

جہاں باپ کے لئے غم خوار، بھائیوں کے لیے دوست توماں کیلئے سہیلی بن جاتی ہے۔ جس گھر میں بیٹی نہ ہووہ گھر ویران لگتا ہے۔ گھر کی جملہ رونقیں، بیٹی کے دم سے برقرار رہتی ہیں۔

اگر چہ اولاد کی بہتر تربیت ایک مشکل ترین کام ہے مگرلڑکی کی تربیت تو ایک سخت امتحان سے کم نہیں ہے۔ بیٹی کی تربیت کے مسئلہ پر اکثر والدین، ہمیشہ فکر مند دکھائی دیتے ہیں۔ جبکہ انہیں ان کی تعلیم کیلئے بھی صرف فکر ہی نہیں کرنی چاہئے بلکہ عملی اقدامات بھی کرنے چاہئیں۔ تعلیم انسان کا بنیادی حق ہے اور تعلیم یافتہ قومیں ہی ترقی کرتی ہیں۔ جب بھی ہم تعلیم یافتہ معاشرہ کی بات کرتے ہیں تو ہماری مراد یکساں طور پر خواتین اور مرد کی تعلیم سے ہوتی ہے۔ تعلیم سے ہی شعور بیدا ہوتا ہے جبکہ تعلیم کی کمی سے معاشرتی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

معروف فاتح نپولین بونا پارٹ نے کہا تھا کہ ''مجھے اچھی مائیں دو، میں آپ کو اچھی قوم دوں گا۔'' یہاں لفظ ''اچھی مائیں'' سے مراد تعلیم یافتہ باشعور مائیں ہیں۔ ایک نپولین بونا پارٹ ہی کیا دنیا کے تمام مفکرین اور ماہرین نے ماں کی گود کو بچے کی پہلی درسگار قرار دیا ہے۔ اس لئے کوئی بھی معاشرے اس وقت تک مہذب نہیں بن سکتا جب تک کہ اس معاشرے کی عورتیں تعلیم یافتہ نہ ہوں۔ جہاں تک لڑکیوں کی تعلیم اور اصلاح معاشرہ کا تعلق ہے، تو اس کے کئی پہلو ہیں۔ سب سے پہلے ہمیں یہ سمجھنا ہے کہ اصلاح معاشرہ سے کیا مراد ہے؟ یقیناً معاشرے میں کچھ قوانین اور اصول وضوابط رائج ہیں۔ جن کی پابندی ہی کسی معاشرے کو ایک دھاگے میں پروتی ہے۔ کبھی کبھی روایات کے نام پر کچھ ایسے اقدام بھی کئے جاتے ہیں جو انسانی زندگی کو مشکل بناتے ہیں۔ یہ روایات بھی اکثر تعلیم کی کمی کے سبب رائج ہوتی ہیں۔ اور خصوصاً جس معاشرے میں خواتین کم تعلیم یافتہ ہوں وہاں فرسودہ و روایات کو پنپنے اور پھولنے پھلنے کا بھرپور موقع ملتا ہے۔ ان فرسودہ رسومات اور روایات سے معاشرے کی ترقی رک جاتی ہے۔ جس کے بعد معاشرہ رفتہ رفتہ زہر آلود ہونے لگتا ہے۔ کسی سرکاری حکم نامے سے ہم معاشرتی بیماری کا علاج نہیں کر سکتے۔ معاشرتی بیماری کا سب سے بہتر علاج تعلیم کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ اس کیلئے ہمیں ایک طویل سفر طے کرنا ہے۔ ہم نے لڑکیوں کی تعلیم کے حوالے سے بہت کچھ حاصل کیا ہے اور بہت کچھ حاصل کرنا ابھی باقی ہے۔ ہماری مادر تعلیم محترمہ خدیجہ حاجیانی صاحبہ نے بانٹوا میمن برادری میمن برادری اور عوام الناس کی بچیوں کے لئے تعلیم نسواں کا آغاز کیا تھا اور رونق اسلام اسکولز اور کالج قائم کر کے علم کا چراغ روشن کیا تھا اس کی روشنی سے قوم کی بچیاں علم سے بہرہ ور ہو رہی ہیں۔

معاشرہ اگر اپنی قدروں سے دور ہوا تو بہت خطرناک نتائج سامنے آئیں گے۔ قدروں کی پاسداری کے لئے ایک تعلیم یافتہ معاشرہ ہی جواز پیدا کرتا ہے۔ اور تعلیم یافتہ معاشرہ اس وقت تک وجود میں نہیں آ سکتا جب تک سو فیصد لڑکیاں تعلیم یافتہ نہ ہوں۔ اب بھی پاکستان کے دور دراز علاقے ہماری توجہ کے طلبگار ہیں۔ حکومت نے اپنی کوششیں جاری رکھی ہیں۔ خود معاشرے کو آگے بڑھنا ہے تاکہ لڑکیوں کی تعلیم کو یقینی بنایا جا سکے۔ زیادہ تر معاشرتی بیماریوں کی وجہ تعلیم کی کمی ہے۔ اگر ہم معاشرتی بیماریوں پر قابو پانا چاہتے ہیں تو تعلیم کو ہر فرد تک پہنچانا ہوگا۔ اور یہ بات بھی واضح رہے کہ تعلیم سے مراد محض حرف شناسی نہیں ہوتی ہے، حرف شناسی تو پہلی منزل ہے۔ ہمیں معیاری اور سودمند تعلیم کے لئے ایک موافق فضا تیار کرنے کی ضرورت ہے اور سب سے زیادہ ضرورت اس امر کی ہے کہ مائیں یہ جان لیں کہ انہوں نے ہر حال میں لڑکیوں کو بھی لڑکوں کی طرح پڑھانا ہے تو وہ دن دور نہیں جب ہمارا ملک دنیا میں ایک روشن مثال بن کے رہے گا۔

☆☆☆☆☆

بانٹوا میمن برادری کے ممتاز سماجی اور مخیر شخصیت، مرحوم کی سماجی اور فلاحی خدمات مرحوم کی یاد دلاتی رہیں گی

حاجی محمد صدیق علی محمد بھٹڈا (المعروف حاجی صدیق دھڑکی)

پیدائش: 6 جون 1931ء (بانٹوا۔انڈیا) وفات: 24 جون 2020ء (کراچی۔پاکستان)

سینئر قلمکار اور جرنلسٹ کھتری عصمت علی پٹیل کے قلم سے

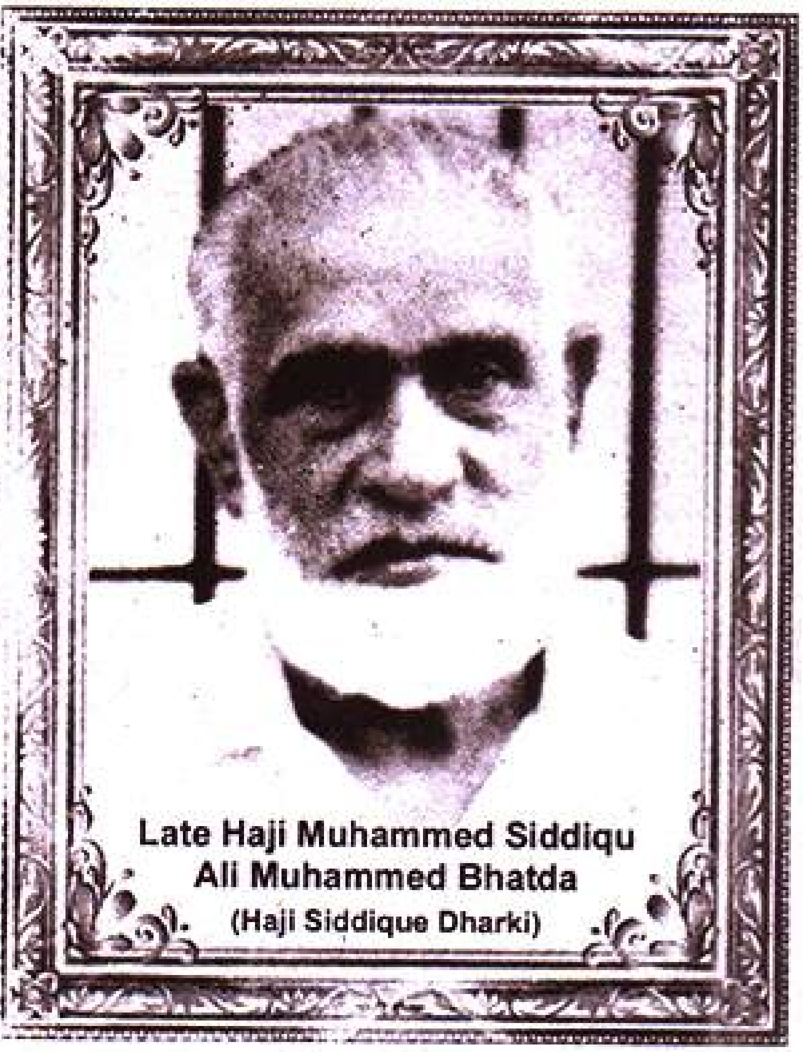

Late Haji Muhammed Siddiqu
Ali Muhammed Bhatda
(Haji Siddique Dharki)

حاجی محمد صدیق علی محمد بھٹڈا (حاجی صدیق دھڑکی) بانٹوا میمن برادری کی وہ معروف شخصیت تھے جو ایک کامیاب اناج کے بروکر اور تاجر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ممتاز سماجی رہنما بھی تھے۔ آپ نے ساری زندگی انسانیت کی بھلائی اور بہبود کے لئے رفاہی خدمات انجام دیں اور خدمت انسانی کو عبادت کا درجہ دیتے ہوئے اپنی زندگی کے کاموں کی فہرست میں سب سے اولیت دی ہوئی تھی۔

پیدائش: جناب سیٹھ حاجی محمد صدیق علی محمد بھٹڈا 6 جون 1931ء کو انڈیا کی ریاست کاٹھیاواڑ کی دھن نگری بانٹوا میں علی محمد بھٹڈا کے گھر میں ہوئی تھی۔ یہ بات قیام پاکستان سے 16 سال پہلے کی ہے۔ گویا اس وقت یعنی قیام پاکستان کے وقت آپ 16 سال کی عمر کے تھے اور خدمت انسانی کے جذبے سے سرشار تھے

آپ کا شوق اور نام: حاجی صدیق بھٹڈا کو کم عمری سے ہی انسانی خدمت کا بڑا شوق تھا اسی لیے آپ نے بچپن سے دکھی انسانیت کی بے لوث خدمات انجام دے کر بڑا نام بھی کمایا اور عزت بھی حاصل کی۔ آپ نے بڑی خاموشی کے ساتھ کسی نام ونمود نمائش وتشہیر کے بغیر دکھی انسانیت کی خدمت کی تھی اور عوام الناس نے آپ کی خدمات کو خوب سراہا تھا کیونکہ آپ ہمیشہ خاموشی سے فلاحی کام کرتے تھے اور اسی خصوصیت نے آپ کا نام برادری میں امر کردیا۔ آپ دکھی لوگوں کی مالی سپورٹ کرتے وقت سفید پوشی کا خاص خیال فرماتے تھے۔

عہدے کے بغیر خدمت: حاجی محمد صدیق بھٹڈا (حاجی صدیق دھڑکی) کے حوالے سے یہ بات بھی مشہور ہے کہ لوگوں کی خواہش تھی اور چاہتے تھے آپ نے اپنی بانٹوا میمن برادری اور دیگر برادریوں کے اداروں اور انجمنوں میں بڑے اور اہم عہدوں پر فائز ہوکر خدمات انجام دیں مگر اس طرح کہ کبھی اپنے منھ سے کہہ کر عہدے نہ تو مانگے اور نہ زبردستی حاصل کیے اسی لیے سبھی برادریوں میں آپ کی خدمات قابل تعریف

حاجی علی محمد بھٹڈا میموریل کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ کا رسم افتتاح کی تقریب جمعہ 17 نومبر 2000ء بہ دست مہمان خصوصی صوبائی وزیر ہاؤسنگ ٹاؤن پلاننگ اینڈ لوکل گورنمنٹ جناب دیوان محمد یوسف فاروقی کیا گیا۔ اس موقع پر میزبان حاجی محمد صدیق بھٹڈا (حاجی صدیق دھڑکی)، صوبائی وزیر کو یادگاری شیلڈ پیش کرتے ہوئے۔ ساتھ کھڑے ہوئے جناب حاجی محمد حنیف طیب اور جناب حاجی محمد صدیق پولانی کھڑے ہیں۔

حاجی علی محمد بھٹڈا میموریل کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ (عالمگیر روڈ) کا اندرونی منظر

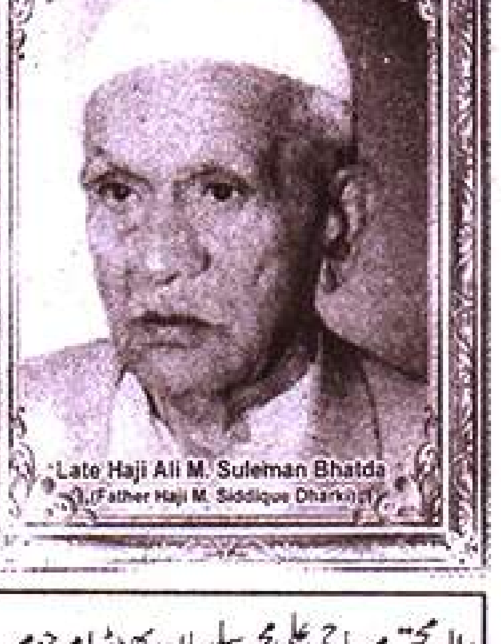

والد محترم حاجی علی محمد سلیمان بھٹڈا مرحوم

تھیں اور عام لوگ آپ کی خدمات کو سراہتے بھی تھے اور قدر کی نگاہ سے بھی دیکھتے تھے۔ آپ فرصت کے اوقات کو عبادت سمجھتے ہوئے عوام الناس کی خدمت کرتے تھے اور اس کا کبھی کوئی بدلہ نہیں چاہتے تھے۔ ایسے انسان دنیا میں بہت کم ہوتے ہیں جو کسی بھی لالچ کے بغیر دوسروں کی خدمت کے لیے نکل کھڑے ہوں اور دل و جان سے عام لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے کمر بستہ ہوں۔ ایسے لوگ تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ اسی لیے مرحوم حاجی صدیق دھڑکی آج بھی لوگوں کے دلوں میں زندہ ہیں۔

والدہ اور بہن بھائی : حاجی محمد صدیق بھٹڈا (حاجی صدیق دھڑکی) کی والدہ کا نام محترمہ عائشہ بائی کوٹڑا والا تھا۔ ان کے بھائیوں میں

☆ حاجی ہارون علی محمد بھٹڈا مرحوم ☆ حاجی عبدالغفار علی محمد بھٹڈا

☆ حاجی امان اللہ علی محمد بھٹڈا ☆ حاجی محمد فاروق علی محمد بھٹڈا

ان کے علاوہ مرحوم کی چار بہنیں بھی ہیں جن میں

☆ حاجیانی فریدہ بائی زوجہ عبدالعزیز درویش ☆ حاجیانی فہمیدہ زوجہ محمد فاروق پاریکھ

☆ حاجی سلمٰی زوجہ محمد اقبال ٹی ٹی ☆ حاجیانی شہناز زوجہ محمد منیر مانڈویا

ابتدائی تعلیم و تربیت : جناب حاجی محمد صدیق بھٹڈا (حاجی صدیق دھڑکی) نے بانٹوا میں رہائش کے دوران مڈل تک یعنی آٹھویں کلاس تک گجراتی میں تعلیم حاصل کی تھی اور انگریزی میں بھی گویا کہ ان کی تعلیم تو مڈل تک تھی مگر چونکہ وہ ایک اچھے اسٹوڈنٹ تھے اسی لیے اسی تعلیم کو آپ نے اپنی بنیاد بنا کر بڑے کام بھی کیے اور بروکری اور اناج کی تجارت میں نام کمایا اور اپنا مقام بنایا۔

قیام پاکستان اور بانٹوا سے ہجرت اور پاکستان آمد :

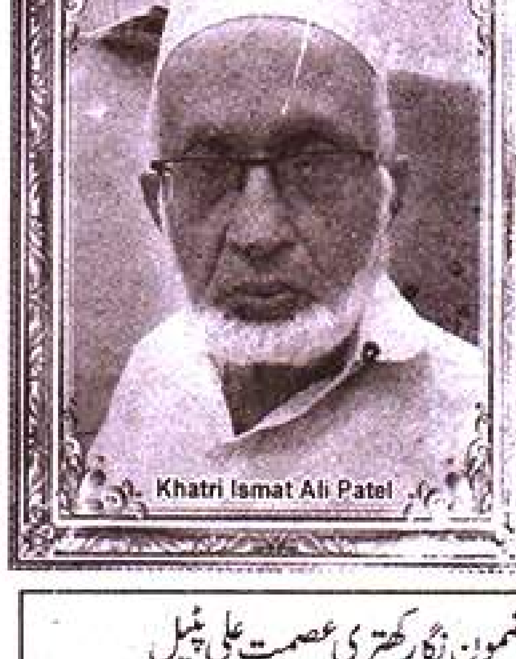

مضمون نگار کھتری عصمت علی پٹیل

جناب محمد صدیق بھٹڈا نے قیام پاکستان کے بعد بانٹوا سے پاکستان کے لیے ہجرت کی اور سندھ کے شہر شکارپور میں قیام کیا۔ وہاں آپ نے تین سال تک قیام کیا، اس کے بعد فروری 1950ء میں شکارپور سے نقل مکانی کی اور کراچی آکر اس شہر میں آباد ہوگئے جو اس وقت نئے پاکستان کا دارالحکومت تھا۔

کراچی میں رہائش اور کاروبار : جب حاجی سیٹھ بھٹڈا کراچی میں مقیم ہوگئے اور پھر اپنے کاروبار کے بارے میں سوچا۔ چنانچہ انہوں نے اناج کی بروکری سے اپنے ذاتی کاروبار کا آغاز کیا اور یہ کام کرنے لگے۔ ان کے بچے آج بھی بروکری کا کام بھی کرتے ہیں اور اناج اور شکر کی تجارت کے کام سے بھی وابستہ ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کے ایک فرزند کپڑا مارکیٹ میں بھی کام کرتے ہیں اور ایک فرزند ملک پاؤڈر کے کاروبار سے بھی وابستہ ہیں۔

اعزاز۔انعام۔ایوارڈ : جناب محمد صدیق بھوڈا نے کام تو بہت اعلیٰ اور زبردست قسم کے کیے تھے مگر نہ تو انہوں نے اس انداز سے کام کیے کہ ان کی تشہیر ہوتی یا ان کے کام دوسروں کی نظروں میں بھی آتے اور انہیں کبھی انعام، اعزاز یا ایوارڈ کا مستحق قرار دیا جاتا مگر یہ سچ ہے کہ ان کے انجام دیئے ہوئے بھی کام انعامات، اعزازات اور ایوارڈ کے مستحق تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ انہیں کبھی کوئی ایوارڈ نہ مل سکا۔

1954ء کا سال اور ان کی زندگی میں انقلاب : 1954ء کا سال آیا تو یہ سال سیٹھ حاجی محمد صدیق بھوڈا کی زندگی میں خوشگوار اور عملی تبدیلی رونما ہوئی، یہ وہ سال تھا جب حاجی صدیق دھڑکی کی شادی ہوئی حاجی محمد سلیمان جانگڑا کی صاحبزادی محترمہ حاجیانی امینہ بائی کو ان کی زندگی میں شامل ہونے اور ان کی شریک حیات بننے کا اعزاز حاصل ہوا اور ایک نئے اور خوشگوار خاندان کی داغ بیل پڑی جس نے آگے چل کر بڑی وسعت و کشادگی اختیار کرلی تھی۔

خاندان۔بیٹے اور بیٹیاں : شادی کے بعد اللہ رب العزت نے سیٹھ حاجی محمد صدیق بھوڈا اور ان کی شریک حیات محترمہ حاجیانی امینہ بائی کو اولاد کی نعمت سے سرفراز فرمایا جن کی تفصیل اس طرح ہے:

☆ حاجی محمد حنیف بھوڈا ☆ حاجی محمد یوسف بھوڈا ☆ حاجی محمد اشرف بھوڈا

اللہ رب العزت مرحوم کو تین بیٹے دیئے تو بیٹیاں بھی تین ہی دی تھیں جن کے نام یہ ہیں

☆ حاجیانی یاسمین زوجہ حاجی محمد منیر بلوانی ☆ حاجیانی نفیسہ زوجہ محمد سلیم نوٹانکیا ☆ حاجیانی فرزانہ زوجہ ناصر مچھیارا کھانانی

حج اور عمروں کی سعادت : اللہ رب العزت نے حاجی محمد صدیق بھوڈا کو سیدھا اور سچا مسلمان بنایا تھا اور ان میں دین کی سمجھ بھی دی تھی اور دینی شعور سے بھی مالا مال کیا تھا۔ چنانچہ ایک سچے مسلمان کی حیثیت سے 1967ء میں انہوں نے پہلی بار فریضہ حج ادا کیا جس کے بعد دس بار مزید حج کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس کے علاوہ آپ کے ادا کیے گئے عمروں کی تعداد پچاس سے بھی زیادہ ہے۔

دیگر دلچسپیاں اور مصروفیات : بھوڈا صاحب مرحوم کو گجراتی زبان کی دینی کتب سے بڑی رغبت اور محبت تھی علاوہ آپ فارغ وقت میں اپنے بچوں، نواسے، نواسیوں اور پوتے پوتیوں کے ساتھ رہتے تھے اور ان سے خوب باتیں کرتے اور اپنے تجربات شیئر کرتے تھے اور ان کے ساتھ وقت گزار کر خوب لطف اندوز ہوا کرتے تھے۔

دیگر مصروفیات : سیٹھ صدیق بھوڈا بانٹوا میمن جماعت کے ترجمان رسالے ماہنامہ میمن سماج کا ہر ماہ بے چینی سے انتظار کرتے تھے اور اس رسالے کے اردو اور گجراتی دونوں زبانوں میں لکھے گئے مضامین کا بڑے شوق اور دلچسپی سے مطالعہ کرتے تھے اور خوب خوش ہوا کرتے تھے کہ یہ رسالہ انہیں ان کے ماضی میں بھی لے جاتا تھا اور زمانہ حال کی خبریں بھی سنایا کرتا تھا جس میں انہیں بہت مزہ آتا تھا۔ پرانے گجراتی مضامین اردو تراجم کا مطالعہ دلچسپی سے کرتے تھے۔

دیگر ممالک کا سفر : سیٹھ محمد صدیق بھوڈا نے اپنے ملک کے ساتھ ساتھ دوسرے ملکوں کے سفر بھی کیے اور ان کی سیاحت سے خوب لطف اندوز بھی ہوئے۔ آپ نے یورپ، امریکہ، مڈل ایسٹ (مشرق وسطیٰ) اور عراق کے دارالحکومت بغداد شریف کے سفر کیے اور ان کے شہروں کی معلوماتی اور کاروباری سیاحت بھی کی تھی۔

میمن مسجد بانٹوا نگر کا سنگ بنیاد : حاجی سیٹھ محمد صدیق بھوڈا نے بانٹوا نگر میں "میمن مسجد" بانٹوا نگر کا سنگ بنیاد

رکھا تھا۔اس کے علاوہ آپ ''پہاڑی والی میمن مسجد'' کی انتظامی کمیٹی کے چیئر مین بھی تھے اور اس کے دائمی ٹرسٹی بھی رہے یعنی اپنی حیات تک اس کے بورڈ آف ٹرسٹیز میں شامل رہے تھے۔آپ نے نیو چالی میں واقع نورانی میمن مسجد کی تعمیر میں بھی حصہ لیا تھا اور مسجد کے لیے بڑی خدمات انجام دی تھیں اور دوست احباب کو ڈونیشن دینے پر آمادہ کیا۔

سیٹھ حاجی محمد صدیق بھنڈا کی مجموعی شخصیت : جناب سیٹھ حاجی محمد صدیق بھنڈا مجموعی شخصیت کچھ ایسی تھی کہ آپ ایک بہت اچھے اور دردمند دل کے مالک انسان تھے آپ میمن برادری اور غیر میمن برادری سب کی مساوی خدمات انجام دیتے تھے۔آپ نے درج ذیل اداروں کی دل کھول کی مالی سپورٹ کیا کرتے تھے اب یہ کام اولاد کرتی ہے۔

☆بانٹوا میمن جماعت	☆بانٹوا میمن خدمت کمیٹی	☆بانٹوا انجمن حمایت اسلام
☆بانٹوا راحت کمیٹی	☆بانٹوا ٹاؤن کمیٹی	☆پٹیل اسپتال
☆کھارادر جنرل اسپتال	☆المصطفیٰ ویلفیئر ٹرسٹ	☆میمن اسپتال
☆سیلانی ویلفیئر ٹرسٹ	☆خادم انسانیت	☆انڈس اسپتال
☆کرن اسپتال	☆میمن فیڈریشن	☆گردوں کا سوئیٹ اسپتال

غرض ہر جگہ ضرورت پڑنے پر مرحوم آگے آتے تھے اور ان کی بلا امتیاز رنگ ونسل سپورٹ اور معاونت کیا کرتے تھے۔

دیگر امدادی سرگرمیاں : صدیق دھڑکی دیگر اداروں اور افراد کی بھی دل کھول کر سپورٹ کرتے تھے اور ضرورت پڑنے پر ان کے لئے راشن، کھانے پینے کی اشیاء، دال، چاول، آٹا، شوگر فراہم کرتے تھے۔آپ نے ہر موقع پر دکھی انسانیت کی مدد کے لیے اپنے قدم آگے بڑھاتے اور کبھی کوئی بھی سوالی آپ کے در سے خالی ہاتھ واپس نہ گیا۔آپ ہر ایک کی اس کی ضرورت سے زیادہ مدد کرتے تھے اور خاص طور سے پریشان حال لوگوں کو کھل کر سپورٹ کرتے تھے۔آپ اپنے در پر آنے والے ہر دکھی اور پریشان حال کی مدد و معاونت کرتے تھے۔آپ خاندانوں اور فیملیز کے درمیان پیدا ہونے والے تنازعات میں بھی بطور منصف فرائض انجام دیا کرتے تھے۔آپ کو اپنی مادری زبان میمنی سے بہت لگاؤ تھا۔وہ اپنے خاندان کے لوگوں اور بہ طور خاص بچوں سے اپنی میمنی بولی میں ہی بات کیا کرتے تھے۔

کامیاب بیٹے : آپ کے تین بیٹے ہیں اور تینوں ہی اپنے اپنے کاروبار میں خصوصی دلچسپی لے کر بہت آگے نکل چکے ہیں۔بلاشبہ انہوں نے اپنے والد محترم سیٹھ حاجی محمد صدیق بھنڈا (حاجی صدیق دھڑکی) کے مشن اور وژن کو آگے بڑھا رہے ہیں۔

حاجی علی محمد بھنڈا میموریل کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ کا قیام : حاجی صدیق دھڑکی برادری اور علاقے کے نوجوانوں کے لئے جدید آئی ٹی تعلیم کے فروغ کے لئے حاجی علی محمد بھنڈا میموریل کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ (عالمگیر روڈ) قائم کیا گیا تھا جس کا بروز جمعہ 17 نومبر 2000ء کو ساڑھے آٹھ بجے شب افتتاح کی تقریب منعقد کی گئی تھی۔تقریب کے مہمان خصوصی صوبائی وزیر ہاؤسنگ، ٹاؤن پلاننگ اینڈ لوکل گورنمنٹ جناب دیوان محمد یوسف فاروقی نے افتتاح کیا تھا۔مہمان خصوصی میمن فیڈریشن کے سابق صدر جناب حاجی محمد حنیف طیب تھے۔گیسٹ آف آنر میں حاجی محمد صدیق پولانی، حاجی عبدالغفار مٹھو پٹیل، حاجی محمد شریف بلوانی اور جناب قاسم پاریکھ شامل تھے۔پروگرام کے انعقاد کے سلسلے میں سوسائٹی میمن ایسوسی ایشن کے اعزازی جنرل سیکریٹری جناب حاجی عبدالکریم شیخا کی کاوشیں نمایاں تھیں۔

وفات اور تدفین : سیٹھ حاجی محمد صدیق علی محمد بھوڈ مختصر علالت کے بعد اس دنیا سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رخصت ہوگئے۔ یہ 24 جون 2020ء کو وفات پاگئے اس طرح اگر ہم بہ غور دیکھیں تو آپ جون کے مہینے میں ہی اس دنیا میں آئے تھے اور اسی مہینے میں آپ کی وفات ہوئی اگر آپ انڈیا کی ریاست کاٹھیاواڑ کے شہر بانٹوا میں پیدا ہوئے تھے تو پاکستان کے اہم ساحلی اور کاروباری شہر کراچی میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

شخصیت اور انداز : جناب سیٹھ محمد صدیق دھڑ کی بہ طور شخصیت ایک زبردست انسان تھے آپ کا کام کرنے کا انداز ایسا تھا کہ لوگ آپ کو دیکھ کر، آپ سے مل کر، آپ کے پاس بیٹھ کر اور آپ سے باتیں کر کے خوب خوش ہوتے تھے۔ مرحوم خود بھی بڑی باغ و بہار، شگفتہ مزاج شخصیت کے مالک تھے۔ ہر طرف ہنستے اور مسکراتے رہتے تھے۔

کسی بات پر نہ تو ناگواری کا اظہار کرتے اور نہ ہی تلخی کا اظہار کرتے تھے، وہ تنگ نظر انسان نہیں تھے بلکہ بڑے وسیع النظر انسان تھے۔ اصولوں کی سختی سے پابندی کرتے تھے اور مرحوم نے کبھی اپنے اصولوں پر سودا نہیں کیا تھا۔ اسی لیے انہیں اپنے اصولوں سے بڑا پیار تھا۔ وہ نہایت بلند کردار کے مالک ایسے انسان تھے کہ لوگ انہیں بڑے رشک سے دیکھا کرتے تھے۔ مرحوم حاجی صدیق دھڑ کی کا نام برادری کی ایک اہم شناخت بنا رہے گا گو کہ آپ نے اپنے دروازے بانٹوا میمن جماعت کے لئے ہر وقت، ہر کام و ہر خدمت کے لئے ہمیشہ کھلے رکھے ہوئے تھے۔ آپ کی غم انگیز رحلت کے بعد آپ کی نیک اور صالح اولاد برادری کے غریبوں کے لئے فلاحی کاموں میں اپنے والد محترم کے خدمتی جذبے کو قائم و دائم رکھے گی۔ آج وہ ہمارے درمیان نہیں ہیں مگر ان کی یہ بات ''خاموشی سے خدمت کرو، اس میں عظمت اور عزت ہے۔ دکھاوا اور فوٹو چھپوا کر خدمت نہیں ہوتی۔'' ان کی باتیں آج بھی راہ نمائی کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔ جانے والے آتے نہیں ان کی یاد آتی ہے۔

میمن تو بن

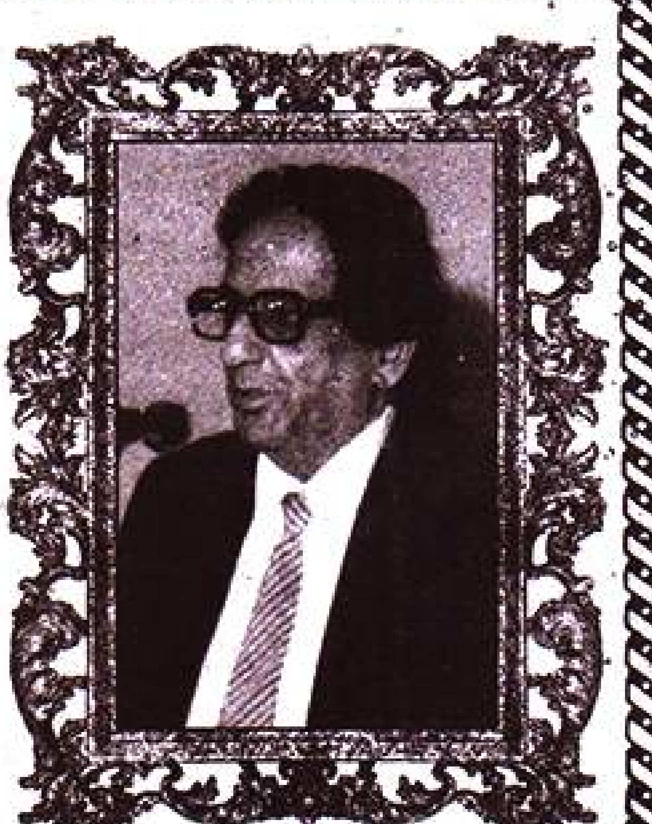

گامزن تو جس روش پر ہے پسندیدہ نہیں
وقت کی رفتار کو دیکھ اور بدل اپنا چلن
اقتصادی مشکلوں میں کب سے پاکستان ہے
تو اگر مومن نہیں بنتا نہ بن، میمن تو بن

راغب مراد آبادی
یکم مئی 1999ء

خوش و خرم زندگی گزارنے کے اصول

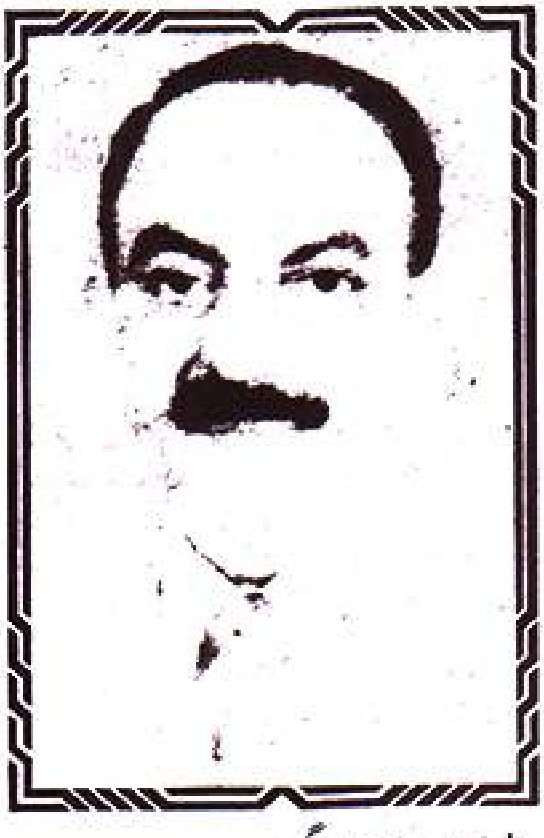

تحریر : جناب محمد یوسف عمر لوبھیا

خوش و خرم زندگی گزارنا بھی ایک فن ہے۔ بعض لوگ ہنس کر زندگی بسر کرتے ہیں اور بعض لوگ رو کر زندگی گزارتے ہیں۔ آپ کے سامنے چند اصول پیش کیے جارہے ہیں جو آپ کے لیے بہترین سرمایہ حیات بھی ہیں اور کارآمد بھی۔

مثبت سوچ : بقول ہیلن کیلر ''ہمیشہ مثبت پہلوؤں پر نظر رکھیں اور منفی سوچوں کو یکسر بدل ڈالیں۔'' ایک جملے کے ہزار مطلب ہوتے ہیں۔ یہ ہماری سوچ ہے کہ ہم اس جملے کو کس زاویے کی طرف لے جاتے ہیں۔ اگر ہم اس کو مثبت پہلو کی طرف لے جاتے ہیں تو ہمیں ہر چیز خوب صورت و حسین نظر آئے گی۔ اس طرح اگر ہم اس کا مطلب منفی پہلو کی طرف لے جائیں گے تو ساری کائنات بری معلوم ہوگی اور تو اور اپنی ذات سے نفرت، دنیا والوں سے نفرت غرض کہ پوری کائنات ایک برائی کا مجسمہ معلوم ہوگی۔ منفی طرز فکر سے حسد، جلن، بغض، نفرت، حقارت جیسے جذبات پیدا ہوں گے۔

ذاتی محاسبہ : انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ دیا گیا ہے اور اسی فضیلت و قابلیت کے تحت اللہ نے اپنے بندوں کو بے شمار صلاحیتیں عطا کی ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے آپ پر اعتماد کریں ان صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں جو ہمارے اندر موجود ہیں۔ جہاں تک عادتوں کی تشکیل کا تعلق ہے، یہ عادتیں انسان بچپن سے اپناتا ہے، کیوں کہ اگر بچپن سے ہی عادت اچھی ہوگی تو اس کا آئندہ آنے والی زندگی پر خوش گوار اثر پڑے گا۔ ہمیں چاہیے کہ اپنا ذاتی محاسبہ کرتے رہیں۔ جو چیزیں بری ہیں، انھیں ختم کریں اور جو چیز اچھی ہے، اسے برقرار رکھیں۔

روزانہ ایک اچھا کام : یہ عہد کیجیے کہ ہر روز کوئی نہ کوئی اچھا کام سرانجام دینا ہے۔ اس طرح ایک عادت سی پیدا ہوجاتی ہے اور انسان اچھائی کی جانب قدم بڑھانے لگتا ہے۔ دن کی ابتدا اس طرح سے کیجیے: نماز پڑھیں۔ اپنوں اور غیروں سے مشفقانہ رویہ رکھیں۔ محبت و اخوت اور بھائی چارے کا درس دیں۔ ''خوش رہو اور خوش رہنے دو'' کے اصول پر کاربند رہیں۔ ہمدردی، ایثار و قربانی کو اپنائیں۔ زندگی کو بھرپور طریقے سے گزاریں۔ دل آزاری نہ کریں۔ دوسروں کی تکلیفوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اجتماعی مفاد کو ذاتی مفاد پر ترجیح دیں۔ خودغرضی اور انا کو پسِ پشت ڈالیں۔ کینہ، بغض، نفرت و حقارت، حسد و جلن کو خیرباد کہہ دیں۔ دن بھر کی روداد کو لکھ لیں اور جو برائیاں سرزد ہوئی ہیں، انھیں آئندہ ختم کرنے کی سعی کریں، کیوں کہ اس طرح آپ اپنے اندر ایک روحانی آسودگی محسوس کریں گے۔

ماضی کی تلخ حقیقتوں کو بھلانا : اگر انسان رنج و غم اور تکالیف کو بھلا نہ پائے تو وہ کبھی بھی زندہ نہ رہ سکے۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ ''اگر ماضی تلخ ہو تو اس کو بھلا دینا چاہیے اور اگر اچھا اور پُرمسرت ہو تو اس کو یاد رکھنا چاہیے۔ مثال کے طور پر کسی مضمون میں خدانخواستہ آپ کے نمبر کم آئے ہیں یا فیل ہوئے ہیں تو آپ کو چاہیے کہ ماضی کو بھول کر اس سے سبق حاصل کریں اور حال کو بہتر بنائیں اور مستقبل کے لیے لائحہ عمل کا تعین کریں۔ بقول ڈیل کارنیگی Shut the door of the past یعنی ماضی کا باب ہی بند کردیں۔

خوابیدہ صلاحیتیں : صلاحیتیں، قدرت کا ایک انمول اور دیر پا عطیہ ہیں۔ ہر انسان میں کوئی نہ کوئی اپنی صلاحیت ضرور ہوتی ہے کہ جو اس کے اندر پوشیدہ ہوتی ہے اور زندگی میں کامیابی کے لیے اس سے کام لینا ضروری ہوتا ہے۔ اپنی ذاتی صلاحیتوں کو سمجھیں اور انھیں استعمال میں لائیں۔ ہر چیز بے مقصد ہے، جب تک اسے استعمال میں نہ لایا جائے۔

خوشی تو آپ کے پاس موجود ھے : خوشی تو محسوس کرنے کا نام ہے۔ خوشی کوئی خریدنے یا بکنے والی شے نہیں بلکہ بذات خود انسان اسے محسوس کرتا ہے۔ ہم ایثار، قربانی، ہمدردی، بھائی چارے، اخوت کے ذریعے سے خوشیاں تلاش کر سکتے ہیں۔ ابدی اور حقیقی خوشی اس وقت حاصل ہوتی ہے کہ جب ہم کسی شخص کی مدد کرتے ہیں۔ اس وقت ہمیں قلبی سکون و راحت میسر ہوتی ہے۔ اچھے اور مثبت کام کر کے ہی ہمیں ذہنی سکون اور قلبی آسودگی حاصل ہوتی ہے۔

عفو و درگزر : نفرت، حقارت، طنز و تشنیع وہ جذبات ہیں جن سے بے چینی، بے قراری اور بے حسی کے جذبات امنڈ آتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک شخص دوسرے شخص کو گالی دیتا ہے تو دوسرا شخص بھی اس کو گالی دیتا ہے۔ تو تو میں میں ہو جاتی ہے اور یہ بات بڑھ کر دھینگا مشتی کی نوبت آجاتی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ غصہ حماقت سے شروع ہو کر ندامت پر ختم ہوتا ہے۔ جب کوئی انسان برا کام کرتا ہے تو دوسرے پر اس کے اثرات مرتب نہیں ہوتے بلکہ وہ خود دوسروں کی نظر میں گر جاتا ہے۔ عفو و درگزر وہ صفت ہے جس میں اگر معاف کرنے کا جذبہ ہے تو اس نے اپنی عاقبت بخیر کی اور وہ دین و دنیا دونوں میں سرخرو ہو گیا۔

ھمیشہ مسکراتے رھیے : مسکرا دینا بھی صدقہ ہے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ ہر دم خوش و خرم رہے۔ مسکراتا رہے، خوش رہے اور خوش رہنے دے۔ زندہ رہنے کے لیے ضروری ہے کہ ہر دم خوش رہے اور غموں کو بھول کر مسکراتا رہے۔

مستقل مزاجی : ہر کام کو مستقل مزاجی سے کیجئے، کوئی کام ادھورا نہ چھوڑیے۔ ہر کام کو دل جمعی اور تن دہی سے کرنا چاہیے۔ ہر کام کو پایہ تکمیل تک پہنچائیے۔ کوشش کیجئے کہ جس کا بیڑا آپ نے پہلے اٹھایا ہے، اس کو پہلے ختم کریں پھر نیا کام شروع کریں۔

صبر و شکر : ہر کام کو صبر و شکر کے ساتھ انجام دیجئے۔ اگر کسی چیز سے آپ کو تکلیف و رنج ہوا ہے تو آپ کو چاہیے کہ صبر کریں اور اگر کسی چیز سے کوئی فائدہ ہوا ہے تو شکر خداوندی کریں۔ برداشت کرنا صبر ہے، اور کسی نعمت پر خوش ہو کر اللہ کو یاد کرنا شکر ہے۔

ھمیشہ پر امید رھیے : اگر امید نہیں ہے تو زندگی بھی نہیں ہے۔ امید کا دامن ہمیشہ تھامے رہیے۔ جس دن امید کی کرن ختم ہوئی، وہ زندگی کا آخری دن ہوگا۔ اچھی امید، کوشش، جدوجہد اور اچھی نیک خواہشات سے ہی کام اچھا اور مثبت ہوتا ہے۔ اگر امید اچھی نہیں ہوگی تو کام کیسے اچھا ہوگا؟

اعتدال پسندگی : ہر چیز کی زیادتی بُری ہوتی ہے۔ کوشش کریں کہ اعتدال کی راہ اختیار کریں۔ یہ نہیں کہ جب خوشیاں حاصل ہوئیں تو آپے سے باہر ہو گئے اور جب خدانخواستہ غمگین ہوئے تو رونا پیٹنا شروع کر دیا۔ ہمیں چاہیے کہ میانہ روی اختیار کریں۔ اسلام میں بھی اعتدال میں رہنے کی تاکید کی گئی ہے۔

مندرجہ بالا تمام باتیں اگر انسان میں پیدا ہو جائیں تو یقیناً وہ ترقی، کامرانی اور کامیابی کی جانب گامزن ہو سکتا ہے۔ یہ وہ تدابیر ہیں جنھیں اختیار کرنے سے ہم با آسانی اپنا مقصدِ حیات حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ وہ رہنما و سنہری اصول ہیں جنھیں اپنا لیا جائے تو کٹھن مراحلِ حیات اور مشکلات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔

مصنف کی گجراتی زبان میں قلمبند کی گئی پر مغز اور تحقیقی تصنیف ”اقتصادی شعبے میں میمن برادری کا حصہ“
کے ایک باب کا ترجمہ

قیام پاکستان کے بعد بھی میمن برادری نے صنعت و تجارت میں نمایاں کردار ادا کیا

میمنوں کی قائداعظم سے محبت

اسی سے پاکستان کے قیام کی راہ ہموار ہوئی تھی

تحقیق وتحریر : جناب یوسف اے کریم تولہ سینئر جرنلسٹ

گجراتی سے ترجمہ : کھتری عصمت علی پٹیل

مختصر تعارف : جناب یوسف اے کریم تولہ ایک سینئر صحافی اور قلمکار ہیں۔آپ کاٹھیاواڑ کے شہر بانٹوا میں کھڑاواڑ کے علاقے میں رہائش پذیر تھے۔آپ کی پیدائش بانٹوا میں 16 جولائی 1935ء میں ہوئی۔ابتدائی اور ثانوی تعلیم مدرسہ اسلامیہ بانٹوا میں حاصل کی۔

قیام پاکستان کے بعد کراچی تشریف لے آئے اور یہیں مستقل سکونت اختیار کی اور مزید تعلیم کراچی میں مکمل کی۔1953ء میں اخبار ورسائل میں مضامین لکھنے کا آغاز کیا۔اس کے بعد باقاعدہ صحافت کو پیشے کے طور پر اپنایا اور اپریل 1956ء میں روزنامہ ڈان گجراتی سے وابستہ ہوگئے۔آپ کی شادی ماہ اکتوبر 1958ء میں ہوئی۔دو صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادہ جناب محمد اشفاق تولہ ہیں۔جناب یوسف عبدالکریم تولہ کی شریک حیات حاجیانی زہرہ بائی پیر 2 فروری 2015ء کو 75 سال کی عمر پا کر رحلت کی تھی۔آپ کے صاحبزادے جناب اشفاق تولہ کراچی کلب کے صدر کے عہدے پر فائز رہے ہیں علاوہ جناب اشفاق یوسف تولہ ایف بی آر حکومت پاکستان کے ادارے ریونیو ایڈوائزری کونسل کے ممبر اور میمن برادری کے ممتاز اور صف اول کے چارٹرڈ اکاؤنٹنٹس میں شمار ہوتے ہیں۔

جناب محمد یوسف تولہ نے ہیر اللہ پبلی کیشنز کی جانب سے 1982ء میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔آپ کو علم وادب سے گہری دلچسپی کے علاوہ سماجی امور سے خصوصی شغف ہے۔آپ بانٹوا میمن والنٹیئر کور کے رکن اور بانٹوا میمن جماعت کی کونسل کے ممبر رہ چکے ہیں۔اس کے علاوہ آپ اس وقت دی میمن ویلفیئر سوسائٹی سے تقریباً تیس پچیس سال سے وابستہ ہیں۔آپ نے سماجی فلاح و بہبود اور ابلاغ

عامہ کے شعبے کی خدمات کو بہ حسن وخوبی انجام دی ہیں۔ آپ نے اپنی ایک پر مغز اور تحقیقی تصنیف ''اقتصادی شعبے میں میمن برادری کا حصہ'' گجراتی زبان میں شائع کی۔ اس اہم کتاب کی طلب پڑھنے پر نظر ثانی ایڈیشن شائع کیا۔ یہ بھی بہت مقبول ہوئی۔

ہم قارئین کی دلچسپی اور معلومات میں اضافے کے لئے ایک باب کا گجراتی سے اردو ترجمہ پیش کر رہے ہیں ''میمنوں کی قائداعظم سے محبت''، جس کا ترجمہ سینئر قلمکار اور کئی کتابوں کے مصنف کھتری عصمت علی پٹیل نے کیا ہے۔ مصنف کے شکریے کے ساتھ قابل مطالعہ مقالہ پیش خدمت ہے۔ (ادارہ)

قیام پاکستان اور اقتصادی صورت حال : میمن برادری نے پاکستان کے صنعت وتجارت کے شعبے میں بڑی محنت اور جاں فشانی سے کام کیا اور قیام پاکستان سے لے کر اب تک اسے اقتصادی طور پر نہ صرف مستحکم کیا بلکہ آج بھی کر رہی ہے۔ جب پاکستان قائم ہوا تو اس کی اقتصادی صورتحال بہت خراب تھی کیونکہ اس وقت ہندو تاجروں اور صنعت کاروں کے انڈیا چلے جانے کی وجہ سے یہ شعبہ نازک دور سے گزر رہا تھا۔ اس وقت میمن تاجر اور صنعت کاروں نے بڑے جوش اور ولولے کا مظاہرہ کیا اور صنعت وتجارت کے شعبے کو مضبوط بنانے کے لئے میدانِ عمل میں آ گئے۔

قائداعظم محمد علی جناح نے لیگ پریس فنڈز کے لئے جنوری 1942ء کو کاٹھیاواڑ کا دورہ کیا۔ اس موقع پر ریاست کچھ کاٹھیاواڑ کے میمن اور گجراتی رہنماؤں کے ساتھ گروپ فوٹو۔

قائداعظم کی قیادت کا جوش : اس سے بہت پہلے قائداعظم نے برصغیر کے مسلمانوں کے جداگانہ حقوق کی حفاظت کے لئے ایک مہم شروع کی تھی۔ یہ 1876ء کا زمانہ تھا جب قائدِ اعظم نے مسلمانوں کی ولولہ انگیز قیادت شروع کی۔ وہ ایک مشکل وقت تھا مگر اس دور میں میمن برادری ہی نے قائدِ اعظم کی کھل کر حمایت کی اور ان کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے اس برادری کے لوگ بلا خوف وخطر میدان میں آگئے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب ہمارے قائدِ اعظم کو صرف محمد علی جناح کے نام سے جانا اور پکارا جاتا تھا۔ اس وقت تک برصغیر کے مسلمانوں نے انہیں قائدِ اعظم کہنا نہیں شروع کیا تھا۔ اس زمانے میں پورے برِصغیر میں صرف کلکتہ کے میمنوں نے سب سے پہلے قائدِ اعظم کو احترام وتکریم سے نوازا۔ ان جرأت مند میمنوں نے بمبئی میں قائدِ اعظم کے اعزاز میں ایک عظیم الشان جلسہ کا انعقاد کیا۔ اسی طرح کلکتہ میں بھی میمنوں نے ہی سب سے پہلے قائدِ اعظم کی خدمت میں سپاس نامہ پیش کر کے ایک نئی روایت کی بنیاد ڈالی۔ یہ دونوں ہی اجلاس (کلکتہ اور بمبئی) بڑے پروقار تھے اور ان دونوں سے ہی قائدِ اعظم بہت متاثر ہوئے اور ان کے حوصلوں کو جلا ملی۔

اجلاس کے احوال : ہم یہاں ان دونوں اجلاس کے احوال مختصر طور پر پیش کر رہے ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ پاکستان کی نئی اور نوجوان نسل کو یہ معلوم ہو سکے کہ قائدِ اعظم کی جدوجہد میں ان کا ساتھ سب سے پہلے میمنوں نے دیا تھا۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ بعد میں اس تحریک آزادی کو کامیاب بنانے میں میمنوں نے کسی طرح کی کوئی کمی نہیں چھوڑی تھی اور تن من دھن سے مکمل ساتھ دیا تھا اور ہر طرح کی قربانی پیش کی تھی۔ ان اجلاس کا احوال میمن بلیٹن، مسلم گجرات اور انقلاب سے لیا گیا ہے جو اس زمانے میں ہفت روزہ شائع ہوتے تھے۔

پہلا جلسہ 1937ء : 31 دسمبر 1937ء کی تاریخ ہمیشہ یادر کھی جائے گی۔ اس دن کلکتہ کے میمنوں نے برصغیر کے عظیم لیڈر جناب محمد علی جناح کے اعزاز میں کلکتہ کے البرٹ ہال میں شام 4 بجے ایک زبردست اور پروقار جلسہ منعقد کیا۔ اس جلسے کے صدر سر آدم جی حاجی داؤد تھے۔ اس دور کے بنگال کے وزیر اعظم مولوی فضل الحق کے علاوہ کچھ صوبائی وزیر بھی اس تقریب میں موجود تھے۔

اس موقع پر جلسہ کے صدر سیٹھ آدم جی حاجی داؤد نے مسلمانوں کے عظیم لیڈر محمد علی جناح کی خدمت میں سپاس نامہ پیش کرتے ہوئے برصغیر کے مسلمانوں کے لئے ان کی خدمات کو پُر زور الفاظ میں سراہا۔ انہوں نے کہا کہ اپنے دینِ اسلام اور اس ملک (انڈیا) کے لئے ہم سے جو کچھ ہو سکا، ہم نے کیا اور آئندہ بھی جو ہو سکے گا ضرور کریں گے۔ آدم جی نے قائدِ اعظم کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ ہمارا فخر ہیں اور ہمیں آپ پر ناز ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں کہ وہ آپ کو ہمت و استقلال عطا فرمائے اور آپ برصغیر کے مسلمانوں کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکیں (آمین)

سپاس نامے کا جواب : اس سپاس نامے کے جواب میں جناب محمد علی جناح نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ لوگوں نے جس محبت اور چاہت سے یہ سپاس نامہ پیش کیا ہے اور اس میں میرے لئے جس طرح کے الفاظ استعمال کئے ہیں اور یہ کہ میرے اعزاز میں اتنے بڑے اور شاندار جلسے کا انعقاد کر کے مجھے جو عزت بخشی ہے، اس پر میں دل کی گہرائیوں سے آپ سب کا ممنون ومشکور ہوں۔

قائدِ اعظم نے مزید فرمایا کہ میمن ایک تاجر قوم ہے۔ تجارت کے شعبہ میں اس نے اپنی صلاحیتوں کا اظہار کر کے صفِ اول میں جگہ بنائی ہے۔ میرے لئے یہ نہایت خوشی کی بات ہے کہ ایک تاجر برادری، ایک بیوپاری قوم اس حد تک بیدار ہوگئی ہے کہ یہ بھی سیاست میں دلچسپی لینے لگی ہے۔ گویا میمنوں میں سیاسی شعور بیدار ہوا ہے۔ آپ لوگوں کی سوچ میں یہ تبدیلی خوش آئند ہے۔ دنیا میں ترقی اور کامیابی پانے کا یہی ایک مناسب

راستہ ہے۔ میری دلی دُعا ہے کہ آپ حضرات اپنے اس مقصد میں کامیاب ہوں۔

محمد علی جناح نے مزید کہا کہ میں نے جو راستہ اختیار کیا جو کچھ کہا اور کیا اور جو کچھ مسلسل کئے جا رہا ہوں، اس کے بارے میں، میں سوچتا تھا کہ کہیں میں کوئی غلطی تو نہیں کر رہا۔ لیکن آج مجھے اس تقریب میں آنے اور آپ لوگوں کے خیالات جاننے کے بعد اس بات کا پختہ یقین ہو گیا کہ میں نے بالکل درست راستے کا انتخاب کیا ہے۔ نہ میں نے کچھ غلط سوچا اور نہ کچھ غلط کیا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ میمن قوم جس نے آج مجھے سپاس نامہ پیش کیا ہے، یہ قوم ہر کام کرنے سے پہلے اس کا حساب کتاب ضرور کرتی ہے اور پہلے سے نفع نقصان کا اندازہ کر لیتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس قوم نے اپنے حساب کتاب کے فارمولے کے تحت مجھے اور میرے کام کو ضرور جانچ لیا ہوگا۔

جناب محمد علی جناح کے خطاب کے بعد تقریب کے صدر آدم جی حاجی داؤد نے جناح صاحب کو مخاطب کر کے انہیں یہ یقین دہانی کرائی کہ میمن قوم مسلم لیگ کے ساتھ ہے اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ بنگال کے مسلمانوں کی اکثریت مسلم لیگ کے پرچم تلے آچکی ہے۔ اس موقع پر آدم جی نے دعویٰ کرتے ہوئے کہا کہ آپ جلد ہی یہ دیکھیں گے کہ برصغیر میں کوئی ایک مسلمان بھی ایسا نہیں ہوگا جو مسلم لیگ کے ساتھ نہ ہو۔

اور اب 1938ء کے جلسہ کا احوال : 1938ء میں بمبئی کے میمنوں نے بھی قائدِ اعظم کے اعزاز میں ایک قابلِ فخر اور پروقار تقریب کا اہتمام کیا جہاں اس عظیم لیڈر کی خدمت میں سپاس نامہ بھی پیش کیا گیا۔ یہ وہ موقع تھا جب بمبئی میں مسلم لیگ کونسل کی میٹنگ ہو رہی تھی۔ اس میں شرکت کے لئے پورے برصغیر کے مسلمان آئے تھے۔ یہ ایک اچھا موقع تھا جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بمبئی کے میمن چیمبر آف کامرس اور میمن مرچنٹس ایسوسی ایشن نے مل کر ایک خصوصی تقریب کے اہتمام کا فیصلہ کیا جس میں محمد علی جناح صاحب کو سپاس نامہ پیش کرنا تھا۔ یہ 5 جون 1938 کا تاریخی دن تھا جب بمبئی کے قیصر باغ میں سیٹھ عبدالکریم حاجی جان محمد کی صدارت میں ایک شاندار تقریب منعقد کی گئی۔ اس پروقار تقریب میں ہزاروں مقیم میمن بھائیوں کے علاوہ درج ذیل نامور حضرات موجود تھے۔ پنجاب کے وزیرِ اعلیٰ سر سکندر حیات، بنگال کے وزیرِ اعلیٰ مولوی فضل الحق، نواب احمد یار خاں، خواجہ ناظم الدین، آسام کے وزیرِ زراعت اورنگزیب خان، بنگال کے وزیرِ داخلہ کے سیکریٹری متین چوہدری، سرحد مسلم لیگ کے سربراہ سید عبدالرؤف شاہ، ملک برکت علی، آل انڈیا میمن کانفرنس کے صدر حاجی عمر احمد ماچس والا، سر عبداللہ ہارون، آئی آئی چندریگر، عراق کے قونصل جنرل، بمبئی کے مسٹر سلطان چنوئی، مولانا شوکت علی، مولانا ظفر علی، سیٹھ حاجی ابوبکر اے بیگ محمد، سیٹھ حاجی نور محمد، جناب عبدالغنی میگھانی، جناب عبدالرحیم معرفانی، حاجی عمر حاجی ولی محمد دادا، ان حضرات کے علاوہ اس شایانِ شان تقریب میں میمن برادری کی دیگر سرکردہ شخصیات بھی موجود تھیں۔

سپاس نامہ پیش کیا گیا : تقریب کی ابتداء قرآن حکیم کی تلاوت سے ہوئی۔ جس کے بعد اس جلسہ کی کاروائی کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ میمن چیمبر آف کامرس اور میمن مرچنٹس ایسوسی ایشن کی جانب سے جناح صاحب کی خدمت میں مشترکہ سپاس نامہ الحاج ابراہیم موتی والا نے پیش کیا۔ ان دونوں اداروں کی جانب سے میمن کانفرنس کے صدر سیٹھ حاجی عمر احمد ماچس والا نے سپاس نامے کا سونے اور چاندی سے تیار کردہ فریم پیش کیا۔ اس کے ساتھ انہوں نے لیگ فنڈ کے لیے جناح صاحب کی خدمت میں ایک تھیلی (پرس) بھی پیش کی۔ اس موقع پر اپنے خطاب میں سیٹھ حاجی عمر نے کہا: ''جناب محمد علی جناح ہمارے امیرِ ملت ہیں۔ ان کی خدمت میں میمن چیمبر آف کامرس اور میمن مرچنٹس ایسوسی ایشن کی طرف سے یہ فریم اور تھیلی پیش کرنے کا جو اعزاز ہمیں ملا ہے، اس کے لیے میں جناح صاحب کا مشکور ہوں اور اپنے تمام بھائیوں کا تہہ دل سے شکریہ

ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کام میں ہماری مدد کی۔''

سیٹھ حاجی عمر احمد ماچس والا نے وہ فریم اور تھیلی جناح صاحب کی خدمت میں پیش کی اور کہا:

''.......میں آپ کو مکمل یقین دلاتا ہوں کہ برصغیر کے تمام مسلمانوں کی طرح ہماری میمن قوم بھی قدم قدم پر آپ کا ساتھ دے گی۔ ہم جان و مال کسی بھی طرح کی قربانی دینے سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں اور اسلام کی سربلندی کے لئے ہروقت آپ کے ساتھ رہیں گے۔ ہماری برادری آپ کے کردار اور آپ کے کارناموں سے بہت خوش ہے اور ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے گی۔

سپاس نامے کا جواب : اس سپاس نامے کا جواب دینے کے لئے جب محمد علی جناح کھڑے ہوئے تو حاضرین نے پرزور تالیاں بجا کر اپنی خوشی کا اظہار کیا۔ جناح صاحب نے سپاس نامے، فریم اور تھیلی دینے پر دلی شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا:

''......کتنی خوشی کی بات ہے کہ میمن برادری جو ایک تاجر برادری ہے، وہ بھی اب برصغیر کے سیاسی امور میں دلچسپی لے رہی ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلم لیگ اپنے ارادے اور منصوبے میں بالکل صحیح ہے اور بالکل ٹھیک کام کر رہی ہے۔ آج برصغیر کے سب ہی مسلمان مسلم لیگ کے حامی ہیں اور اپنے ارادے میں ثابت قدم ہیں۔''

جناح صاحب نے مزید یہ کہا کہ آج سے پہلے نہ تو میرے اعزاز میں ایسا کوئی جلسہ منعقد کیا گیا اور نہ ہی کبھی مجھے اس طرح سپاس نامہ اور تھیلی وغیرہ پیش کی گئی ہے۔ یہ میرے لیے نہایت خوشگوار تجربہ ہے۔ میں آپ حضرات کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں، وہ سب مسلمانوں کو ان کے جائز حقوق دلانے کے لیے ہے۔ اس میں پوری مسلم اُمّہ کا فائدہ ہے۔ آج کا یہ شاندار جلسہ دیکھ کر مجھے اب یقین ہو چلا ہے کہ برصغیر کے مسلمان مسلم لیگ کی پالیسیوں اور اس کی تحریک سے اتفاق کرتے ہیں (ابھی جناح صاحب نے اتنا ہی کہا تھا کہ پوری جلسہ گاہ میں ''منظور ہے، منظور ہے'' کے نعرے گونجنے لگے) جناح صاحب نے مزید کہا کہ مسلمان صرف مسلم لیگ کی پالیسی اور اس کی تحریک کی ہی حمایت نہیں کرتے، بلکہ اس کام کے لئے اپنی جانیں بھی نچھاور کرنے کو تیار ہیں اور اپنا مال بھی۔ وہ ہر طرح سے اپنی اس سیاسی پارٹی کی مدد کریں گے۔ اب ہمیں یقین کامل ہو گیا ہے کہ ہم جس راہ پر چل رہے ہیں، وہ بالکل صحیح ہے۔ ہم حق کے لئے کام کر رہے ہیں۔ ہمارے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ ہماری نیت بھی صاف ہے اور ہمارا ارادہ بھی۔

آخر میں جناح صاحب نے ایک مرتبہ پھر پوری میمن قوم کا دلی شکریہ ادا کرنے کے بعد برصغیر کے مسلمانوں سے پرزور اپیل کی کہ وہ زیادہ سے زیادہ مسلم لیگ کے پرچم تلے آئیں اور اس جماعت میں شامل ہوں تاکہ ہم اس کے اغراض و مقاصد کے حصول کے لیے ڈٹ کر کام کر سکیں اور آپ سب سے بھی جو کچھ بن پڑے اس کے لیے کریں اور کرتے رہیں۔

سر سکندر حیات خان : اس موقع پر پنجاب کے وزیر اعلیٰ سر سکندر حیات خان نے بھی خطاب کیا اور کہا کہ ہمارے لیے یہ بڑی خوشی اور اطمینان کی بات ہے کہ میمن قوم تاجر قوم ہوتے ہوئے بھی اس وقت آگے آگے ہے اور اس نے قائدِ اعظم کی جدوجہد اور ان کے مشن سے اتفاق کیا ہے۔ اس قوم نے سپاس نامہ کے ساتھ لیگ فنڈ کے لیے جو تھیلی پیش کی ہے، اس کے لیے میں میمن قوم کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ قومی مقاصد کے حصول میں لیڈروں کی عقل و دانش، عالموں کا علم، سپاہیوں کی قوت و توانائی اور تاجروں کی مالی امداد بھی درکار ہوتی ہے۔ ہمارے مسلمان سپاہیوں کی کوئی کمی، کوئی قلت نہیں ہے۔ مگر مجھے یہ دیکھ کر بے حد مسرت ہو رہی ہے کہ میمن جیسی بزنس

کمیونٹی بھی اس مقصد عظیم میں آگے آگئی ہے اور دل و جان کے ساتھ اپنا مال بھی پیش کر رہی ہے۔

سر حاجی عبداللہ ہارون : اس کے بعد آل انڈیا میمن کانفرنس کے سابق صدر، مسلم لیگ کی مجلس عامہ کے ممبر اور سندھ کے عظیم مسلم راہنما سر حاجی عبداللہ ہارون نے بھی تقریر کی اور کہا کہ آج کا دن میرے لیے بہت بڑی خوشی کا اور یادگار دن ہے۔ میری قوم ایک تاجر قوم ہے۔ یہ بزنس کمیونٹی ہے، مگر پھر بھی اس نے سیاسی شعبے میں دلچسپی ظاہر کی ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے اس قوم نے سیاست میں کبھی دلچسپی نہیں لی تھی۔ اسے صرف اپنے بزنس اور اپنے کاروبار سے سروکار ہوا کرتا تھا مگر آج جبکہ سارے ہندوستان، پورے برصغیر میں مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کی بات ہو رہی ہے تو اس تاجر برادری کے دل میں بھی یہ احساس بیدار ہوا ہے اور اس نے بزنس کو نظر انداز کر کے عصرِ حاضر کے سیاسی معاملات پر توجہ دی ہے۔ یہ اندازِ فکر ایک جانب تو حوصلہ افزا ہے اور دوسری جانب قابل صد اطمینان بھی ہے کیونکہ جب بات قوم کے حقوق کی آجائے تو پھر ان کو اولیت دی جانی چاہیے۔

انہوں نے مزید کہا کہ اس شاندار اور پروقار تقریب میں صرف امیر الملت (جناح صاحب) کی خدمت میں سپاس نامہ پیش نہیں کیا گیا بلکہ اس کے ساتھ ایک خطیر رقم کی تھیلی (پرس) بھی ان کی نذر کی گئی ہے۔ آج مجھے یہ کہنے کی اجازت دے دیں اور فخر کے ساتھ یہ کہنے دیں کہ بمبئی شہر میں اس سلسلے میں پیش قدمی کرنے والی بھی میری ہی قوم ہے۔ اُمید ہے کہ دیگر مسلم برادریاں بھی اس اچھے عمل کی تقلید کریں گی اور برِصغیر کی سیاسی تاریخ میں میمن برادری کی یہ ابتداء، سنہرے حروف سے لکھی جائے گی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک طرف تو مجھے اس جلسے میں شرکت کر کے بے حد خوشی ملی ہے اور دوسری جانب اپنی قوم کے جذبے اور برتری کو دیکھ کر میں بہت متاثر ہوا ہوں۔

مولانا ظفر علی خان کی نظم : اس تقریب کا آخری آئٹم ایک نظم تھی جسے مولانا ظفر علی خان نے اپنے مخصوص ولولہ انگیز انداز سے پڑھا۔ اس کے بعد جناب عبداللطیف حاجی محمد آگاڑی نے اس محفل میں شریک ہونے والے سب ہی حضرات کا دلی شکریہ ادا کیا اور لگ بھگ شام ساڑھے سات بجے یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

صرف دو سال میں : اس طرح حضرت قائدِ اعظم محمد علی جناح نے مسلم لیگ کی قیادت سنبھالنے کے بعد اس کو متحرک و فعال کیا اور صرف دو سال کے مختصر عرصے میں اس میں نئی روح پھونک دی۔ انہوں نے برصغیر کے مسلمانوں کی تمام جائز اور برحق ڈیمانڈز (مطالبوں) کو اہل اقتدار سے قبول و منظور کرانے کے لیے سرگرم تحریکیں شروع کیں۔ اس دوران جناح صاحب کو یہ احساس بھی ہوا کہ مسلمانوں کی آواز آگے دوسرے مسلمانوں اور اہل اقتدار تک پہنچانے کے لیے ایک اخبار کی ضرورت ہے جبکہ مسلم لیگ کے پاس اپنا کوئی اخبار نہ تھا مگر اس کی ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی تھی۔ اندازہ ہونے لگا تھا کہ مسلم لیگ کا انگریزی میں ایک اخبار شائع ہونا وقت کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں قائدِ اعظم نے ''لیگ پریس فنڈ'' کا اعلان کیا اور خاص طور سے دولت مند طبقے سے اپیل کی کہ وہ اس کے فنڈ میں دل کھول کر عطیات دیں۔

اب مسئلہ تھا مسلم لیگ پریس فنڈ کے لیے چندہ جمع کرنے کا۔ اس سے پہلے قائدِ اعظم نے کبھی کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلایا تھا اور نہ چندہ مانگنے کے لیے کسی کے پاس چل کر گئے۔ وہ ہمیشہ سے چندہ دیا کرتے تھے مگر اب ..... ظاہر ہے یہ ضروری بھی تھا۔ انہیں مسلمانوں کے لیے انصاف کی لڑائی لڑنی تھی اور مسلمانوں کے نقطہ نظر کو مؤثر انداز سے دوسروں تک پہنچانا تھا اور اسی لیے مسلم لیگ کو اپنا اخبار بہر صورت نکالنا تھا اور اس اخبار کی خاطر قائدِ اعظم کو چل کر لوگوں کے پاس جانا تھا اور ان کے سامنے ہاتھ بھی پھیلانا تھا۔

آخراس کام کی ابتداء ہوئی اور یہ ابتداء قائدِ اعظم نے اپنے پسندیدہ علاقے کاٹھیاواڑ سے کی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ زمانے میں سیٹھ حاجی عمر احمد ماچس والا اپنے دیگر سیٹھوں کے ہمراہ قائدِ اعظم کے پاس بمبئی گئے تھے جہاں انہوں نے قائدِ اعظم کو اس بات کا کامل یقین دلایا تھا کہ کاٹھیاواڑ کے فراخ دل میمن حضرات ''لیگ پریس فنڈ'' کے لیے بھرپور تعاون کرنے کو تیار ہیں اور وہ آپ کی پھیلی ہوئی جھولی کو بھر دیں گے۔ انہوں نے قائداعظم سے یہ وعدہ بھی کیا تھا کہ کاٹھیاواڑ کے بھی ''لیگ پریس فنڈ'' کے لیے ایک لاکھ روپے تک دے دیں گے۔ اس ضمن میں قائداعظم کو کچھ تامل تھا کہ نہ جانے اس دورے کے کیا نتائج نکلیں گے مگر بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ واقعی کاٹھیاواڑ کے میمن قائدِ اعظم اور آپ کے مسلم لیگ پریس فنڈ کے ساتھ کتنے مخلص تھے۔ کاٹھیاواڑ کا دورہ قائدِ اعظم کی اُمیدوں سے کہیں بڑھ کر کامیاب ثابت ہوا۔

قائداعظم کی روانگی اور جگہ جگہ ان کا استقبال : مسلمانانِ برصغیر کے بے تاج بادشاہ قائداعظم کی سرپرستی اور قیادت میں صوبہ بمبئی مسلم لیگ کا وفد لیگ پریس فنڈ جمع کرنے کے لیے 21 جنوری 1940ء کو بمبئی سے کاٹھیاواڑ کے لیے روانہ ہوا۔ اس وفد کے شایانِ شاہ استقبال کی تیاریاں بھی بڑے جوش وخروش کے ساتھ کی گئی تھیں۔ سب ہی لوگ خوش تھے کہ قائداعظم ان کے پاس آرہے ہیں۔ یہ وفد 22 جنوری 1940ء کو راجکوٹ پہنچا۔ اس کے بعد دوسرے شہروں میں بھی گیا جن میں گونڈل، دھوراجی، جوناگڑھ، مانگرول، بانٹوا، کتیانہ، راناباؤ، پوربندر، اپلیٹا اور جیت پور وغیرہ شامل تھے۔ ان تمام گاؤں اور شہروں کے درمیانی راستوں اور مخصوص مقامات پر جگہ جگہ قائدِ اعظم اور ان کے ساتھیوں کا پرجوش اور مثالی خیر مقدم کیا گیا۔ قائدِ اعظم کی صرف ایک جھلک دیکھنے کے لئے ہر طرف سے مسلمان اُمنڈ آئے تھے۔ قائدِ اعظم کی قیادت میں جانے والے وفد میں جناب آئی آئی چندریگر، جناب عثمان عیسیٰ بھائی میمن، جناب حاجی عمر ماچس والا، سیٹھ علی محمد زویری، الحاج ابراہیم موتی والا اور جناب کھنڈوانی وغیرہ جیسے اہم راہنما شامل تھے۔

سیٹھوں کا تعاون : جب اس وفد نے اپنے دورے کا آغاز کیا، اس وقت سب سے پہلے تاجروں کے بے تاج بادشاہ، معروف صنعت کار اور بابائے تعلیم سر آدم جی حاجی داؤد نے کلکتہ سے ٹیلی گرام کے ذریعے لیگ پریس فنڈ کے لیے بیس ہزار روپے دینے کا اعلان کر دیا تھا جسے قائدِ اعظم نے شکریہ کے ساتھ قبول کرلیا تھا۔ اس کے بعد لیگ پریس فنڈ میں رقوم جمع ہوتی چلی گئیں اور یہ ایک لاکھ انچاس ہزار تک پہنچ گئیں۔ اس رقم میں دھوراجی کے میمنوں کے =/85,000، کتیانہ کے میمنوں کے -/85,000، جیت پور کے میمنوں کے =/43,000، بانٹوا کے میمنوں کے =/35,000، سر آدم جی کے =/20,000 روپے وغیرہ شامل تھے۔

لیگ پریس فنڈ کے لیے قائداعظم کا دورۂ کاٹھیاواڑ مکمل طور پر کامیاب رہا جس سے انہیں بہت اطمینان ملا۔ جس وقت قائداعظم راجکوٹ سے واپس روانہ ہونے لگے تو انہوں نے اپنے وفد کے ساتھ پرخلوص تعاون کرنے پر سبھی میمن حضرات کا دلی شکریہ ادا کیا۔

قرارداد پاکستان : ابھی کچھ ہی وقت گزرا تھا کہ آل انڈیا مسلم لیگ نے 23 مارچ 1940ء کو لاہور میں ایک تاریخی جلسے کا اہتمام کیا اور اس میں ایک تاریخی قرارداد منظور کی گئی جسے پہلے قرارداد لاہور اور بعد میں قرارداد پاکستان کہہ کر پکارا گیا۔

یہاں ایک تاریخی سچ اور بھی بیان کرنا ہے۔ وہ یہ کہ اکتوبر 1938ء میں سر عبداللہ ہارون نے کراچی میں سندھ صوبائی مسلم لیگ کے زیرِ اہتمام منعقدہ ایک جلسے میں ایک اور قرارداد پیش کی تھی جس کا عنوان تھا۔ ''ہندو ہندوستان اور مسلم ہندوستان''۔

بعد میں اسی مذکورہ بالا قرارداد کی روشنی میں اور انہی خطوط پر قرارداد لاہور (قراردادِ پاکستان) پیش کی گئی تھی۔ خود سر عبداللہ ہارون اس موقع پر

موجود تھے اور انہوں نے اس قرارداد کی پرزور حمایت بھی کی تھی۔

روزنامہ ڈان : بعد میں لیگ پریس فنڈ کی وجہ سے مسلم لیگ کا پہلا ترجمان ہفت روزہ ''ڈان'' 1941ء میں دہلی سے شائع کیا گیا۔ جو انگریزی زبان میں تھا۔ بعد میں اسے ترقی دے کر اپریل 1942ء سے روزنامہ (Daily) کر دیا گیا۔ اس کے بعد تحریکِ پاکستان نے زور پکڑا اور برصغیر کے سبھی مسلمان قیام پاکستان کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد بمبئی سے ہفت روزہ وطن گجراتی کا 1942ء کو اجراء کیا گیا۔

جب قائداعظم کا بھرپور ساتھ دیا گیا : جب مسلم لیگ نے قائدِ اعظم کی قیادت میں تحریک پاکستان شروع کی تو اس وقت میمن تاجر اور صنعت کار بھی کھل کر قائدِ اعظم کے ساتھ آ گئے۔ انہوں نے اپنے محبوب قائد کے حکم پر لیگ فنڈ میں بھاری رقوم جمع کرائیں اور اس موقع پر فیاضی و فراخ دلی کا عظیم مظاہرہ دیکھنے کو ملا۔ واضح رہے کہ یکم مارچ 1942ء کو قائدِ اعظم نے پہلی بار مسلم لیگ کے لیے فنڈز دینے کی اپیل تھی جس کے جواب میں سبھی حضرات اور خاص طور پر میمنوں اور گجراتی کمیونٹی نے دل کھول کر مالی عطیات جمع کرائے۔ بمبئی کے چیمبر آف کامرس اور میمن مرچنٹس ایسوسی ایشن نے ایک بار پھر مشترکہ طور پر قائدِ اعظم کے اعزاز میں ایک مخصوص تقریب کا انعقاد کیا۔ یہ 22 رجولائی 1942ء کی تاریخ تھی اور مقام تھا بمبئی کا قیصر باغ۔ اس خصوصی تقریب میں مذکورہ بالا اداروں کی جانب سے قائدِ اعظم کی خدمت میں 17500 روپے کی ایک تھیلی (پریس) پیش کی گئی۔ اس موقع پر قائدِ اعظم سے یہ بھی وعدہ کیا گیا تھا کہ پاکستان کے حصول کے لیے ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کو تیار رہیں گے اور اس مقصد سے کبھی منہ نہیں موڑیں گے۔

پھر 16 جولائی 1945 کو بمبئی کے قیصر باغ میں حاجی محمد علی محمد بنگالی کی صدارت میں ایک اور تقریب منعقد کی گئی۔ یہ تقریب الیکشن فنڈز کے لیے قائدِ اعظم کی اپیل کے جواب میں ٹمبر مارکیٹ کے تاجروں کی جانب سے منعقد کی گئی تھی۔ اس ٹمبر مارکیٹ کے تاجروں نے بھی میمنوں کی تعداد زیادہ تھی۔ اس تقریب میں ان تاجروں کی جانب سے قائدِ اعظم کی خدمت میں ایک لاکھ روپے کی تھیلی پیش کی گئی۔ ابھی کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ ایک بار پھر قیصر باغ میں بمبئی کے میمن تاجروں کی جانب سے منعقدہ ایک جلسے میں قائدِ اعظم کی خدمت میں تین لاکھ گیارہ ہزار روپے کی ایک تھیلی اور پیش کی گئی۔ اس رقم میں بڑا حصہ بمبئی کے میمن تاجروں کی جانب سے فراہم کیا گیا تھا۔

اسی سال یعنی 1945ء کے اواخر میں بمبئی میں بھی چیمبر آف کامرس اور میمن مرچنٹس ایسوسی ایشن نے ایک بار پھر قائدِ اعظم کے اعزاز میں ایک اور خصوصی تقریب کا انعقاد کیا۔ اس تقریب کے صدر تھے، جناب سلیمان حاجی پیر محمد دیوان۔ اس تقریب میں قائدِ اعظم کے الیکشن فنڈز کے لیے ایک لاکھ 47 ہزار روپے کی ایک تھیلی پیش کی گئی۔ قائدِ اعظم بمبئی کے میمنوں اور میمن تاجروں کے اس جذبے سے بہت متاثر ہوئے، کیونکہ یہ حضرات مسلسل ان کے ساتھ مالی تعاون کر رہے تھے اور بڑی بڑی رقوم عطیات میں پیش کر رہے تھے۔

میمن تاجروں کی فراخ دلی : یہ وہ زمانہ تھا جب میمن تاجر نہ صرف پورے برصغیر پر چھائے ہوئے تھے، بلکہ ان کے کاروباری روابط سیلون (سری لنکا) برما، افریقہ اور دیگر ملکوں تک وسعت اختیار کر گئے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ان سبھی ملکوں اور علاقوں میں ان کے تجارتی دفاتر قائم تھے۔ ان دفاتر میں کام کرنے والے منیجر اور ملازمین بڑی عزت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ ان سبھی کو ان علاقوں کے مسلمان خصوصی احترام دیا کرتے تھے۔ شاید اسی لیے ان حضرات کی وجہ سے مسلم لیگ کی تحریک پاکستان کامیاب ہو رہی تھی کہ مذکورہ حضرات مسلم لیگ فنڈ میں بڑی بڑی رقوم جمع کرانے میں خصوصی دلچسپی لیتے تھے، اسی لیے ان تمام بزنس آفسز یا کاروباری دفاتر سے مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کے لیے تواتر کے ساتھ

فنڈز جمع ہو رہے تھے اور برصغیر کی سبھی میمن کمپنیاں اس میں آگے آگے نظر آرہی تھیں۔

جنوبی افریقہ میں صورت حال اور قائداعظم کی مخالفت : جنوبی افریقہ میں تو میمن تاجر اور بزنس مین بڑی تعداد میں آباد تھے اور بڑے پیمانے پر تجارت وکاروبار کررہے تھے۔ان سبھی گجراتی اور میمن تاجروں نے پاکستان کے قیام کے لیے قایدِ اعظم کی خدمت میں لاکھوں روپے کے فنڈ زدیئے تھے۔مگر یہ بات ہندو تاجروں، بیو پاریوں، بینکوں اور کانگریس کی صوبائی حکومتوں کو پسند نہیں تھی، اس لیے ان سب نے مل کر مسلمانوں، مسلم لیگ اور قایدِ اعظم کے خلاف ایک محاذ بنالیا تھا اور وہ مسلمانوں اور ان کے کاروبار کو کسی نہ کسی طرح نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے تھے۔اس کی پاداش میں مسلمان تاجروں (گجراتیوں اور میمنوں) کو بھاری نقصان برداشت کرنا پڑتا تھا۔اس کے باوجود مسلمانوں نے قایدِ اعظم کا ساتھ نہ چھوڑا۔ان سبھی نے لاکھوں روپے کے عطیات سے مسلم لیگ کو مضبوط کیا۔ان فراخ دل کاٹھیاواڑی میمنوں نے تحریک پاکستان کو استحکام بخشا۔کئی نے قایدِ اعظم کی خدمت میں گجراتی میمن تاجروں نے کورے چیک بھی پیش کئے تھے۔

1945ء انتخابات : 1945ء کے اواخر میں انڈیا کی مرکزی قانون ساز اسمبلی کے انتخابات ہوئے جس میں مسلم لیگ کو شاندار فتح نصیب ہوئی۔اس وقت اسمبلی میں مسلمانوں کے لیے مخصوص تمام 30 سیٹوں پر مسلم لیگ کو کامیابی ملی۔ان میں تین اُمیدوار میمن تھے۔صوبہ بمبئی سے احمد ای ایچ جعفر، مدراس سے حاجی ستار اسحاق سیٹھ اور سندھ سے جناب یوسف ہارون منتخب ہوئے تھے۔اگر دیکھا جائے تو ان 30 مسلم سیٹوں پر 10 فیصد میمن کامیاب ہوئے اور انہوں نے 30 میں سے 10 سیٹوں پر کامیابی حاصل کی۔یہ قایدِ اعظم کے اس اعتماد اور بھروسے کا ثبوت ہے جو وہ میمن قوم پر رکھتے تھے۔

خود قایدِ اعظم نے بھی مرکزی اسمبلی کے لیے بمبئی سے الیکشن لڑا تھا۔ان کے مقابلے میں پولیٹیکل کانفرنس کے حسین لال جی کھڑے تھے۔ایک اور واقعہ یہ تھا کہ قایدِ اعظم مختلف اہم سیاسی امور کے باعث اس الیکشن کے دوران بمبئی میں زیادہ وقت نہ رہ سکے۔بمبئی مسلم لیگ کے معروف میمن لیڈر جناب حسین بیگ محمد نے قایدِ اعظم کی الیکشن مہم بڑی تندہی کے ساتھ چلائی جس کے باعث قایدِ اعظم کو اس الیکشن میں بھاری اکثریت سے کامیابی ملی اور وہ جیت گئے مگر لال جی بھائی کو ایسی شکست ہوئی کہ ان کی ضمانت بھی ضبط ہوگئی۔

1946ء انتخابات : 1946ء میں بھی صوبائی اسمبلیوں کے الیکشن میں مسلم لیگ کو کامیابی ملی اور اس نے واضح برتری حاصل کرلی۔اس طرح برصغیر میں ہر طرف مسلم لیگ کا ڈنکا بجنے لگا۔یہ کامیابی مسلم لیگ کے لیے ایک بڑی نوید لے کر آئی تھی کیونکہ اس کی وجہ سے تحریک پاکستان کو مزید استحکام نصیب ہوا اور اس تحریک میں ایک دم تیزی پیدا ہوگئی۔یہ وہ کامیابی تھی جس نے قیام پاکستان کی راہ ہموار کردی اور آخر کار 14 اگست 1947ء کو قایدِ اعظم کی ولولہ انگیز قیادت کے نتیجے میں مسلمانانِ برصغیر کو ان کی منزل مل گئی اور پاکستان وجود میں آگیا۔

جب میمنوں کو پاکستان آنے کی دعوت دی گئی : اگر سرسری طور پر دیکھا جائے تو شروع سے ہی میمنوں نے مسلم لیگ اور قایدِ اعظم کا بھرپور ساتھ دیا۔وہ ہر طرح اپنے عظیم قائد کے وفادار رہے اور ہر طرح کی مالی اور مادی قربانیاں دے کر ان کے حوصلے کو بلند کرتے رہے۔انہوں نے تحریک پاکستان کی جدوجہد میں بھرپور تعاون کیا۔لیگ پریس فنڈ کے ضمن میں قائد اعظم کے دورہ کاٹھیاواڑ کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔جگہ جگہ ان کا بھرپور خیر مقدم کیا۔ان کے لیے عظیم الشان جلسوں کا اہتمام کیا اور ان کی خدمت میں خطیر رقوم پیش کیں۔یہ سب قربانیاں اب میمنوں اور گجراتیوں کی تاریخ کا سنہرا باب ہیں، جسے کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔بانی پاکستان اور بابائے قوم میمنوں کی اس جذبے

سے بہت متاثر تھے اور اس لیے انہوں نے زندگی بھر اس قوم کو قدر کی نگاہ سے دیکھا اور اس کا احترام کیا۔ پاکستان کے وجود میں آنے کے دوسرے یا تیسرے دن گورنر جنرل ہاؤس (کراچی) میں قائدِ اعظم کی طرف سے ایک خصوصی دعوت کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس ضیافت کے دوران انہوں نے سر آدم جی حاجی داؤد سے گفتگو کرتے ہوئے کہا تھا:

''.....اب آپ تمام میمنوں کو پاکستان لے آئیے۔ آپ کا اپنی میمن قوم پر بڑا اثر ہے۔ وہ آپ کی بات سنتے بھی ہیں اور مانتے ہیں۔ اس لیے ان سب کو یہ ہدایت کریں بلکہ حکم دیں کہ وہ اس نوزائیدہ اسلامی مملکت کو اپنا وطن بنائیں۔ اس ملک پاکستان کو اپنا ملک سمجھ کر یہاں آ جائیں اور اطمینان کی زندگی بسر کریں۔ یہ لوگ اس مملکت کو اقتصادی طور پر مضبوط کر سکتے ہیں۔ اس ملک کو ان کی ضرورت ہے۔ یہاں آئیں اور تجارت کے شعبے میں اپنی مہارت سے اسے فیض یاب کریں۔''

اور سر آدم جی حاجی داؤد بھی یہ فیصلہ کر چکے تھے کہ وہ اپنی پوری کاروباری سلطنت کو پاکستان منتقل کر لیں گے۔ یہاں نئی صنعتیں اور کاروباری ادارے لگائیں گے۔ جب پاکستان کا جشن آزادی منایا جا رہا تھا تو اس موقع پر انڈیا سے بے شمار گجراتی اور میمن بزنس مین و صنعت کار اس جشن میں شرکت کے لیے آئے تھے۔ ان سب کو آدم جی نے یہی مشورہ دیا تھا کہ وہ پاکستان چلے آئیں اور اس ملک کی اقتصادی ترقی کے لیے کردار ادا کریں۔ چنانچہ میمنوں اور گجراتی کاروباری حضرات، تاجروں اور صنعت کاروں نے قائدِ اعظم کے حکم پر لبیک کہا اور آدم جی کے مشورے کو مانتے ہوئے پاکستان منتقل ہوتے چلے گئے۔ ان کے ساتھ ان کا سارا کاروباری سرمایہ اور تجارتی ادارے بھی پاکستان شفٹ ہوتے گئے۔ کچھ میمنوں نے تو اس حد تک قربانی دی کہ اپنا سب کچھ انڈیا میں چھوڑ کر خالی ہاتھ پاکستان چلے آئے اور اس نئے ملک کو اپنا وطن بنا لیا۔ انہی حضرات کا فیض تھا کہ انہوں نے ہندو تاجروں اور صنعت کاروں کے پاکستان سے انڈیا جانے کی وجہ سے پیدا ہونے والے کاروباری خلاء کو بڑی مہارت کے ساتھ پُر کیا اور پاکستان کو مضبوط بنایا۔

صفائی نصف ایمان ہے

صاف ستھرا ماحول اک نعمت انمول!!

اپنے گھر، گلی، محلے اور شہر کو صاف ستھرا رکھیے

☆ کوڑا کرکٹ باہر گلی میں نہ پھینکیں
☆ درختوں اور پودوں کو نقصان نہ پہنچائیں
☆ عمارتی سامان اور ملبہ سر عام نہ ڈالیں
☆ راستے میں گندگی اور غلاظت نہ پھیلائیں

جماعت کی خدمت کا جذبہ۔ اعتماد کا باہمی رشتہ

تعلیم کے شعبے میں اپنے کیریئر کا انتخاب کیسے کریں!

اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا اور پھر منزل کے حصول کے لئے جدوجہد کرنا ہر انسان کا خواب ہوتا ہے۔ بچپن میں جب ہم اسکول جاتے ہیں تو ہمیں اس بات کا علم نہیں ہوتا کہ جو تعلیم ہم حاصل کر رہے ہیں، اس کا بنیادی مقصد کیا ہے اور ہم کیوں پڑھ رہے ہیں لیکن والدین کی ڈانٹ ڈپٹ اور ان کے ڈر سے ہم روز اسکول جاتے ہیں۔ ان دنوں ہم سے کوئی پوچھے، بیٹا آپ بڑے ہو کر کیا بنیں گے؟ تو ہم سب اپنے اپنے نظریہ سے کہیں گے میں ڈاکٹر بنوں گا، میں انجینئر بنوں گا، میں پائلٹ بنوں گا وغیرہ وغیرہ لیکن جیسے جیسے ہم آگے بڑھتے ہیں، شعور و آگہی حاصل کرتے ہیں تو ہمیں محسوس ہونے لگتا ہے کہ ہم صحیح معنوں میں کیا کر سکتے ہیں۔ ہمارے لیے کونسا شعبہ تعلیمی کیریئر کے حوالے سے مناسب رہے گا۔ اس وقت ہمارے سامنے دو نکتے ہیں۔ پہلا نکتہ یہ ہے کہ اکثر والدین کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ان کا بیٹا ان کی مرضی کے مطابق شعبے کا انتخاب کرے اور اسی میں اپنا کیریئر بنائے۔ ان حالات میں نوجوان اپنی خواہش کے شعبے کو چھوڑ کر اپنے والدین کی مرضی کے شعبے کا انتخاب کر لیتے ہیں تو ایسے میں ان کا دل پڑھنے میں بالکل نہیں لگتا۔ ظاہر ہے جب اس شعبے سے دلچسپی نہ ہو تو پڑھنا کافی مشکل ہوتا ہے۔

ایسے میں نتیجہ والدین کی امنگوں کے مطابق نہیں آتا اور نوجوان بھی پڑھائی کو سنجیدگی سے نہیں کر پاتے۔ پھر والدین بچوں سے گلہ کرتے ہیں کہ پڑھ نہیں سکتے تو وقت کیوں ضائع کرتے ہو حالاں کہ نوجوان اپنے طور پر کوشش کرتے بھی ہیں کہ وہ پڑھیں اور والدین کی امیدوں کو پورا کریں لیکن ایسا کرنا ان کے بس میں نہیں ہوتا۔ کہیں کہیں ایسا بھی ہوتا ہے کہ والدین اور نوجوانوں کے شوق ایک جیسے ہوتے ہیں، جو پایہ تکمیل کو پہنچتے ہیں۔ اپنی دلچسپی کے شعبے میں نوجوان سخت محنت کر کے آگے بڑھنے کو ترجیح دیتے ہیں اور ان کا نتیجہ بھی ان کی امنگوں کے مطابق نکلتا ہے۔ شوق کی بات ہوتی ہے جس شعبے میں نوجوان زیادہ شوق رکھتے ہوں تو ایسے شعبے کا انتخاب کر کے اپنے کیریئر کو روشن کر سکتے ہیں۔

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ بعض نوجوانوں کو تعلیمی کیریئر کے حوالے سے بہتر رہنمائی کی ضرورت پڑتی ہے جو انہیں نہیں ملتی، جس کی وجہ سے انہیں سمجھ میں نہیں آتا کہ ان کے لئے کون سا تعلیمی شعبہ مناسب رہے گا۔ کبھی کچھ تو کبھی کچھ، کبھی ایک پروگرام میں ایڈمیشن لیا تو کبھی دوسرے میں، اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ فیملی ممبر میں پڑھے لکھے افراد نہ ہونے کے باعث صحیح طرح رہنمائی نہیں مل پاتی، جس کی وجہ سے نوجوان بھٹکتے رہتے ہیں۔ ایسے نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے بڑوں سے اور تعلیم یافتہ تجربہ کار افراد سے مشورہ کر کے اپنے لئے بہتر تعلیمی شعبہ منتخب کریں۔ تعلیم کے کسی بھی شعبے میں داخلہ لینے سے پہلے اپنے آپ سے کئی بار پوچھیں کہ میں جس شعبے میں داخلہ لے رہا ہوں، کیا اس کے لئے میرا دل و دماغ تیار ہے؟ کیا میں اسے ٹھیک طرح مکمل کر پاؤں گا؟ اپنے شوق کو مدنظر رکھتے ہوئے جب دل و دماغ اس شعبے کے لئے راضی ہو جائے تو پھر اس میں داخلہ لینا چاہیے۔ ایسے نوجوان پہلے سوچیں تب مطلوبہ تعلیمی شعبے میں ایڈمیشن لیں۔ ایسا نہ ہو کہ اسی چکر میں سال ضائع ہو جائے لہٰذا جس شعبے کا بھی انتخاب کرنا مقصود ہے اسے سوچ سمجھ کر کریں۔ دوسری بات بچوں پر والدین اپنی مرضی مسلط نہ کریں۔ پہلے اپنے بچوں کے شوق اور ان کے رجحان کو جانچنے کی کوشش کریں۔ پھر اس شعبے میں انہیں قسمت آزمائی کا موقع دیں۔

ناول کورونا وائرس وباء سے اپنا بچاؤ اور احتیاط کریں

بانٹوا میمن جماعت آفس میں تشریف لانے والوں (مرد اور خواتین) کے لئے

ضروری گزارش

موجودہ ناول کورونا وائرس وباء کے باعث ہم سب کو احتیاط کرنا لازمی ہے۔ جماعت کے معزز عہدیداران اور مجلس عاملہ کے اراکین کی جانب سے ہدایت کی جاتی ہے۔ جماعت کے دفتر میں داخلہ کی اجازت فیملی کے ایک فرد کو ہے اور بچوں کا داخلہ سخت منع ہے۔ داخلہ کے لئے ضروری ہے کہ اس نے ماسک پہنا ہو اور ہاتھوں کو Sanitizer کر کے دفتر میں داخل ہوں۔ دوسری بات یہ کہ خواتین اپنے مرحومین کے گھر "سوئم۔ قرآن خوانی" میں جانے کے بعد وہاں فاصلہ رکھیں اور ماسک پہن کر شرکت کریں۔ احتیاط بے حد ضروری ہے۔

نیک خواہشات

انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا

اعزازی جنرل سیکریٹری بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

رزق کی قدر کیجئے

اتنا ہی نکالیں تھالی میں ۔۔ بے کار نہ جائے نالی میں

گھر کا دسترخوان ہو یا شادی بیاہ کی تقریبات ہم میں سے اکثر لوگ اپنی ضرورت سے زیادہ کھانا نکالتے ہیں۔ کھانا بچنے کے بعد ضائع ہو جاتا ہے

نعمتوں کی قدر کیجئے۔ رزق ضائع نہ کیجئے

سوچئے کتنے لوگوں کو ایک وقت کا کھانا بھی میسر نہیں

وہی گھر جنت کا نمونہ ہوتا ہے۔ جہاں سب ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہیں

جنت کا راستہ

تحریر: آنسہ میمونہ حاجی سلیمان کسباتی، ایم اے اکنامکس

ساس بہو کا رشتہ تو قدیم زمانے سے ہی چلا آرہا ہے اور سچ پوچھیں تو اس رشتے سے زیادہ کوئی اور رشتہ اتنا متنازعہ نہیں رہا ہے پرانے زمانے سے اب تک اس موضوع پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، بہت بحث مباحثہ کا سبب بنا ہے مگر اتنے ترقی یافتہ دور میں داخل ہونے کے باوجود بھی یہ قصہ جوں کا توں اپنے جھگڑوں سمیت موجود ہے۔ گھرانا ترقی یافتہ اور تعلیم یافتہ ہو یا گاؤں دیہات کا ہو ہر اس گھر میں جہاں ساس اور بہو موجود ہیں یہ تنازع جاری وساری ہے اور وہ بھی پورے زور وشور کے ساتھ۔ یوں تو کسی کے داخلی معاملات میں دخل اندازی کی عادت اچھی نہیں مگر معاشرے کی چند برائیاں دیکھی بھی نہیں جاتیں اسی بات کے پیش نظر قلم اٹھاتے ہیں کہ شاید کسی کے دل میں ہماری بات اتر جائے۔ ہوتا یوں ہے کہ ماں بڑے نازونعم کے ساتھ اپنی اولاد کو پال پوس کر بڑا کرتی ہے اس کی بہترین پرورش کا بوجھ اٹھاتی ہے اس کی تعلیم وتربیت کا خیال رکھتی ہے مختصر یہ کہ اپنے بچوں کی ہر بھلائی اور بہتری کو مدنظر رکھتی ہے اور یہاں تک کہ بڑے ارمانوں کے ساتھ محبت کے ساتھ بہو بیاہ کر لاتی ہے اس کی نازبرداریاں کرتی ہے مگر جواب میں جو سلوک اس کے ساتھ کیا جاتا ہے وہ اس کی آرزوؤں کے خلاف ہوتا ہے اس کو اتنی کاوشوں کے بدلے میں جس صلے کی خواہش ہوتی ہے اس سے وہ محروم رہتی ہے۔ خود کو بے دست وپا محسوس کرتی ہے ہونا تو یہ چاہئے کہ بہو اپنے شوہر کے والدین کو بھی اپنے والدین جیسا درجہ دے ان کا احترام کرے ان کی خواہشوں اور ضرورتوں کا خیال رکھے یہ کوئی انہونی بات نہیں، نہ ہی یہ کوئی مشکل کام ہے۔ بس ذرا دل میں گنجائش پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

جس گھر میں بزرگوں کا احترام کیا جاتا ہے اور چھوٹوں کے ساتھ محبت وشفقت کا سلوک کیا جاتا ہے وہاں افراد خانہ میں ایک خاص ربط پایا جاتا ہے اور انتشار پیدا ہی نہیں ہونے پاتا۔ آپ ترقی یافتہ ممالک کو دیکھئے وہاں یہ معاشرتی خرابی بہت زیادہ نظر آتی ہے حالانکہ انہوں نے کس قدر ترقی کی ہے ان کا معاشرہ انتشار کا شکار ہے اور وہاں سخت بے چینی پائی جاتی ہے ہم تو اس سلسلے میں بہت خوش نصیب ہیں کہ ہمارے گھر میں

بزرگ ہستیاں ہوتی ہیں جو ہمارے آدھے دکھ درد بانٹ لیتی ہیں اوران کی دعاؤں کے سائے میں ہم سکھ اور چین کے ساتھ رہتے سہتے ہیں اور جو لوگ ترقی کر کے بڑے بڑے عہدوں پر پہنچتے ہیں یا زندگی کی کوئی کامیابی حاصل کرتے ہیں وہ سب ان کے والدین کی دعاؤں ہی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ ماں تو وہ ہستی ہے جس کے قدموں تلے جنت ہوتی ہے اسی وجہ سے بیٹیوں کا فرض ہے کہ وہ بیوی بچوں کے ساتھ ساتھ اپنی ماں کے حقوق کو بھی پہچانیں قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر والدین کے حقوق کی ادائیگی کی تاکید فرمائی گئی ہے۔

حقوق والدین کی ادائیگی کے سلسلے میں ان کی عزت واحترام سب سے اولین چیز ہے۔ آپ ان کو یہ احساس کسی بھی قیمت پر نہ ہونے دیں کہ آپ اپنی بیوی کو ماں پر فوقیت دے رہے ہیں۔ ماں کا رتبہ بہت بڑا ہے اور بیوی کی محبت اور وفاداری کا ایک الگ مقام ہے میاں بیوی گاڑی کے دو پہیے ہیں مگر اس گاڑی کو ''سوئے فردوس'' لے جانے والی، ہستی صرف ''ماں'' ہے۔ والدین کا رتبہ بہت بلند ہوتا ہے لڑکی کے لئے شادی کے بعد شوہر اس کا مجازی خدا ہوتا ہے ایک اچھی لڑکی سسرال میں ایک اچھے اور سلجھے ہوئے ذہن کے ساتھ زندگی گزارتی ہے اور اپنے شوہر سے اس کے والدین کی نافرمانی کرا کے اپنے شوہر اور جنت کے درمیان ''کھائی'' نہیں بننے دیتی۔ حسن سلوک سے تو بڑے بڑے سخت انسان موم ہوجاتے ہیں اگر آپ کی ساس کا مزاج آپ کے مزاج سے مطابقت نہیں رکھتا پھر بھی اگر آپ ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں تو وہ ضرور آپ سے محبت کرنے پر مجبور ہوجائیں گی۔ اگر وہ ہستی بہت ضعیف ہے تو آپ اس کی خلوص دل کے ساتھ خدمت کر کے جنت کی مستحق ہوجائیں گی۔ بزرگوں کے دم سے تو گھر کی رونقیں ہوتی ہیں، بڑی برکتیں ہوتی ہیں کیونکہ ان کی دعائیں سب پر سایہ فگن رہتی ہیں۔

یہ بزرگ ہستیاں ہی ہوتی ہیں جو ہر مشکل میں بچوں کی ڈھارس بندھاتی ہیں اوران کے دکھ بانٹ لیتی ہیں حقیقت میں ساس بہت بڑا دل رکھتی ہے وہ کتنے ارمانوں کے ساتھ بہو کو گھر میں لاتی ہے بے شک وہی گھر جنت کا نمونہ ہوتا ہے جہاں سب ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہیں بچے بڑوں کا کہنا مانتے ہیں۔ بزرگ بچوں پر جان نچھاور کرتے ہیں اور گھر کے تمام رشتے ساس، بہو، بیٹا، بیٹی، پوتے، پوتیاں سب ایک گجرے کی طرح ایک ہی دھاگے میں بندھے ہوئے ہیں۔ یہ دنیا دارالعمل ہے ایک امتحان ہے ایک آزمائش ہے تو پھر تھوڑا بہت ہم نے علم حاصل کیا ہے اس کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا خیال کرتے ہوئے زندگی گزاریں کیونکہ ایک دن ہمیں اپنے مالک کے پاس جانا ہے اوراس دربار میں ہر ایک سے ''حقوق العباد'' کے بارے میں جواب بھی طلب کیا جائے گا۔

عربی کہاوت

لذیذ ترین نعمت

وہ لقمہ: سب سے بہتر ہے کہ جس کو آدمی خود اپنی محنت سے کماتا ہے

وہ لقمہ: زندگی کی نعمتوں میں سب سے افضل ہے کہ جس کو آدمی بے ساختہ، رغبت سے کھاتا ہے

ہمارے معاشرے کا اہم المیہ

جدید ٹیکنالوجی نے کئی گھر برباد کردیئے

موبائل فون اور فیس بک لڑکیوں اور لڑکوں کو گمراہ کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے

تحریر : حاجی عبدالعزیز موسانی

جس طرح بھارت کے سورج نامی گاؤں میں غیر شادی شدہ خواتین کے لئے موبائل فون کا استعمال شجر ممنوعہ قرار دے دیا گیا ہے۔ گاؤں کی پنچایت کے فیصلے کے مطابق غیر شادی شدہ خواتین اور لڑکیاں موبائل فون استعمال نہیں کرسکتیں۔ فیصلے کے مطابق جو خلاف ورزی کرنے پر دو ہزار روپے جرمانہ عائد کرنے کا فیصلہ بھی سنایا گیا ہے اور یہ فیصلہ بھی کیا گیا ہے۔ خلاف ورزی کی اطلاع دینے والے کو دو سو روپے انعام دیا جائے گا۔ غالباً اس کا نام صیغہ راز میں رکھا جائے گا۔ گاؤں کے موکھی (سربراہ) لوگوں کا کہنا ہے کہ لڑکیوں کو فون استعمال کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ البتہ ایمرجنسی میں وہ والدین کے فون استعمال کرسکتی ہیں لیکن چند منٹ کے لئے پڑوس ملک کی نقل نہیں کرنا۔ یہ خبر پڑھ کر ہمیں ہمارا نسواں بل یاد آ گیا۔ اگر پنجاب میں اسمبلی تحفظ ''حقوق نسواں'' کی بیساکھی کے ذریعہ مردوں کو کڑا پہنانے کی لاحاصل اور رسوا کن کوشش کرنے کی بجائے عورتوں کو چوڑیوں کی اہمیت سے آگاہ کرتی تو خواتین کو بہتر انداز میں تحفظ فراہم کیا جاسکتا تھا۔

لڑکیوں کو باپ بھائی سے زیادہ تحفظ کوئی اور نہیں دے سکتا۔ اصل مسئلہ لڑکیوں کو گمراہی سے تحفظ فراہم کرنا ہے۔ پرنٹ اور الیکٹرانک (سوشل میڈیا) گواہ ہے موبائل اور فیس بک لڑکیوں اور لڑکوں کو گمراہ کرنے میں نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔ پاکستان میں آج کل بے روزگاری کا شدید موسم ہے۔ لڑکوں کو ملازمت نہیں ملتی۔ دوسری جانب لڑکیوں کو بھی بہتر ملازمت نہیں ملتی۔ بہت سی لڑکیاں شارٹ کٹ طریقے سے موبائل پر پرکشش نوکری تلاش کرلیتی ہیں۔ ان میں کچھ تو کامیاب ہوجاتی ہیں اور کچھ بدنصیب ناکام نامراد رہتی ہیں۔ ان میں کچھ تو پردہ نشین اسکرین سے ہمیشہ کے لئے غائب ہوجاتی ہیں۔

تعلیم یافتہ لڑکیوں کا رشتہ ملنا بہت مشکل ہوگیا ہے کیونکہ ہمارے بھی سماج میں پگڑی کا رواج ہے۔ اس کینسر کی وجہ سے وہ کنوارے لڑکے بھی غریب متوسط طبقہ کی پڑھی لکھی لڑکیوں سے شادی کرنے سے کتراتے ہیں۔ خاص کر کراچی کے وہ علاقہ جو انتہائی غریب پسماندہ ہیں۔ جہاں اسن کمیٹی تھی۔ لوگ بھاگ کر فلیٹ بیچ کر اعلیٰ طبقہ جیسا کہ بہادر آباد، جمشید روڈ، ڈیفنس، کلفٹن میں رہتے ہیں وہاں جانے کے خواب دیکھتے ہیں لیکن بے روزگاری مڈل پاس ہونے کی وجہ سے جانے سے ناکام رہتے ہیں ایسے ہی خاندان کی جوان سال لڑکیاں رشتہ کے لئے بیٹھی ہیں۔ آج کل ان کے بالوں میں چاندی آگئی ہے۔

کوئی بھی ہماری بیٹی ہو یا بہن مضمون کی نقش قدم پر چلنے کی اندھی تقلید نہ کرے کیونکہ پاک و ہند کی کلچر تہذیب اخلاق میں زمین آسمان کا فرق نمایاں ہے۔ پاکستان کے ہر شہر میں ایسی لڑکیاں موجود ہیں جو موبائل فون کے ذریعہ اپنا جیون ساتھی چن کر گھر سے بھاگ گئیں اور پھر گھر کی رہیں نہ گھاٹ کی۔ ایک لڑکی نے موبائل فون پر رابطہ ہونے پر لڑکے کو جیون ساتھی بنانے کا فیصلہ کیا اور گھر سے فرار ہوگئی۔ جب وہ مطلوبہ پتہ پر پہنچی تو معلوم ہوا لڑکا بے روزگار اور نشے کا عادی ہے۔ لڑکی پڑھی لکھی اور ہنر مند تھی اس نے ان حالات کو مقدر کا لکھا سمجھ کر قبول کرلیا۔ لڑکے سے نکاح پڑھوایا اور ایک بیوٹی پارلر میں ملازمت کرلی۔ اسی طرح ایک لڑکی موبائل پر دوستی کرکے لاہور بھاگ آئی۔ یہاں آکر علم ہوا کہ لڑکا بے روزگار اور بے گھر ہے۔ لڑکی اعلیٰ تعلیم یافتہ اور جی دار تھی۔ اس نے متعلقہ تھانے میں دھوکا دہی کا پرچہ درج کرادیا۔ ایس ایچ او نیک دل اور خدا ترس تھا۔ اس نے لڑکی کو دارالامان جانے کے بجائے لڑکی کو عدالت لے گیا اور نکاح پڑھوا کر اپنے گھر چھوڑ آیا ہے۔ ایس ایچ او اپنے سپاہی کی کارکردگی سے بہت خوش ہوا اور اس عزم کا اظہار کیا کہ کسی طریقہ سے لڑکی کو والدین سے ملا دیا جائے گا تاکہ وہ رسوائی اور اذیت سے بچ جائیں اسی طرح کے بہت سے واقعات ہیں مگر اس کے سدباب کی کسی کو فکر نہیں۔

چند دن پہلے کا واقعہ ہے ایک طالبہ اپنے موبائل دوست کے ساتھ بھاگ گئی مگر لڑکے کے غیرت مند والدین نے اپنانے سے صاف انکار کردیا۔ لڑکا بھی اس کا دامن چھوڑ کر بھاگ گیا۔ لڑکے کے والدین کا کہنا تھا کہ جو لڑکی اپنے والدین اور خاندان کو رسوا کرکے آئی ہے وہ ہماری عزت کی حفاظت کیسے کرے گی۔ سو لڑکے نے بھی اپنی عزت بچانے میں عافیت جانی۔ گھر سے بھاگ کر شادی کرنے والی لڑکیاں کے طرف داروں کی کمی نہیں۔

اس معاملے میں دلائل کی بھی کمی نہیں۔ مذہب قانون اور انسانی بنیادی حقوق کے ذریعہ لڑکی کو حق بجانب قرار دیتے ہیں مگر جب معاملہ ان کی اپنی بہن بیٹی کا ہو تو سارے فلسفے منہ کے بل گر پڑتے ہیں۔ وہ وقت بہت جلد ہمیں مندرجہ بالا آئینہ دکھائے گا کیونکہ ہمارے سماج میں فیشن بڑھ گیا۔ دیکھا دیکھی ہر نو بیاہی دلہن دوسرے سے مقابلہ کرتی ہے اور خود کو اپنے خاندان کو اعلیٰ وی آئی پی خاندان سے مقابلہ کرتی ہے۔

اپنے نام دار شریف خاوند میاں کو ذلیل نہیں کرنا چاہیے۔ سادگی اپنانے کو تو اپنے مذہب نے بھی کہا ہے۔ کم آمدنی بالا نشین، جتنی چادر اتنا پاؤں پھیلایا جائے۔ کسی کے محل کو دیکھ کر اپنے کرایہ کے مکان کے غم میں کڑھنا جلنا نہیں چاہیے۔ صبر کرنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہے۔

نماز پڑھتے وقت یہ سوچیں کہ یہ آپ کی آخری نماز ہے اور خدا آپ کو دیکھ رہا ہے

ایک اہم معلومات افزا گجراتی تحریر کا ترجمہ

پاکستان کا قومی ترانہ

گجراتی تحریر : جناب عبدالرزاق تھاپلا والا

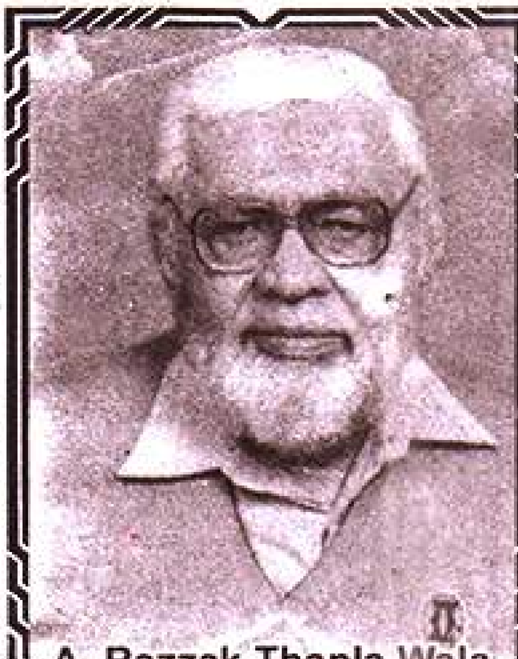
A. Razzak Thapla Wala

یہ بات بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ پاکستان کے موجودہ قومی ترانے ''پاک سرزمین شادباد'' کی منظوری پاکستان کے قیام کے کئی سال بعد یعنی 1954ء میں دی گئی تھی۔ اس قومی ترانے کی دھن 1950ء میں تیار کر لی گئی تھی اور چار سال تک ہمارا قومی ترانہ الفاظ سے محروم رہا اور صرف اس کی دھن بجائی جاتی رہی۔ ذیل میں جو عبارت دی جا رہی ہے، یہ ہمارے قارئین کے لیے یقینی طور پر دلچسپی کا باعث ہوگی۔

''قومی ترانہ'' پاکستان کا National Anthem ہے۔ یہ ترانہ اس لحاظ سے منفرد اہمیت کا حامل ہے کہ اس کی دھن پہلے تیار کر لی گئی تھی اور اس کے لیے شاعری یا الفاظ بعد میں لکھے گئے تھے۔ جب 14 اگست 1947ء کو پاکستان معرض وجود میں آیا تو اس کا اپنا کوئی قومی ترانہ تھا ہی نہیں۔ جب آزادی پاکستان کی تقریب میں پاکستان کا قومی پرچم لہرایا گیا اس وقت ایک نغمہ گایا گیا تھا جس کے بول تھے: پاکستان زندہ باد۔ آزادی پائندہ باد۔ یہاں تک کہ پاکستان کے قومی پرچم کی منظوری بھی پاکستان کی قانون ساز اسمبلی نے صرف تین روز پہلے دی تھی۔ بانی پاکستان محمد علی جناح نے 9 اگست 1947ء کو لاہور کے رہنے والے ایک ہندو ممتاز شاعر جگن ناتھ آزاد سے پاکستان کا قومی ترانہ لکھنے کو کہا، وہ بھی صرف پانچ روز میں۔ ممکن ہے جناح صاحب نے یہ قدم اس لیے اٹھایا ہو کہ وہ پاکستان کے سیکولر نظریے کو فروغ دینا چاہتے ہوں۔ بہرحال جناب جگن ناتھ آزاد نے قومی ترانہ لکھا جس کی جناح صاحب نے فوری منظوری دے دی اور یہ قومی ترانہ ریڈیو پاکستان سے نشر ہوا مگر جناب جگن ناتھ آزاد کا

تحریر کردہ یہ قومی ترانہ پاکستان کا قومی ترانہ 18 ماہ تک رہا حالانکہ اس دوران ان کے ایک حریف مسٹر بی ٹی Baghar نے ان کے مقابلے پر آنے کی کوشش کی مگر ڈیڑھ سال تک آزاد کا تحریر کردہ قومی ترانہ ہی مملکت پاکستان کا قومی ترانہ بنا رہا۔

کمپوزیشن : 1948ء کے اوائل میں ٹرانسوال (جنوبی افریقہ) کے ایک میمن بزنس مین جناب احمد اے آرغنی نے پاکستان کے نئے قومی ترانے کے لیے دو انعامات کا اعلان کیا۔ پانچ ہزار روپے کا ایک انعام قومی ترانے کے شاعر کے لیے اور پانچ ہزار روپے کا دوسرا انعام اس ترانے کی دھن بنانے والے میوزک ڈائریکٹر کے لیے۔ بعد میں جناب احمد اے آرغنی نے کراچی میں ''میمن انٹرنیشنل کلب'' بھی قائم کیا تھا۔ ان دونوں انعامات کا اعلان ایک سرکاری نوٹ کے ذریعے کیا گیا تھا جو جون 1948ء میں شائع ہوا تھا۔ چنانچہ ایک نیشنل اینتھم کمیٹی NAC تشکیل دی گئی۔ ابتدا میں یہ کمیٹی انفارمیشن سیکریٹری کی سربراہی میں کام کر رہی تھی جن کا نام تھا شیخ محمد اکرام۔ اس کے ارکان میں متعدد سیاست داں، شاعر اور میوزیشین بھی شامل تھے مثلاً جناب عبدالرب نشتر، جناب احمد چھاگلہ اور جناب حفیظ جالندھری۔ شروع میں اس کمیٹی کو مناسب موسیقی اور نغمے کی تلاش میں کافی دشواری ہوئی۔

1950ء میں شاہ ایران نے اس نومولود اسلامی مملکت کا دورہ کیا تو حکومت نے فوری طور پر نیشنل اینتھم کمیٹی سے قومی ترانہ تیار کرنے اور جمع کرانے کو کہا کیونکہ اس میں اب تاخیر کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ کمیٹی کے چیئرمین میں وفاقی وزیر تعلیم فضل الرحمٰن نے متعدد شعرا اور کمپوزر حضرات سے کہا کہ وہ جلد از جلد یہ کام مکمل کریں اور اپنے اپنے ترانے اور دھنیں جمع کرا دیں مگر کوئی بھی ترانہ پسند نہیں آیا۔ NAC نے مختلف دھنوں کا جائزہ لیا تو جناب احمد غلام علی چھاگلہ کی ترتیب دی ہوئی دھن اسے پسند آ گئی۔ کمیٹی نے اسے منظوری کے لیے آگے بڑھا دیا۔ چھاگلہ صاحب نے یہ دھن کمیٹی کے ایک اور ممبر کے ساتھ مل کر تیار کی تھی اور پاکستان بحریہ کے بینڈ نے بھی اس کی تیاری میں ان کی معاونت کی تھی۔ بہرحال قومی ترانے کا میوزک مسٹر چھاگلہ نے تیار کیا تھا اور اس کے بول حفیظ جالندھری نے لکھے تھے۔ چنانچہ 1954ء میں تین بندوں پر مشتمل اس قومی ترانے کو سرکاری طور پر اپنا لیا گیا۔

تاہم اس قومی ترانے کا میوزک پہلے ہی یعنی 1950ء میں کمپوز ہو چکا تھا اور اہم سرکاری تقریبات میں وہ میوزک ہی بجایا جاتا تھا۔ اس قومی ترانے میں ایک مقدس سرزمین کا تذکرہ ہے جو پاکستان کی سرزمین ہے اور چاند ستارے والے پرچم کا ذکر ہے جو اس کے قومی پرچم پر بنا ہوا ہے۔ بعض اوقات پاکستان کے قومی ترانے کی بات کرتے ہوئے اسے غیر سرکاری طور پر ''پاک سرزمین شاد باد'' بھی کہا جاتا ہے۔ یہ قومی ترانہ ہر اس تقریب کے موقع پر بجایا جاتا ہے جب پاکستان کا قومی پرچم لہرایا جاتا ہو مثلاً پاکستان کا یوم آزادی (14 اگست) اور یوم پاکستان (23 مارچ) وغیرہ۔ اس کے علاوہ پاکستان کے صدر اور وزیراعظم کی تقریروں سے پہلے اور بعد میں بھی یہ قومی ترانہ بجایا جاتا ہے۔

پاکستان کے اس قومی ترانے کو پاکستان کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خان کے لیے بجایا گیا تھا جس میں صرف دھن تھی، بول نہیں تھے۔ بعد میں اسے 10 اگست 1950ء کو نیشنل اینتھم کمیٹی NAC کے لیے بجایا گیا تھا۔ حالانکہ اسے شاہ ایران کے دورے کے موقع پر بجانے کے لیے بھی منظوری دی گئی تھی مگر اسے سرکاری طور پر اگست 1954ء میں منظور کیا گیا تھا۔ اس قومی ترانے کو وزیراعظم کے دورہ امریکہ کے دوران بھی بجایا گیا تھا۔ NAC نے کمپوز شدہ دھن کے ریکارڈز نمایاں اور معروف شعراء کو بھجوائے تھے جنھوں نے جواباً کئی سو ترانے لکھ کر کمیٹی کو بھجوائے تھے تاکہ کمیٹی ان میں سے کسی کو پسند کر کے آگے بھجوا دے۔ چنانچہ حفیظ جالندھری کے لکھے گئے ترانے کو منظور کر لیا گیا اور اس طرح 13 اگست 1954ء

کو پاکستان کا قومی ترانہ پہلی بار صحیح اور درست انداز سے ریڈیو پاکستان سے نشر کیا گیا۔اس کی منظوری کا سرکاری اعلان 16 اگست 1954ء کو وزارت واطلاعات ونشریات کی جانب سے کیا گیا مگر جب قومی ترانے کو باقاعدہ سرکاری طور پر منظور کیا گیا،اس سے ایک سال پہلے اس کی دھن ترتیب دینے والے چھاگلہ صاحب کا انتقال ہو چکا تھا۔1955ء میں پاکستان کا قومی ترانہ پاکستان کے گیارہ بڑے سنگرز نے گایا تھا جن میں معروف گلوکار احمد رشدی بھی شامل تھے۔

پہلا ترانہ: پاکستان کا پہلا قومی ترانہ قائداعظم کی فرمائش پر جگن ناتھ آزاد نے لکھا تھا اس کے بارے میں زیادہ معلومات موجود نہیں ہیں۔ذیل میں وہ لائنیں دی جارہی ہیں جو روزنامہ ''ڈان'' نے شائع کی تھیں۔

اے سرزمین پاک

ذرے تیرے ہیں آج

ستاروں سے تاب ناک

روشن ہیں کہکشاں سے

کہیں

آج تیری خاک

موجودہ قومی ترانہ : چھاگلہ صاحب نے قومی ترانے کی جو دھن ترتیب دی تھی وہ مشرقی اور مغربی موسیقی کا حسین امتزاج ہے۔ترانہ اعلیٰ اردو میں لکھا گیا ہے،جس پر فارسی کے اثرات نمایاں ہیں یہاں تک کہ فارسی گرامر بھی استعمال کی گئی ہے۔قومی ترانے کا ہر لفظ یا تو فارسی کا ہے یا عربی کا سوائے لفظ ''کا'' کے۔یہ خالص اردو لفظ ہے۔قومی ترانہ صرف ایک منٹ 20 سیکنڈ میں ختم ہوجاتا ہے۔اس میں 21 میوزیکل انسٹرومنٹس اور 38 مختلف ٹونز استعمال ہوئی ہیں۔

پاک سرزمین شاد باد کشور حسین شاد باد

تونشان عزم عالیشان ارض پاکستان!

مرکز یقین شاد باد

پاک سرزمین کا نظام قوت اخوت عوام

قوم ملک سلطنت پائندہ تابندہ باد!

شاد باد منزل مراد

پرچم ستارہ وہلال رہبر ترقی و کمال

ترجمان ماضی شان حال جان استقبال

سایہ خدائے ذوالجلال

(گجراتی رسالہ ''ماہنامہ پریچے'' سے ترجمہ۔اردو ترجمہ:کھتری عصمت علی پٹیل)

مزاحیہ میمنی کلام

بلال جی گھال

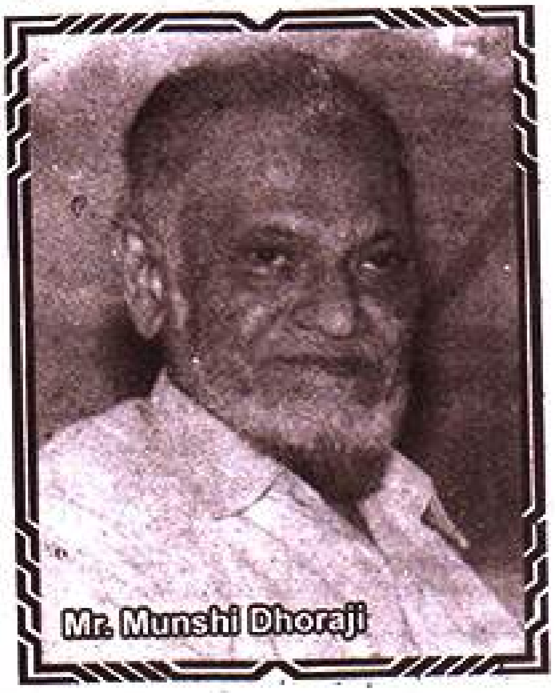
Mr. Munshi Dhoraji

نتیجہ فکر : جناب یعقوب کلوڈی
(جناب منشی دھوراجوی)

گوتوں تاں ساری چھوکری پانجھے بلال لائے
چپل گھسوں تاں روج (روز)، مقدر جی گھال آئے

چھیوٹ نظر میں آوی حلیمہ جی چھوکری
انگور جیھڑیوں اکھیوں نے ہرنی جی چال آئی

اکھیں جا نینز جاڑے پھلی آئی گوآر جی
بلوری بدن مینڑ (موم) جی پتلی مثال آئی

جنت جی حور پاڑی (پانی) بھرے جاڑے ھن وٹے
جیب میں سے پھل کھرنتا ڈے خوش خوشحال آئی

کاٹھی۔ اے گھائیلی انے خصلت یہ آئی نیک
نھاری نے پاڑی نا تھیے ھی کن جی مجال آئی

گلگلیا (گدگدی) ھن کے تھیئنا جیڑے وکھاڑ سے
نازک مجاج حال سے پانجھو بلال آئی

یعقوب دعا کرو کے حلیمہ منی وٹے
مٹھو منھ تھیو ایسونٹری گھر میں دھمال آئی

برادری کے ترجمان
ماہنامہ
" میمن سماج " کراچی
میں اپنے تجارتی اداروں کی
مصنوعات کی تشہیر کے لئے
اشتہارات
دے کر تعاون فرمائیے !
بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ)
کراچی

میمن بولی، مٹھی بولی، پانجے
گھر میں میمنی بولی بولنی کھپے

کھارادر کی قدیم عمارت بانی پاکستان کی یاد دلاتی ہے

وزیر مینشن: ڈیڑھ صدی قبل کی داستان

تحقیق و تحریر : جناب فاروق اعظم، ریسرچ اسکالر تاریخ و ثقافت

کھارادر کا شمار کراچی کے قدیم اور مصروف ترین علاقوں میں ہوتا ہے۔ شہر کا ایک اہم کاروباری مرکز ہونے کے ناتے یہاں رکشوں، موٹر سائیکلوں اور دیگر چھوٹی بڑی گاڑیوں کے ہجوم کے علاوہ جا بجا محنت کش بھی بھاری بھرکم سامان سے لدی ہاتھ گاڑیاں کھینچتے دکھائی دیتے ہیں۔ اس علاقے میں قدیم عمارتوں کا ایک جہان آباد ہے۔ کھارادر کی چھاگلہ اسٹریٹ (موجودہ نام برکاتی اسٹریٹ) کے ایک کونے پر ''وزیر مینشن'' نامی ایک تین منزلہ عمارت واقع ہے جو بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی جائے پیدائش کے طور پر مشہور ہے۔

وزیر مینشن کا تفصیلی جائزہ پیش کرنے سے قبل بانی پاکستان کی جائے پیدائش اور یوم پیدائش پر روشنی ڈالنا بہتر ہوگا۔ اگرچہ سرکاری دستاویزات کی رو سے یہ طے ہے کہ قائداعظم 25 دسمبر 1876ء کو کراچی کے علاقے کھارادر میں پیدا ہوئے۔ تاہم اس کے باوجود یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ بانی پاکستان کراچی میں نہیں بلکہ جھرک میں پیدا ہوئے۔ یاد رہے جھرک ٹھٹھہ کی کینجھر جھیل سے کچھ فاصلے پر دریائے سندھ کے دائیں کنارے واقع ایک قصبہ ہے۔ کسی دور میں اسے ایک تجارتی شہر کی حیثیت حاصل تھی اور یہاں اسماعیلی خوجوں کے سیکڑوں خاندان رہائش پذیر

Wazir Mansion Karachi

تھے۔ بہر کیف جہاں تک جھرک میں قائداعظم کی پیدائش کے دعوے کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں ٹھوس شواہد دستیاب نہیں۔

اس ضمن میں ایک حوالہ سندھی ادبی بورڈ کی ساتویں جماعت کی درسی کتاب کا دیا جاتا ہے جو 1960ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس کتاب میں درج ہے کہ قائداعظم جھرک کے قریب واقع ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ اس تناظر میں قائداعظم اکادمی کراچی کے ڈائریکٹر جناب خواجہ رضی حیدر نے ایک تحقیقی مضمون ''قائداعظم کی جائے پیدائش کراچی یا جھرک'' کے عنوان سے تحریر کیا ہے جس میں انہوں نے مختلف محققین و مصنفین کے حوالے سے یہ لکھا ہے کہ قائداعظم کی حیات وخدمات پر چھپنے والی اردو اور انگریزی تحقیقی کتب میں ان کی جائے پیدائش کراچی درج ہے۔ ان میں سے بیشتر کتابیں قائداعظم کی زندگی میں شائع ہوئیں اور ان کی نظر سے بھی گزریں۔ دیگر بہت سی کتابیں 1967ء تک جب مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح حیات تھیں، منظر عام پر آئیں اور انہوں نے ان پر اعتراض نہیں کیا بلکہ انہوں نے قائداعظم کی سوانح عمری پر مشتمل اپنی کتاب ''مائی برادر'' میں بھی قائداعظم کی جائے پیدائش کھارادر کراچی کو قرار دیا۔ علاوہ ازیں خود قائداعظم بھی کراچی ہی کو اپنی جائے پیدائش قرار دیتے تھے۔

تاہم یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا وزیر مینشن نامی عمارت ہی میں بانی پاکستان کی ولادت ہوئی؟ اس ضمن میں پائی جانے والی ایک اختلافی رائے کے مطابق آج جس جگہ وزیر مینشن قائم ہے وہاں قائداعظم کی پیدائش کے وقت ایک خالی پلاٹ موجود تھا۔ قائداعظم کے والد جناح پونجا اس خالی پلاٹ سے ملحقہ مکان میں مقیم تھے جو اب ایک پلازے میں تبدیل ہو چکا ہے۔

اس حوالے سے خواجہ رضی حیدر لکھتے ہیں کہ اگرچہ قائداعظم نے اپنی زندگی میں بارہا کراچی کو اپنی جائے پیدائش قرار دیا مگر انہوں نے کبھی بھی اس جگہ کی نشان دہی نہیں کی جہاں ان کی ولادت ہوئی تھی۔ لہٰذا بانی پاکستان کی رحلت کے فوراً بعد یہ سوال اٹھا کہ کھارادر میں وہ عمارت کہاں واقع ہے جس میں قائداعظم نے جنم لیا تھا۔ اس موقع پر پاکستان کی پہلی وزارت اطلاعات ونشریات کے پرنسپل انفارمیشن آفیسر کرنل مجید ملک نے وزارت کے تحت نکلنے والے ماہنامے ''ماہ نو'' کے ادارتی عملے میں شامل صحافی اور سینئر قلمکار جناب فضل حق قریشی دہلوی (مرحوم)، محترم حکیم محمد سعید شہید کے بڑے بھائی جناب عبدالحمید دہلوی (مرحوم) کے دیرینہ دوست تھے۔ حکیم محمد سعید شہید صاحب نے آپ کے تجربہ اور صلاحیتوں کے باعث ''ہمدرد صحت ڈائجسٹ'' ''ہمدرد صحت اور ہمدرد میڈیکس کی ایڈیٹرشپ بھی سپرد کی تھی۔ قائداعظم کے کراچی میں مقیم رشتے داروں کو تلاش کرنے کی ذمے داری سونپی۔ بانی پاکستان کے رشتے داروں کی تلاش کے دوران فضل حق قریشی کی فاطمہ بائی نامی ایک خاتون تک رسائی ہوئی جو کھارادر میں واقع کھانانی بلڈنگ میں اپنے تین بیٹوں اور دیگر اہل خانہ کے ساتھ مقیم تھیں۔ فاطمہ بائی قائداعظم کے چچا وال جی پونجا کے بیٹے کانگ جی وال کی اہلیہ تھیں اور رشتے میں بانی پاکستان کی بھاوج لگتی تھیں۔

فاطمہ بائی کی 1885ء میں جناب وال جی سے شادی ہوئی تھی اور رخصتی کے بعد وہ اس گھر میں آئی تھیں جس میں جناب جناح پونجا کی رہائش تھی۔ فاطمہ بائی نے نیونہام روڈ کھارادر میں واقع اس عمارت کی نشان دہی کی جس میں قائداعظم پیدا ہوئے تھے۔ جناب فضل حق قریشی (مرحوم) کے مطابق یہ عمارت معمولی تغیر وتبدل کے ساتھ پرانی بنیادوں پر قائم تھی اور اس کی بالائی منزل میں قائداعظم کی ولادت ہوئی تھی۔ اکتوبر 1947ء تک اس عمارت کے مالک کراچی کے قدیم باشندے اور کپڑے کے تاجر گوردھن داس موتن داس تھے۔ ان سے یہ عمارت بمبئی کے ایک تاجر وزیر علی نے پچیس ہزار روپے میں خرید کر اس نام ''وزیر مینشن'' رکھ دیا۔ 1948ء میں اس عمارت کی نچلی منزل میں کپڑے کے آڑھتیوں کی دکانیں تھیں جبکہ بالائی منزلوں پر وزیر علی کے اہل خانہ اور رشتے دار رہتے تھے۔ واضح رہے قائداعظم کی ہمشیرہ مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح نے بھی

اپنے بھائی کی جائے ولادت کے حوالے سے وزیر مینشن کی نشان دہی کی تھی جس پر 1953ء میں اس عمارت کو خرید کر قومی ورثہ قرار دیا گیا۔

اپنے والدین کی ریاست کچھ کاٹھیاواڑ بندرگاہ مانڈوی سے کراچی ہجرت اور کھارادر میں سکونت اختیار کرنے کے حوالے سے فاطمہ جناح اپنی کتاب ''مائی برادر'' میں لکھتی ہیں کہ میرے والد نے دو کمروں کا ایک چھوٹا سا فلیٹ کھارادر کے نیونہام روڈ پر حاصل کیا۔ یہ علاقہ شہر کا تجارتی دل سمجھا جاتا تھا۔ یہاں متعدد کاروباری خاندان آباد تھے اور ان میں سے کچھ خاندان گجرات اور کاٹھیاواڑ سے آئے تھے۔ جس عمارت میں ہمارا فلیٹ تھا وہ پتھر سے تعمیر کی گئی تھی۔ اس کی چنائی میں چونے کا مسالا استعمال ہوا تھا جبکہ چھت اور فرش میں چوبی تختے استعمال کیے گئے تھے۔ ہمارا فلیٹ پہلی منزل پر تھا۔ اس میں ایک خاصی بڑی آہنی بالکونی فٹ پاتھ کی طرف نکلے ہوئے چھجے پر بنی ہوئی تھی۔ اس بالکونی اور کمروں کا رخ مغرب کی طرف تھا۔ کراچی میں یہ رخ بہت اچھا سمجھا جاتا ہے کیونکہ اس سمت سے سال بھر سمندری ہوا کے تازہ ٹھنڈے اور فرحت بخش جھونکے آتے رہتے ہیں۔ وزیر مینشن کی ساخت بالکل مذکورہ بالا طرز کی ہے۔ اگرچہ مختلف اوقات میں اس عمارت کی تزئین و آرائش ہوتی رہی ہے تاہم اس کی بنیادیں پرانے خطوط ہی پر استوار ہیں۔ قائداعظم کی جائے پیدائش کی طرح ان کی تاریخ پیدائش کے حوالے سے بھی مختلف آرا پائی جاتی ہیں۔

کراچی کی قدیم درس گاہ اور قائداعظم کی مادر علمی سندھ مدرسۃ الاسلام کے داخلہ رجسٹر میں جسے اب یونیورسٹی کا درجہ حاصل ہے قائداعظم کی تاریخ پیدائش 20 اکتوبر 1875ء درج ہے۔ قائداعظم کی تاریخ ولادت کے حوالے سے رضوان احمد نے اپنی کتاب قائداعظم ابتدائی تیس سال میں مدلل بحث کی ہے اور انہوں نے 25 دسمبر 1876ء ہی کو درست تاریخ پیدائش تسلیم کیا ہے۔ پھر بانی پاکستان نے بھی اپنی یہی تاریخ پیدائش بیان کی اور اپنے پاسپورٹ پر بھی 25 دسمبر 1876ء ہی کو اپنی تاریخ ولادت درج کروایا تھا۔

اب بات کرتے ہیں وزیر مینشن کی بالائی سطور میں بتایا جا چکا ہے کہ یہ تاریخی عمارت قومی ورثہ قرار دیے جانے سے قبل وزیر علی نامی شخص کی ملکیت تھی۔ بعدازاں حکومت پاکستان نے اس کی تزئین و آرائش کی۔ نچلی منزل کو لائبریری اور بالائی منزل کو میوزیم میں تبدیل کیا گیا جہاں قائداعظم کے زیر استعمال رہنے والی اشیاء کو نمائش کے لیے رکھا گیا ہے۔ یہ میوزیم پہلی مرتبہ 14 اگست 1953ء کو عوام کے لیے کھولا گیا۔ تاہم تزئین و آرائش کی غرض سے کئی مرتبہ عمارت میں عام افراد کی آمدورفت پر پابندی عائد کی گئی۔ اس وقت وزیر مینشن کا نظم و نسق حکومت سندھ کے محکمہ ثقافت و سیاحت و نوادرات کے پاس ہے۔ سندھ حکومت نے جون 2018ء میں اس عمارت کو ایک بار پھر عوام کے لیے کھول دیا اور اس تاریخی موقع کی یادگار تختی داخلی دروازے کے ساتھ ہی اندرونی دیوار پر نصب ہے۔

وزیر مینشن ایک زرد رنگ کی تین منزلہ عمارت ہے اور اس کا داخلی راستہ گلی کی جانب ہے۔ نچلی منزل ہال نما ہے جہاں لائبریری قائم ہے۔ لائبریری میں ایک جانب قفل زدہ الماریاں اور دوسری جانب میز اور کرسیاں رکھی ہیں۔ اس کتب خانے میں قائداعظم اور برصغیر کی تاریخ سے متعلق کتب کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ اندرونی احاطے میں داخلی دروازے کے سامنے بالائی منزل پر جانے کے لیے لکڑی کا ایک زینہ موجود ہے جس کی ایک جانب دیوار پر جنوبی افریقہ کے انقلابی رہنما نیلسن منڈیلا کی تصویر آویزاں ہے۔

یاد رہے کہ 1992ء میں جب نیلسن منڈیلا پاکستان آئے تھے تو انہوں نے وزیر مینشن کا بھی دورہ کیا تھا۔ زینے کی دوسری جانب دیوار پر قائداعظم کی تصویر آویزاں ہے جس میں انہیں اخبار پڑھتے دکھایا گیا ہے۔ عمارت کی پہلی منزل جہاں قائداعظم کے والد جناح پونجا رہائش پذیر رہے تین کمروں پر مشتمل ہے اور ہر کمرا دوسرے کمرے میں کھلتا ہے۔ پہلا کمرا بیٹھک کی طرز پر بنایا گیا ہے جس میں بانی پاکستان کے زیر تصرف

رہنے والے صوفے موجود ہیں۔دوسرے کمرے میں دو بڑی الماریاں رکھی ہیں، جن میں قائداعظم کی قانون کی کتب محفوظ ہیں جبکہ دیوار کی جانب ایک میز اور کرسی موجود ہیں جنہیں قائداعظم مطالعے کے وقت استعمال کرتے تھے۔

کمرے کے وسط میں رکھی ایک کرسی پر انگریزی میں یہ جملہ تحریر ہے کہ ”قائداعظم بطور گورنر جنرل اس کرسی پر بیٹھ کر کابینہ کے اجلاس کی صدارت کرتے تھے“ تیسرا کمرا بیڈروم ہے جہاں بڑی نفاست سے پلنگ، صوفہ اور ایک سنگھار میز رکھی گئی ہے۔یہ فرنیچر بھی قائداعظم کے زیر استعمال رہا۔میوزیم کے نگران کے مطابق یہی وہ کمرا ہے جہاں محمد علی جناح کی ولادت ہوئی تھی۔عمارت کی دوسری منزل بھی گراؤنڈ فلور کی طرح ہال نما ہے جہاں قائداعظم کی دوسری اہلیہ رتن بائی کا فرنیچر، قرآن پاک کا نسخہ، بانی پاکستان کے ملبوسات، جوتے اور ان کے استعمال میں رہنے والی دیگر اشیاء موجود ہیں۔عمارت کی تیسری منزل سندھ رینجرز کے پاس ہے جہاں عمارت کی نگرانی کی غرض سے چوکی قائم کی گئی ہے۔

ہرچند کہ وزیر مینشن تاریخی ورثے اور میوزیم کی حیثیت رکھتی ہے لیکن وہاں تصویر کشی ممنوع ہے۔اس سلسلے میں انتظامیہ یہ جواز پیش کرتی ہے کہ شہری تصویریں کھینچ کر سوشل میڈیا پر شیئر کردیتے ہیں۔دوسری جانب باہر سے عمارت کو دیکھ کر بالکل بھی یہ محسوس نہیں ہوتا کہ یہ بانی پاکستان کی جائے پیدائش ہے اور اسے تاریخی ورثہ قرار دیا گیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ عوام اس میں دلچسپی نہیں لیتے۔البتہ کبھی کبھار طلبہ، فیملیز اور اہم ملکی و غیر ملکی شخصیات یہاں کا دورہ کرلیتی ہیں۔پھر یہ تاریخی عمارت ایک عرصے تک بند بھی پڑی رہی۔تاہم اگر وزیر مینشن کے دروازے عوام پر بار بار بند کرنے کا سلسلہ ترک کردیا جائے اور اس کی لائبریری میں موجود کتب تک شہریوں کو رسائی دی جائے تو عوام دیگر مقامات کے علاوہ اس تاریخی عمارت کی سیر کے لیے بھی ضرور آئیں گے اور یہاں موجود اشیاء میں اپنے قائد کا لمس محسوس کریں گے۔بلاشبہ وزیر مینشن کی عمارت ڈیڑھ صدی قبل کی داستان بیان کرتی ہے اور اس کی سیر کے لیے آنے والے چند لمحوں کے لیے ماضی کی وادیوں میں کھو جاتے ہیں۔

(بشکریہ: سنڈے میگزین روزنامہ جنگ کراچی۔مطبوعہ 22دسمبر 2019ء)

پانی نعمت ہے... نعمت کی قدر کیجیے

پانی زندگی ہے... زندگی کو اہم جانیے

پانی ضائع نہ کیجیے

پانی کے حصول، حفاظت اور ذخائر کو اپنی قومی سوچ کا حصہ بنایئے

فرحت افزا اور خوش ذائقہ

انگور

انگور اگرچہ موسم عمدہ اور میٹھا پھل ہے، مگر یہ بہت کم عرصے نظر آتا ہے۔ سیاہ انگور، لمبا انگور، گول انگور اور موٹا انگور بہت مشہور ہیں۔ انگور کی بیل بہت نازک ہوتی ہے اور تین چار سال کے بعد پھل دینا شروع کرتی ہے۔ بعض تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ انگور کی کاشت سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام نے کی تھی، واللہ اعلم، انگور کو خشک کر کے میوے کے طور پر کھایا جاتا ہے۔ اس خشک انگور کو ہم کشمش کہتے ہیں۔ سبز رنگ کی کشمش کو بہترین تصور کیا جاتا ہے۔ بڑے دانے کے انگور میں بیج ہوتے ہیں۔ جب بڑے انگور خشک ہو جاتے ہیں تو ان کو منقا کے نام سے پکارتے ہیں، جب کہ اس کا اصل نام مویز ہے۔

انگور میں حیاتین اور معدنیات کثیر مقدار میں ہوتے ہیں اور لحمیات و چکنائی کی مقدار کم ہوتی ہے۔ انگور میں گلوکوس کی مقدار بھی خاصی ہوتی ہے۔ انگور توانائی کا ایک عمدہ ذریعہ ہے۔ انگور کے استعمال سے جسم فربہ ہو جاتا ہے۔ گلوکوس کی موجودگی کی وجہ سے یہ حاملہ خواتین کے لیے اچھی غذا ہے۔ حمل کے دوران توانائی کی اضافی ضرورت کو انگور بہ خوبی پورا کرتا ہے۔ خواتین کے بیشتر امراض میں انگور کا استعمال بہترین ہوتا ہے۔ ایام میں کمی یا کھل کر نہ آنے کی صورت میں انگور کا رس اور شربت بزوری ایک ایک چمچہ ملا کر پلانے سے یہ شکایت رفع ہو جاتی ہے۔ سیلان الرحم کی بیماری میں خواتین کو انگور کا رس ایک چمچہ صبح اور شام پلایا جائے تو صحت بہتر ہوتی ہے، کمزور جسم، توانا اور بے رونق چہرے پر رونق آنی شروع ہو جاتی ہے۔

حاملہ عورتوں کو اگر دوران حمل انگور کا استعمال شروع کرا دیا جائے تو اس کا اثر ہونے والے بچے پر یوں پڑتا ہے کہ بچہ تندرست اور توانا پیدا ہوتا ہے۔ پیدائش کے بعد بچوں کو انگور کھلاتے رہنے سے بچہ صحت مند رہتا ہے۔ دانت نکلنے میں جو تکلیف بچے کو ہوتی ہے وہ بھی انگور کھلانے سے ختم ہو جاتی ہے۔ دانت نکلنے کے دور میں روزانہ صبح و شام ایک ایک چمچہ انگور کا رس پلانا چاہیے۔ چھوٹے بچوں کو قبض کی صورت میں ایک چمچہ انگور کا رس پلانے سے قبض کی شکایت رفع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جن بچوں کو انگور استعمال کرایا جاتا ہے ان کو سوکھے کی بیماری بھی نہیں ہوتی۔ انگور کھاتے رہنے سے بچوں کو غشی کے دورے بھی نہیں پڑتے۔ انگور جگر کے لیے بہت فائدہ مند ہے۔ یہ جگر کو تقویت دیتا ہے اور باضم ہونے کی وجہ سے تیزی سے ہضم ہو کر جسم میں نفوذ کر جاتا ہے۔ اپنی اسی صلاحیت کے باعث کمزوری سے چکر آنے کی شکایت اور غشی میں مفید ہے۔ انگور کے استعمال سے جسم میں خون کی کمی کی شکایت ختم ہو جاتی ہے اور دل دھڑکنے کی شکایت کا بھی ازالہ ہوتا ہے۔ اس شکایت کے لیے اطبا سبز کشمش کو صاف کر کے رات میں عرق گلاب میں بھگو کر کھانے کا مشورہ دیتے ہیں۔ الغرض اس چھوٹے سے پھل میں قدرت نے بیش بہا قوتوں کے خزانے پوشیدہ رکھے ہیں۔ اطبائے قدیم انگور کو قلب سمیت دیگر کئی امراض اور جسمانی صحت کے لیے مفید قرار دیتے چلے آئے ہیں۔ جس کی تصدیق اب جدید تحقیق نے بھی کر دی ہے۔ انگور کھانے سے خون پتلا رہتا ہے۔ خاص طور پر سیاہ یا سرخ انگوروں کا ایک گلاس رس پینے سے خون میں تھکّے بننے کا خطرہ ساٹھ فی صد کم ہو جاتا ہے۔ سرخ تربوز، سرخ انگور اور لال پکے ہوئے ٹماٹروں میں پایا جانے والا سرخ رنگ دراصل ''کروٹین'' ہے، جسے ''لائیکوپین'' کہتے ہیں۔ جدید تحقیق سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ قلب کے امراض اور سرطان سے تحفظ فراہم کرتا ہے۔

اہم واقعہ

بڑی جہاز راں کمپنی برٹش انڈیا اسٹیمر نیوی گیشن کمپنی کے مینجنگ ڈائریکٹر

سر جارج کیمبل کی بانٹوا میں آمد

7 جنوری 1938ء کی بات ہے۔اس ماہ کے آغاز میں پورے ہندوستان و دیگر ممالک میں انتہائی عزت واحترام کی نظر سے دیکھے جانے والے سر جارج کیمبل اور ان کی بیگم لیڈی کیمبل بانٹوا تشریف لائے۔بانٹوا والوں کے لئے یہ بڑے فخر اور اعزاز کی بات تھی۔لوگ بہت پر جوش تھے۔سر جارج کیمبل اس وقت کی سب سے مشہور اور بڑی جہاز راں کمپنی برٹش انڈیا اسٹیمر نیوی گیشن کمپنی کے مینجنگ ڈائریکٹر تھے۔اس وقت پورے ہندوستان و دیگر ممالک کے لئے درآمد و برآمد کے شعبوں میں جو دس سب سے بڑے کاروباری ادارے تھے ان میں سے تین کاروباری اداروں کا تعلق بانٹوا سے تھا۔ان تینوں کاروباری اداروں کے سرکردہ افراد بانٹوا میں ہی رہتے تھے اور اسی شہر سے دنیا میں پھیلے ہوئے اپنے کاروبار کو کنٹرول کرتے تھے۔سر جارج کیمبل ان تینوں اداروں کے سرکردہ افراد سے خصوصی ملاقات کے لئے بانٹوا تشریف لائے تھے۔

معزز مہمان نے حاجی حبیب حاجی پیر محمد گیسٹ ہاؤس میں قیام کیا۔بانٹوا کے اس عظیم مہمان کے اعزاز میں حسین سیٹھ کے بنگلے کے سبزہ زار پر ایک بہت پر وقار اور شایان شان پارٹی کا اہتمام کیا گیا جس میں نہ صرف معزز مہمانوں کی عزت افزائی کی گئی بلکہ ان کی شاندار پذیرائی کرکے بانٹوا والوں نے روایتی مہمان نوازی کا عملی مظاہرہ بھی کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے

لوگو خیرات کیا کرو، صدقہ دیا کرو اور یاد رکھو کہ دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

پہلے ماں باپ،، بہن بھائی پھر قریبی رشتہ دار اس ترتیب کے ساتھ اپنے عزیزوں سے حسن سلوک کیا کرو۔

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

بانٹوا میمن برادری کے ضرورت مند طلبہ و طالبات کو

پروفیشنل تعلیم کے لیے اسکالرشپ

زکوٰۃ فنڈز سے

بانٹوا میمن برادری کے وہ طلبہ و طالبات جو مالی وسائل نہ ہونے کے سبب اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے سے قاصر ہیں مثلاً ڈاکٹرز، وکیل، انجینئر، چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ، آرکیٹیک اس کے علاوہ دیگر ٹیکنیکل پروفیشنل کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے خواہش مند اور ضرورت مند طالب علموں کے لیے بانٹوا میمن جماعت کی جانب سے مالی تعاون کیا جاتا ہے جو طلبہ و طالبات مالی سپورٹ حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ بانٹوا میمن جماعت سے رجوع کریں۔

نیک خواہشات کے ساتھ

فون 32728397 - 32768214

محمد عمران محمد اقبال ڈنڈیا

کنوینر ایجوکیشن کمیٹی

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

پتا: ملحقہ بانٹوا میمن جماعت خانہ، حور بائی حاجیانی اسکول،
یعقوب خان روڈ نزد راجہ مینشن کراچی

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

غلط رسم و رواج کے خاتمے کے لئے تین سماجی ضابطے

آل پاکستان میمن فیڈریشن کے ضابطوں پر مکمل عمل درآمد کی گزارش

☆ نکاح صرف مسجد میں کرنے کے ضابطے کی پابندی کریں۔

☆ شادی کارڈ صرف سفید اور سادہ میمن فیڈریشن کے منظور شدہ ضابطے کے مطابق چھپوانے کی پابندی کریں۔

☆ شادی کی دعوت زیادہ سے زیادہ ساڑھے دس بجے شب شروع کردینی چاہیے۔

ناریل کا حلوہ

اجزاء: پسا ہوا ناریل دو پیالی، کھویا دو پیالی، چینی دو پیالی، چھوٹی الائچی تین سے چار عدد، بادام پستے حسب پسند، گھی دو کھانے کے چمچ۔

ترکیب: الائچی کے دانے نکال کر باریک کوٹ لیں، بادام پستوں کی ہوائیاں کاٹ کر رکھ لیں۔ چینی کو پین میں ڈال کر اس میں ایک پیالی پانی ڈال کر اچھی طرح ملائیں اور ہلکی آنچ پر پکنے رکھ دیں۔ کڑاہی میں ڈیڑھ کھانے کا چمچ گھی ڈال کر درمیانی آنچ پر ایک سے دو منٹ گرم کریں اور اس میں الائچی کے دانے ڈال دیں۔ پھر اس میں ناریل اور کھویا ڈال کر ہلکی آنچ پر اتنی دیر بھونیں کہ سوندھی سی خوشبو آنے لگے۔ چینی کے شیرے میں چاہیں تو چٹکی بھر حسب پسند فوڈ کلر شامل کر لیں اور شیرے کو ناریل کے مکسچر میں ڈال دیں۔ تھوڑی سی آنچ تیز کر کے اتنی دیر بھونیں کہ گھی علیحدہ ہو جائے۔ ٹرے میں گھی لگا کر اس پر بادام پستے چھڑک دیں اور اس پر حلوہ نکال لیں۔ مزیدار ناریل کا حلوہ تیار ہے۔

سیخ لاہوری

اجزاء: قیمہ آدھا کلو، پیاز ایک عدد (کتر لیں)، لہسن ادرک ایک کھانے کا چمچ (پیسٹ)، ہری مرچیں چھ عدد (کتر لیں)، دھنیا تین کھانے کے چمچ، چیڈر چیز (پنیر) چار کھانے کے چمچ، بیسن (بھنا) دو کھانے کے چمچ، انڈا ایک عدد، نمک حسب ذائقہ، انار دانہ ایک کھانے کا چمچ، کالی مرچ (پیس لیں) آدھا چائے کا چمچ، الائچی پاؤڈر آدھا چائے کا چمچ، جاوتری پاؤ چائے کا چمچ، کالا نمک آدھا چائے کا چمچ، گھی یا مکھن تلنے کے لئے۔

ترکیب: قیمہ میں اجزاء کے تمام مصالحے ملا کر اس قیمے کو سیخوں میں پرو کر کوئلوں پر باربی کیو کریں۔ سیخوں پر برش سے گھی یا مکھن سیخ کبابوں پر لگاتے ہوئے انہیں ہر طرف سے فرائی کریں اور پودینے کی چٹنی کے ساتھ سرو کریں۔

بیف کوفتے

اجزاء: قیمہ آدھا کلو، پیاز چار عدد، ٹماٹر تین عدد، باریک کٹی ہوئی ہری مرچ دو کھانے کے چمچے، پسا ہوا لہسن ادرک دو کھانے کے چمچے، پسی ہوئی لال مرچ ایک چائے کا چمچہ، پسا ہوا دھنیا ایک چائے کا چمچہ، پسا ہوا زیرہ ایک چائے کا چمچہ، لونگ چار عدد، دار چینی ایک عدد، الائچی چار عدد، ہلدی ایک چائے کا چمچہ، گرم مصالحہ ایک چائے کا چمچہ، تیل چار کھانے کے چمچے، انڈا ایک عدد، نمک حسب ذائقہ۔

ترکیب: قیمے میں گرم مصالحہ ایک کھانے کا چمچہ، لہسن ادرک پسا ہوا، دھنیا اور ایک پیاز باریک کاٹ کر پیس لیں۔ اب پسے ہوئے قیمے میں ایک انڈا پھینٹ کر ملائیں اور درمیانی سائز کے کوفتے بنا لیں۔ ایک دیگچی میں تیل گرم کریں۔ اس میں تین عدد پیاز باریک کاٹ کر ڈالیں۔ جب پیاز سنہری ہو جائے تو نکال کر پیس لیں اور بعد

میں اس تیل میں ملائیں اور اس میں ادرک لہسن، لونگ، دار چینی، الائچی اور ٹماٹر ڈال کر بھون لیں۔ جب مصالحے سے تیل الگ ہوجائے تو لیموں کا رس شامل کرکے ملائیں۔ اب آدھی پیالی پانی ڈال کر اس کو پکائیں جب شوربہ گاڑھا ہوجائے تو اس میں کوفتے ڈال کر آنچ دھیمی کرلیں۔ چمچہ نہ چلائیں۔ جب کوفتے پک جائیں تو تھوڑا سا گرم مصالحہ چھڑک کر چولہا بند کردیں۔ بیف کوفتے تندوری روٹی کے ساتھ پیش کریں مزہ دوبالا ہوجائے گا۔

چائنیز کاجو چکن

اجزاء: مرغی آدھا کلو، مٹر آدھا کپ، مشروم آدھا کپ، چکن کی یخنی ایک کپ، ہری پیاز چار ڈنڈیاں، سویا سوس تین چائے کے چمچ، کارن فلار دو چائے کے چمچ، چینی آدھا چائے کا چمچ، نمک حسب ذائقہ، تیل پاؤ کپ، کاجو سو گرام۔

ترکیب: پیالے میں سویا ساس، کارن فلار، چینی اور نمک مکس کریں۔ گرم پین میں تیل اور چکن ڈال کر فرائی کرلیں۔ اب اس میں مشروم اور چکن ڈال کر یخنی شامل کرکے پانچ منٹ تک پکائیں۔ اب سویا سوس والا مکسچر شامل کردیں۔ اس وقت تک پکاتے رہیں جب تک گاڑھا نہ ہوجائے۔ آخر میں ہری پیاز اور کاجو شامل کریں اور ڈش میں نکال کر سرو کریں۔

میمنی پلائو

اجزاء: بیف بون لیس 750 گرام، آلو آدھا کلو، کٹی ہری مرچ دو کھانے کے چمچے، کری پتہ پندرہ سے بیس عدد، ہرا دھنیا دو کھانے کے چمچے، دہی آدھا کپ، تلی پیاز ایک کپ، تیل 3/4 کپ، ادرک لہسن پیسٹ ایک کھانے کا چمچہ، چاول 750 گرام، زیرہ ایک چائے کا چمچہ، کالی مرچ چھ سے آٹھ عدد، لونگ چھ سے آٹھ عدد، بڑی الائچی دانہ آدھا چائے کا چمچہ، ہری الائچی چار سے پانچ عدد، دار چینی دو سے تین اسٹکس، تیز پتہ ایک عدد، نمک حسب ذوق۔

پوٹلی کے لئے: سونف دو کھانے کے چمچ، ثابت دھنیا دو کھانے کے چمچ، بادیان کے پھول دو سے تین عدد۔

ترکیب: ایک پین میں تیل گرم کرکے پیاز کو فرائی کرلیں جب فرائی ہوجائے تو تین چوتھائی نکال لیں۔ پھر اس میں ثابت گرم مصالحہ، زیرہ، ادرک لہسن کا پیسٹ، پوٹلی اور آلو ڈال دیں۔ اب گوشت شامل کرکے چھ سے آٹھ منٹ پکائیں۔ ساتھ ہی دو کپ پانی، کری پتہ اور ہری مرچ ڈال کر پکنے دیں، اتنا کہ گوشت گل جائے۔ اس کے بعد پوٹلی نکال لیں۔ پھر اس میں چاول اور پانی شامل کرکے پکائیں۔ جب پانی خشک ہوجائے تو پین کو گرم توے پر رکھیں اور دم پر چھوڑ دیں۔ ہرا دھنیا، رائتہ اور سلاد کے ساتھ سرو کریں۔

گجراتی کڑی

اجزاء: ارد کی دال ایک کپ، املی ایک کپ پانی میں بھگودیں پاؤ کپ، بھنڈی آٹھ عدد (کاٹ لیں)، بینگن (رول کی شکل میں کاٹ لیں) سات عدد، ہری مرچ دو عدد، ثابت زیرہ آدھا چائے کا چمچہ، دہی پاؤ کپ، ادرک ایک چائے کا چمچ (پسا ہوا)، ہرا دھنیا (باریک کٹا ہوا) ایک گٹھی، پودینہ (باریک کٹا ہوا) ایک گٹھی، بیسن پاؤ کپ، لال مرچ ایک چائے کا چمچ، ہلدی آدھا چائے کا چمچ، نمک حسب ذائقہ، تیل تین کھانے کے چمچ۔

ترکیب: ارد کی دال کو ابال لیں۔ ایک کڑاہی میں تیل گرم کریں اور اس میں زیرہ، نمک، لال مرچ، ہلدی ڈالیں اور تھوڑا بھون لیں۔ پھر اس میں ادرک ڈال کر بھونیں۔ ہلکی براؤن ہوجائے تو اس میں ہری مرچیں، کٹا ہوا بینگن اور بھنڈی ڈال کر تھوڑا پکائیں۔ بیسن کو دہی اور تھوڑے سے پانی میں مکس کرکے سبزیوں میں شامل کریں اور اس میں ابلی ہوئی دال شامل کرلیں اور اس وقت تک پکائیں جب تک سبزیاں نرم ہوجائیں۔ گجراتی کڑی تیار ہونے پر اس میں املی کا رس ڈالیں اور ڈش میں نکال کر ہرا دھنیا چھڑک کر گرم گرم پیش کریں۔

شور

☆ماسٹر صاحب (فرید سے) کلاس میں کون کون شور کر رہا تھا؟ فرید :سر! مجھے نہیں معلوم میں تو اپنی باتوں میں لگا تھا۔

گانا

☆عاطف (فرحان سے) میں نے سنا ہے کہ موسیقی کے اثرات سے پانی کھولتا ہے۔ فرحان: یہ تو سچ ہی ہوگا کیونکہ جب تم گانا گاتے ہو تو اکثر میرا خون کھول اٹھتا ہے۔

ریاض

☆دروازے پر دستک ہوئی باپ نے بیٹے سے کہا دیکھو دروازے پر کون ہے؟ بیٹے نے دروازے پر جا کر ملاقاتی سے پوچھا: آپ کون ہیں اس نے اپنا نام ریاض بتایا۔ بیٹے نے واپس آکر کہا۔ ابا جان: باہر سعودی عرب کے دارالخلافہ کھڑے ہیں۔

اصول

☆ٹیچر نے بچوں کو نیوٹن کا واقعہ سنایا کہ ایک دن نیوٹن باغ میں سیب کے درخت کے نیچے بیٹھا تھا کہ اس کے سر پر ایک سیب آکر گرا اور یوں اس نے کشش ثقل کا اصول دریافت کرلیا۔ پھر ٹیچر نے بچوں سے پوچھا: آپ لوگوں نے اس بات سے کیا سبق حاصل کیا؟ ایک بچہ بولا: یہی کہ اسکول سے غائب ہونا کتنی اچھی بات ہے، اگر نیوٹن اس دن اسکول گیا ہوتا تو یہ اصول کبھی دریافت نہ ہوتا۔

بال

☆ایک صاحب کے سر پر بال کافی کم تھے۔ جب وہ بال کٹوانے باربر کے پاس گئے تو اس نے ان سے زیادہ پیسے مانگے۔ وہ صاحب حیرت سے پوچھنے لگے: کیوں بھائی ہم سے ڈبل پیسے کیوں؟ باربر نے جواب دیا: آدھے بال کاٹنے کے اور آدھے ڈھونڈنے کے۔

آملیٹ

☆ایک دوست (دوسرے سے) یہ بتاؤ کہ آملیٹ کسے کہتے ہیں؟

تندرست

☆ماں (بیٹے سے) کیوں رو رہے ہو؟ بیٹا! امی ماسٹر صاحب بیمار تھے اور وہ...وہ۔ ماں! کیا ہوا فوت ہوگئے کیا بے چارے؟ بیٹا: امی کہاں فوت ہوئے وہ تو تندرست ہو کر آگئے ہیں۔

ٹکٹ

☆ایک لڑکا اپنے دوست کو بتا رہا تھا میرے ابو میں بڑی خوبیاں ہیں، بہادر اتنے ہیں جیسے شیر، تندرست اتنے جیسے ہاتھی اور آنکھیں تو باز کی طرح تیز ہیں۔ دوسرا دوست فوراً بولا! اگر ہم ان کو دیکھنا چاہیں تو کتنے کا ٹکٹ لینا ہوگا۔

کبوتر

☆ایک دوست (دوسرے دوست سے) تم اپنے دوستوں کو ہر خوشی کے موقع پر کبوتروں کا جوڑا کیوں دیتے ہو۔ دوسرا دوست: اس لیے کہ وہ دوسرے دن میرے پاس واپس آجاتے ہیں

دوسرا دوست: جو آم دیر سے پکتا ہے اسے آم لیٹ کہتے ہیں۔

فخر

☆ باپ: بیٹے سے (مجھے یاد نہیں پڑتا کہ کبھی تم نے کوئی ایسا کام کیا ہو جس سے میرا سر فخر سے بلند ہو گیا ہو۔ بیٹا: ابا جان! یاد کریں ایک مرتبہ میں نے آپ کے سر کے نیچے تین تکیے رکھ کر آپ کا سر بلند کیا تھا۔

وفات

☆ دادی: تمہاری ٹیچر آ رہی ہیں تم چھپ جاؤ۔ پوتا: پہلے آپ چھپ جائیں کیونکہ میں آپ کی وفات کی وجہ سے تین دن کی چھٹی پر ہوں۔

بھاری

☆ ماسٹر صاحب (شاہد سے) بتاؤ دنیا کی سب سے بھاری چیز کون سی ہے؟ شاہد: جناب! آپ کا دایاں ہاتھ۔

کل

☆ ایک آدمی کسی محفل میں گیا اور کہنے لگا: مجھے پتہ ہے کل کیا ہوگا۔ محفل میں موجود ایک آدمی نے پوچھا: اچھا بتاؤ کل کیا ہوگا؟ اس آدمی نے کہا: آج جمعہ ہے کل ہفتہ ہوگا۔

چھٹیاں

☆ ٹیچر: بچو آپ تین ماہ کی چھٹیاں گزار کر آئے ہیں اور چھٹیوں کے بعد آج آپ کا اسکول میں پہلا دن ہے۔ اگر مجھ سے کوئی سوال پوچھنا چاہتے ہیں تو پوچھئے۔ ایک بچہ (کھڑا ہو کر) میڈم دوبارہ کب چھٹیاں ہوں گی؟

محبت

☆ باپ نے بیٹے کو مارنے کے بعد کہا: بیٹا! میں تمہیں اس لئے مارتا ہوں تاکہ مجھے تم سے محبت ہے۔ بیٹے نے جواب دیا: کاش! میں بھی آپ کی محبت کا جواب محبت سے دے سکتا۔

آم

☆ گاہک نے دوکاندار سے کہا: کل میں نے اپنے بیٹے کے ہاتھ دو کلو آم منگوائے تھے مگر وہ ڈیڑھ کلو نکلے۔ دکاندار نے جواب دیا: جناب آپ نے اپنے بیٹے کو بھی تو تول لیا ہوتا۔

رات

☆ استاد نے شاگرد سے کہا اگر رات دن میں بدل جائے تو کیا ہوگا؟ شاگرد نے کہا: جناب پھر رات کو بھی اسکول آنا پڑے گا۔

طبعی موت

☆ ایک صاحب کی طبیعت خراب تھی۔ وہ دوا لینے کی غرض سے ڈاکٹر کے پاس گئے۔ مگر وہاں مریضوں کی اس قدر بھیڑ تھی کہ ان صاحب کی باری ہی نہیں آ رہی تھی۔ جب ان صاحب کو کلینک میں انتظار کرتے ہوئے کئی گھنٹے بیت گئے تو وہ یہ کہہ کر وہاں سے چل دیئے: بھائیو! اب میں نے طبعی موت مرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

انتظار

☆ ایک نوجوان پلیٹ فارم پر ریل گاڑی کا انتظار کر رہا تھا۔ جب ریل گاڑی بہت دیر تک نہ آئی تو وہ اسٹیشن ماسٹر کے پاس گیا اور پوچھا: کیا یہاں کوئی قبرستان بھی ہے؟ نہیں تو مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو؟ اسٹیشن ماسٹر نے حیرت سے پوچھا۔ میں اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ جو لوگ گاڑی کے انتظار میں بوڑھے ہو کر مر جاتے ہیں انہیں کہاں دفن کیا جاتا ہے؟

صبح

☆ مالک نوکر سے: کہاں ہو تم؟ اور یہ آوازیں کیسی آ رہی ہیں۔ ذرا دیکھو تو کہیں گھر میں چور تو نہیں گھس آیا؟ نوکر: جناب! رات کو کیا نظر آئے گا۔ اطمینان سے سو جائیں۔ صبح دیکھ لیں گے۔

سبق

☆ والد بیٹا! آج تم اسکول کیوں نہیں گئے؟ بچہ ابو! آپ ہی نے تو کہا تھا کہ سبق یاد کئے بغیر اسکول جانا بے کار ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

جولائی 2020ء

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ
1	عبداللہ محمد جاوید سلیم میا کا رشتہ اقصیٰ عبدالعزیز محمد موسیٰ بلوانی سے طے ہوا	2 جولائی 2020ء
2	حارث رضا یوسف حاجی اسمٰعیل نی نی کا رشتہ رباب محمد سلیم محمد حسین کھاتانی سے طے ہوا	2 جولائی 2020ء
3	عبدالحفیظ محمد اقبال سلیمان چھنی کا رشتہ سعیدہ شاہد عبدالغفار وتھلی سے طے ہوا	3 جولائی 2020ء
4	سلیمان محمد ادریس عبدالستار موتی کا رشتہ انسیا فاطمہ محمد نوید عبدالرزاق مینڈھا سے طے ہوا	3 جولائی 2020ء
5	علی احمد محمد جنید جان محمد اوجری کا رشتہ خنسہ محمد شوکت محمد صدیق مدھو پوروالا سے طے ہوا	3 جولائی 2020ء
6	فرحان عبدالرزاق عبدالستار تولہ کا رشتہ سونیہ عبدالستار عبدالرحمٰن اینڈھن سے طے ہوا	4 جولائی 2020ء
7	عبدالحسیب عبدالجبار علی محمد بھوری کا رشتہ مریم عبدالوہاب عبداللہ گلا سے طے ہوا	6 جولائی 2020ء
8	عبدالمعز عبدالجبار حاجی علی محمد بھوری کا رشتہ عدینہ محمد حسین حاجی عبدالعزیز دادا سے طے ہوا	6 جولائی 2020ء
9	اسامہ نعمان عبداللہ گلا کا رشتہ مریم محمد منیر ابوبکر خنہ سے طے ہوا	6 جولائی 2020ء
10	محمد حماد محمد رفیق عبدالستار ایدھی کا رشتہ دعا محمد اشرف عبدالحبیب راوڈا سے طے ہوا	7 جولائی 2020ء
11	عمیر جاوید اقبال کوڈواوی کا رشتہ ایمن نعیم عبدالستار کاپڑیا سے طے ہوا	7 جولائی 2020ء
12	محمد فراز محمد حنیف عبدالغفار روگڈاوالا کا رشتہ عمارہ محمد جاوید محمد قاسم ایدھی سے طے ہوا	8 جولائی 2020ء
13	عبدالحسیب الطاف احمد محمد عمر موسانی کا رشتہ اریبہ عامر حاجی عبدالعزیز دادا سے طے ہوا	10 جولائی 2020ء
14	عثمان حنیف اسماعیل کوڈواوی کا رشتہ رمشا محمد ریحان اشرف چھوٹانی سے طے ہوا	10 جولائی 2020ء
15	یوسف محمد الطاف محمد ہارون بھوت کا رشتہ ماریہ محمد یعقوب محمد الیاس کھادیلی سے طے ہوا	10 جولائی 2020ء
16	محمد لاریب محمد فاروق محمد اقبال بیجوڑا کا رشتہ حلیمہ محمد یعقوب محمد ابراہیم موتی والا سے طے ہوا	11 جولائی 2020ء
17	سمیر عبدالشکور عبداللطیف موسانی کا رشتہ حنیفہ عبدالعزیز محمد اڈوانی سے طے ہوا	13 جولائی 2020ء
18	ڈاکٹر عبدالاحد سہیل ہارون داؤد کھانیلا والا کا رشتہ ڈاکٹر زمین محمد آصف عبدالحبیب فانسیا سے	15 جولائی 2020ء

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ
	طے ہوا	
19	صادق علی عبدالقادر حاجی حسین نزا کا رشتہ توبا محمد یعقوب محمد اسماعیل کھاتانی سے طے ہوا	15 جولائی 2020ء
20	عمیر عبداللہ عبدالغفار پوپٹ پوترا کا رشتہ سویرا فاطمہ محمد سرفراز محمد اسماعیل موٹا سے طے ہوا	16 جولائی 2020ء
21	عبدالحنان محمد الیاس محمد یوسف تنا کا رشتہ مریم بانو جاوید محمد یحیٰ واساوڈ سے طے ہوا	18 جولائی 2020ء
22	محمد حمزہ محمد اشرف محمد بلوانی کا رشتہ حفصہ عمران حاجی عبداللہ مدینہ والا سے طے ہوا	18 جولائی 2020ء
23	حمزہ اشفاق قاسم جانگڑا کا رشتہ ایمن عبدالغنی حاجی رحمت اللہ کھاتانی سے طے ہوا	20 جولائی 2020ء
24	احمد رضا محمد فاروق رحمت اللہ مانڈویا کا رشتہ طیبہ عادل رحمت اللہ درویا سے طے ہوا	22 جولائی 2020ء
25	محمد سمیت شعیب اسماعیل مانگرول والا کا رشتہ مسکان فاطمہ گل محمد سلیمان مدراس والا سے طے ہوا	22 جولائی 2020ء
26	محمد فیضان محمد الطاف حسین جان محمد پولانی کا رشتہ انشرا امان اللہ رحمت اللہ کھاتانی سے طے ہوا	23 جولائی 2020ء
27	فیض احمد فاروق یوسف موسانی کا رشتہ عردہ محمد جاوید عبدالغفار پولانی سے طے ہوا	23 جولائی 2020ء
28	طلحہ محمد یاسین عبدالعزیز دائی کا رشتہ ایمن محمد ایوب عبدالعزیز راوڈا سے طے ہوا	24 جولائی 2020ء
29	محمد سلمان محمد ساجد عبدالغفار کٹیا کا رشتہ نیہا واحد عبدالستار رلیا سے طے ہوا	25 جولائی 2020ء
30	محمد ارسلان محمد صدیق عبداللہ دھامیا کا رشتہ مریم طفیل عبدالغفار راجوانی سے طے ہوا	25 جولائی 2020ء
31	ولید ابوطالب عبدالعزیز مون کا رشتہ رمشا عبدالرؤف محمد بشیر دیالہ سے طے ہوا	25 جولائی 2020ء
32	سلمان محمد رفیق رحمت اللہ مرسیا کا رشتہ اقصیٰ محمد امین عبدالستار بھجی سے طے ہوا	25 جولائی 2020ء
33	حذیفہ محمد انیس حاجی الیاس مون کا رشتہ ماریہ محمد الیاس حاجی رحمت اللہ بھرم چاری سے طے ہوا	27 جولائی 2020ء
34	احمد انیس محمد انیس جان محمد گنگ کا رشتہ رمیلہ سہیل حاجی عثمان پان والا سے طے ہوا	28 جولائی 2020ء
35	مزمل اقبال رحمت اللہ موسانی کا رشتہ ماہم محمد فرقان محمد انور لوائی سے طے ہوا	28 جولائی 2020ء
36	محمد فاروق محمد اشرف عبدالستار بھوری کا رشتہ عائشہ محمد حسین ابا عمر روگنڈ اوالا سے طے ہوا	28 جولائی 2020ء
37	محمد محمود محمد یاسین حاجی رحمت اللہ بکیا کا رشتہ نمرہ محمد توفیق ابوبکر لدھا سے طے ہوا	30 جولائی 2020ء
38	سعد محمد سلیم حبیب غازی پورہ کا رشتہ نمرہ رضوان احمد جعفر کتیانہ سے طے ہوا	30 جولائی 2020ء

جو رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے

(شادی خانہ آبادی)

جولائی 2020ء

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ
1	محمد بلال محمد سلیم اباعمر بھوڈا کی شادی سمیعہ عبدالقادر محمد اسماعیل سنکا سے ہوئی	2 جولائی 2020ء
2	محمد بلال عبدالرؤف حاجی محمد کوٹھاری کی شادی صفا حسین آدم موتی سے ہوئی	3 جولائی 2020ء
3	حمزہ محمد شہزاد جان محمد موسانی کی شادی عائشہ عبدالاحد محمد بلوانی سے ہوئی	3 جولائی 2020ء
4	محمد جنید عبدالکریم محمد عمر تابانی کی شادی عائشہ بی بی عبدالوہاب عبدالرزاق ہالاری سے ہوئی	3 جولائی 2020ء
5	محمد مصب جاوید اسماعیل مانڈویا کی شادی حرا شہزاد حبیب بلو سے ہوئی	3 جولائی 2020ء
6	ارسلان عبدالرؤف عبدالغفار چھٹنی کی شادی جویریہ آفرین نادر علی محمد حسین بوچا سے ہوئی	4 جولائی 2020ء
7	فدائی محمد ذکر محمد عثمان بھوری کی شادی عائشہ بانو محمد ادریس حاجی قاسم سلاٹ سے ہوئی	10 جولائی 2020ء
8	عمیر محمد حنیف موسیٰ پوٹھیا والا کی شادی عائشہ محمد سلیم الطاف میاری والا سے ہوئی	10 جولائی 2020ء
9	مدثر محمد فرید محمد اسماعیل کسباتی کی شادی توبا رومان سعید احمد ملک سے ہوئی	10 جولائی 2020ء
10	بلال جاوید عبدالعزیز کھاتانی کی شادی رمشا عارف رئیس سے ہوئی	10 جولائی 2020ء
11	زوہیب عبدالخالق محمد صدیق کالیا کی شادی ثانیہ سحر عبدالرشید محمد اسماعیل کھاتانی سے ہوئی	10 جولائی 2020ء
12	محمد شارق محمد پرویز عبدالستار بیرا کی شادی رابعیہ محمد انور غلام محمد سوتر والا سے ہوئی	16 جولائی 2020ء
13	عبدالعزیز محمد علی عبدالعزیز کوڑیا کی شادی ایس آصفہ ایس شمیم ایس سمیع حیدر سے ہوئی	16 جولائی 2020ء
14	محمد یاسین عبدالشکور عبدالغنی تابانی کی شادی ماہم ریاض حاجی ابراہیم پٹیل سے ہوئی	17 جولائی 2020ء
15	محمد بلال محمد یوسف عبداللطیف مدراس والا کی شادی انعم عبدالرزاق عبدالعزیز مارواڑی سے ہوئی	17 جولائی 2020ء
16	عبدالحفیظ محمد اقبال سلیمان چھٹنی کی شادی سعیدہ شاہ عبدالغفار وتھلی سے ہوئی	17 جولائی 2020ء

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ
17	محمد یوسف عبدالقادر گل محمد جانگڑا کی شادی حنا محمد یوسف حاجی احمد بھوری سے ہوئی	17 جولائی 2020ء
18	مرتضیٰ محمد جاوید موسیٰ آدم کسباتی کی شادی الباء محمد یوسف ولی محمد دھامیا سے ہوئی	18 جولائی 2020ء
19	محمد عظیم محمد صدیق محمد عثمان بھنگڑا کی شادی شفا محمد ہانی عبدالعزیز ایدھی سے ہوئی	18 جولائی 2020ء
20	مبشر مبین عبدالرزاق دوجکی کی شادی انوشا اعجاز رزاق دلال سے ہوئی	19 جولائی 2020ء
21	محمد احمد محمد آصف محمد صدیق ہڈمن کی شادی عائشہ حبیب محمد رفیق وکیل سے ہوئی	24 جولائی 2020ء
22	محمد خرم محمد منیر اباعلی بدی کی شادی امبرین عبدالقادر عثمان عمر پھول والا سے ہوئی	24 جولائی 2020ء
23	بلال محمد رفیق عثمان مون کی شادی صبا محمد یاسین عبداللطیف کھانانی سے ہوئی	24 جولائی 2020ء
24	محمد کامران عبدالغفار سلیمان جانگڑا کی شادی انعم عبدالرزاق داؤد سے ہوئی	24 جولائی 2020ء
25	سلیمان محمد صدیق محمد سلیمان میتی والا کی شادی ایمن محمد انور محمد صدیق متلا سے ہوئی	24 جولائی 2020ء

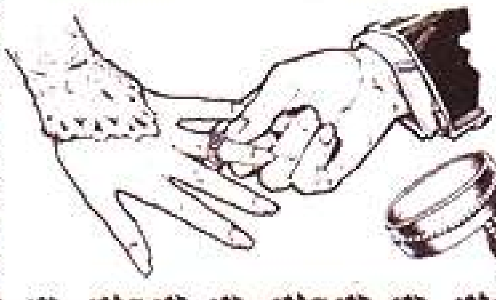

بانٹوا میمن برادری کے بچوں کا رشتہ دیگر برادری میں طے ہوا

جولائی 2020ء

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ
1	اسامہ محمد حسین عبدالقادر مانڈھائی کا رشتہ شاہانہ محمد توفیق محمد اسماعیل دوجکی سے طے ہوا	11 جولائی 2020ء
2	محمد خرم محمد اشرف حاجی ہاشم نور کا رشتہ حاجرہ عبدالعزیز محمد اڈوانی سے طے ہوا	13 جولائی 2020ء
3	محمد سلیم عبدالستار علی محمد دھانی کا رشتہ جویریہ محمد یعقوب حاجی آدم ڈونگر گڈھ والا سے طے ہوا	21 جولائی 2020ء
4	محمد مہتاب محمد اشرف حسن سوراشٹر کا رشتہ رومیلہ محمد عمران عبدالعزیز مانڈویا سے طے ہوا	22 جولائی 2020ء

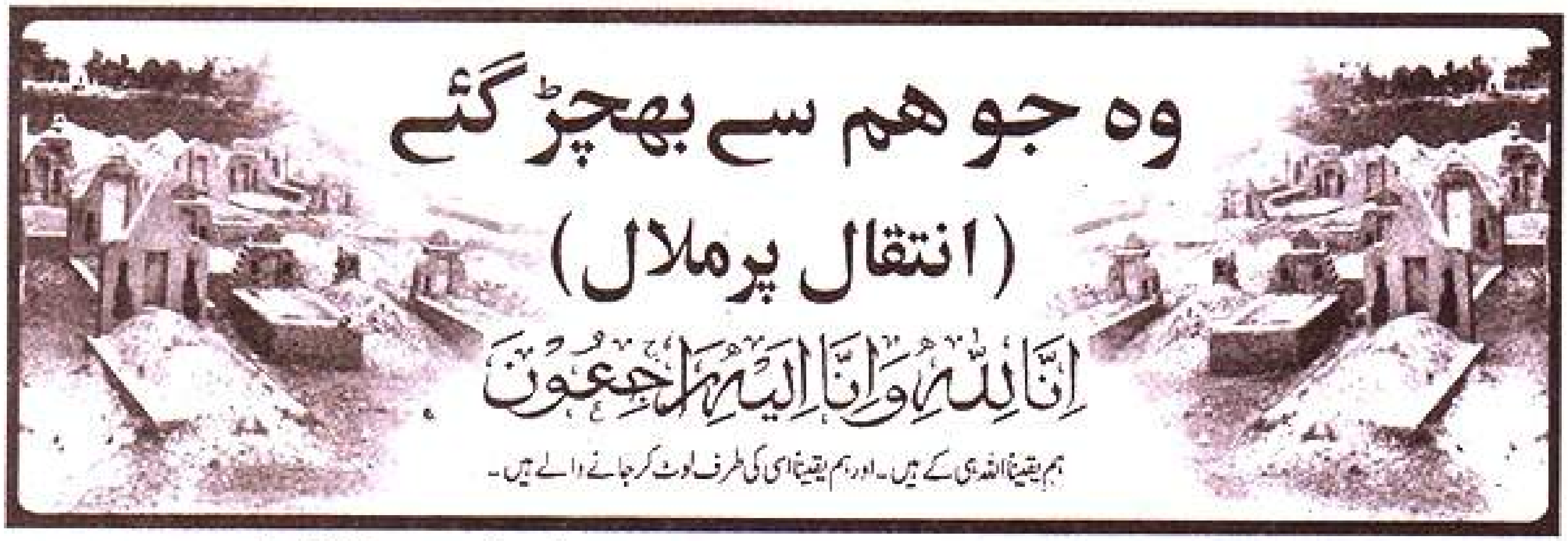

بانٹوا انجمن حمایت اسلام کی جانب سے موصولہ مرحومین کی فہرست کا گجراتی سے ترجمہ

یکم جولائی 2020ء ۔۔۔ 31 جولائی 2020ء — **ٹیلی فون نمبر: بانٹوا انجمن حمایت اسلام 32202973**

تعزیت: ہم ان تمام بھائیوں اور بہنوں سے دلی تعزیت کرتے ہیں جن کے خاندان کے افراد اللہ رب العزت کے حکم سے انتقال کر گئے۔ دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین)

صدور، جنرل سیکریٹری اور اراکین مجلس منتظمہ بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

نوٹ: مرحومین کے اسمائے گرامی بانٹوا انجمن حمایت اسلام کے ''شعبہ تجہیز و تکفین'' کے اندراج کے مطابق شائع کئے جا رہے ہیں۔

نمبر شمار	تاریخ وفات	نام بمعہ ولدیت / زوجیت	عمر
1-	2 جولائی 2020ء	حنیف محمد حسین جمال	60 سال
2-	2 جولائی 2020ء	عبدالرزاق ولی محمد دوجکی	74 سال
3-	2 جولائی 2020ء	زبیدہ قاسم ایدھی زوجہ حاجی ابوبکر راوڈا	65 سال
4-	2 جولائی 2020ء	عبدالقادر رحمت اللہ مندوترا والا	58 سال
5-	3 جولائی 2020ء	فیروزہ عبداللہ مندوترا والا زوجہ ابا قاسم سارن پپری والا	62 سال
6-	3 جولائی 2020ء	مٹھی زہرہ حاجی احمد کالاواڈ والا زوجہ ابوبکر کھانانی	90 سال
7-	3 جولائی 2020ء	انیلا رحمت اللہ اوڈیا زوجہ عارف طیب گڈک والا	46 سال
8-	3 جولائی 2020ء	زبیدہ عثمان قاسم آکھاوالا زوجہ عیسیٰ محمد کسباتی	82 سال
9-	3 جولائی 2020ء	ہارون سلیمان شکور لہری	60 سال
10-	4 جولائی 2020ء	زینب محمد یوسف ابامانڈویا	45 سال
11-	4 جولائی 2020ء	بلقیس بانو آدم ویکری والا زوجہ عبدالعزیز جانگڑا	75 سال
12-	4 جولائی 2020ء	زرینہ بائی اسماعیل پوپٹ پوترا زوجہ ابا حسین ورند	80 سال

نمبر شمار	تاریخ وفات	نام بمعہ ولدیت / زوجیت	عمر
-13	4 جولائی 2020ء	غلام احمد حاجی ابا علی کرنول والا	70 سال
-14	5 جولائی 2020ء	محمد سلیم جان محمد بھوری	65 سال
-15	5 جولائی 2020ء	حبیب محمد جانگڑا	84 سال
-16	5 جولائی 2020ء	حاجی یونس حاجی ابا عمر لدھا	72 سال
-17	6 جولائی 2020ء	محمد یوسف حاجی عبدالرحمٰن جالناوالا	89 سال
-18	6 جولائی 2020ء	مریم ابوبکر اڈوانی	50 سال
-19	7 جولائی 2020ء	یاسمین اسماعیل بھوری زوجہ یعقوب عبدالستار سرمہ والا	63 سال
-20	7 جولائی 2020ء	محمد اقبال حاجی موسیٰ پاریکھ	70 سال
-21	8 جولائی 2020ء	امان اللہ حاجی رحمت اللہ لوائی	72 سال
-22	10 جولائی 2020ء	زیب النساء موسیٰ کھاناٹی زوجہ محمد حسین مون	78 سال
-23	10 جولائی 2020ء	عبدالرزاق عبدالغنی ایدھی	76 سال
-24	10 جولائی 2020ء	امینہ اسماعیل بدی زوجہ عبدالغفار مینڈھا	78 سال
-25	11 جولائی 2020ء	زہرہ رحمت اللہ ایدھی زوجہ عبدالغفار پنکھیڑا	77 سال
-26	11 جولائی 2020ء	محمد صدیق ابا عمر جمال	76 سال
-27	11 جولائی 2020ء	ہارون سلیمان دوجکی	75 سال
-28	11 جولائی 2020ء	نفیسہ عبدالستار دادا ایدھی زوجہ غلام محمد حاجی عبدالستار گنچا	57 سال
-29	15 جولائی 2020ء	الیاس نور محمد جانگڑا	75 سال
-30	15 جولائی 2020ء	فیروزہ ابا طیب کسباتی زوجہ محمد یونس کسباتی	65 سال
-31	17 جولائی 2020ء	نسیمہ حاجی اسحاق مون زوجہ محمد قاسم جانگڑا	72 سال
-32	19 جولائی 2020ء	فریدہ بانو رحمت اللہ میسیا زوجہ عبدالغفار گاندھی	68 سال
-33	22 جولائی 2020ء	فریدہ بانو عبدالستار کیسودیا	70 سال
-34	23 جولائی 2020ء	محمد حنیف رحمت اللہ دھارواڑوالا	60 سال
-35	24 جولائی 2020ء	جمیلہ بانو حسین جمال زوجہ یوسف کھاناٹی	66 سال
-36	24 جولائی 2020ء	خیر النساء ابا عمر کرنول والا زوجہ ابا عمر کسباتی	72 سال
-37	25 جولائی 2020ء	ارسلان آصف گھانی والا	24 سال

نمبر شمار	تاریخ وفات	نام بمعہ ولدیت / زوجیت	عمر
-38	27 جولائی 2020ء	فریدہ محمد صدیق بالاگام والا زوجہ محمد شیخا	73 سال
-39	28 جولائی 2020ء	ڈاکٹر شبیر عبدالرزاق کوچین والا	50 سال
-40	28 جولائی 2020ء	ہارون اسحاق جانگڑا	85 سال
-41	28 جولائی 2020ء	امان اللہ یوسف تولہ	73 سال
-42	30 جولائی 2020ء	سلیم داؤد پوپٹ پوترا	50 سال
-43	31 جولائی 2020ء	محمد یوسف محمد قاسم لوبھیا	76 سال
-44	31 جولائی 2020ء	زبیدہ رحمت اللہ کاپڑیا زوجہ عبدالستار جانگڑا	90 سال

بقیہ انتقال پر ملال (انگریزی)

S.No.	Date	Name	Age
41	28-07-2020	Amanullah Yousuf Tola	73 years
42	30-07-2020	Salim Dawood Popatpotra	50 years
43	31-07-2020	Muhammad Yousuf Muhammad Kasim Lobhia	76 years
44	31-07-2020	Zubeida Rehmatullah Kapadia w/o. Abdul Sattar Jangda	90 years

پاکستان ہماری پہچان تم سے.....

پاکستان کی خدمت ہر اہل وطن کی اولین ذمہ داری ہے۔ اس وطن کی سرزمین نے ہمیں بہت کچھ دیا ہے اب باری ہماری ہے، اپنا فرض نبھانا ہے، پاکستان کو عظیم تر بنانا ہے۔ آیئے ہم آپس کے اختلافات بھلا کر ایک ہو جائیں، اس وطن کو امن کا گہوارہ بنائیں۔

جشن آزادی کے موقع پر پاکستان کو کامیابی کی شاہراہ پر گامزن رکھنے کے اپنے عزم کی ایک بار پھر تجدید عہد کریں اور ملک کی سلامتی، استحکام اور ترقی کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کامیاب و کامران فرمائے (آمین)۔

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کے منصوبوں اور سرگرمیوں کے متعلق آپ کی واقفیت ضروری ہے

S.No.	Date	Name	Age
16	05-07-2020	Haji Younus Haji Aba Umer Ladha	72 years
17	06-07-2020	Muhammad Yousuf Haji Abdul Rehman Jalnawala	89 years
18	06-07-2020	Marium AbuBaker Advani	50 years
19	07-07-2020	Yasmin Ismail Bhuri w/o. Yakoob Abdul Sattar Surmawala	63 years
20	07-07-2020	Muhammad Iqbal Haji Moosa Parekh	70 years
21	08-07-2020	Amanullah Haji Rehmatullah Lawai	72 years
22	10-07-2020	Zebun-nisa Moosa Khanani w/o. Muhammad Hussain Moon	78 years
23	10-07-2020	Abdul Razzak Abdul Ghani Adhi	76 years
24	10-07-2020	Amina Ismail Badi w/o. Abdul Ghaffar Mendha	78 years
25	11-07-2020	Zohra Rehmatullah Adhi w/o. Abdul Ghaffar Pankhida	77 years
26	11-07-2020	Muhammad Siddiq Aba Umer Jamal	76 years
27	11-07-2020	Haroon Suleman Dojki	75 years
28	11-07-2020	Nafisa Abdul Sattar Adhi w/o. Ghulam Muhammmad Haji Abdul Sattar Ghancha	57 years
29	15-07-2020	Ilyas Noor Muhammad Jangda	75 years
30	15-07-2020	Feroza Aba Tayyab Kasbati w/o. Muhammad Younus Kasbati	65 years
31	17-07-2020	Nasima Haji Ishaq Moon w/o. Muhammad Qasim Jangda	72 years
32	19-07-2020	Farida Bano Rehmatullah Mesia w/o. Abdul Ghaffar Ghandhi	68 years
33	22-07-2020	Farida Bano Abdul Sattar Kesodia	70 years
34	23-07-2020	Muhammad Hanif Rehmatullah Dharwadwala	60 years
35	24-07-2020	Jamila Bano Hussain Jamal w/o. Yousuf Khanani	66 years
36	24-07-2020	Khairun-nisa Aba Umer Karnolwala w/o. Aba Umer Kasbati	72 years
37	25-07-2020	Arsalan Asif Ghaniwala	24 years
38	27-07-2020	Farida Muhammad Siddiq Balagamwala w/o. Muhammad Sheikha	73 years
39	28-07-2020	Dr. Shabbir Abdul Razzak Cochinwala	50 years
40	28-07-2020	Haroon Ishaq Jangda	85 years

BANTVA ANJUMAN HIMAYAT-E-ISLAM
DEATH LIST

إِنَّا لِلَّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

ہم یقیناً اللہ ہی کے ہیں۔ اور ہم یقیناً اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

1st July to 31st July 2020
Bantva Anjuman Himayat-e-Islam
Contact No. 32202973 - 32201482

S.No.	Date	Name	Age
1	02-07-2020	Hanif Muhammad Hussain Jamal	60 years
2	02-07-2020	Abdul Razzak Wali Muhammad Dojki	74 years
3	02-07-2020	Zubeida Kasam Adhi w/o. Haji AbuBaker Rawda	65 years
4	02-07-2020	Abdul Qadir Rehmatullah Mandotrawala	58 years
5	03-07-2020	Feroza Abdullah Mandotrawala w/o. Aba Qasim Saranpipriwala	62 years
6	03-07-2020	(Mithi) Zohra Haji Ahmed Kalawadwala w/o. AbuBaker Khanani	90 years
7	03-07-2020	Anila Rehmatullah Avedia w/o. Arif Tayyab Gadakwala	46 years
8	03-07-2020	Zubaida Usman Qasim Akhawala w/o. Essa Muhammad Kasbati	82 years
9	03-07-2020	Haroon Suleman Shakoor Lyri	60 years
10	04-07-2020	Zainab Muhammad Yousuf Aba Mandvia	45 years
11	04-07-2020	Bilquis Bano Adam Vakriwala w/o. Abdul Aziz Jangda	75 years
12	04-07-2020	Zarina Bai Ismail Popatpotra w/o. Aba Hussain Varind	80 years
13	04-07-2020	Ghulam Ahmed Haji Aba Ali Karnolwala	70 years
14	05-07-2020	Muhammad Salim Jan Muhammad Bhuri	65 years
15	05-07-2020	Habib Muhammad Jangda	84 years

S.NO	NAMES	DATE
23	☆......Bilal Muhammad Rafiq Usman Moon with Saba Muhammad Yaseen Abdul Latif Khanani	24-07-2020
24	☆......Muhammad Kamran Abdul Ghaffar Suleman Jangda with Anum Abdul Razzak Dawood	24-07-2020
25	☆......Suleman Muhammad Siddiq Muhammad Suleman Mitiwala with Emaan Muhammad Anwar Muhammad Siddiq Matla	24-07-2020

بانٹوا میمن برادری کے بچوں کا رشتہ دیگر برادری میں طے ہوا

JULY 2020

S.NO	NAMES	DATE
1	☆......Usama Muhammad Hussain Abdul Qadir Mandhai with Shahana Muhammad Toufiq Muhammad Ismail Dojki	11-07-2020
2	☆......Muhammad Khurram Muhammad Ashraf Haji Hashim Noor with Hajra Abdul Aziz Muhammad Advani	13-07-2020
3	☆......Muhammad Saleem Abdul Sattar Ali Muhammad Dhani with Javeria Muhammad Yaqoob Haji Adam Dungargadhwala	21-07-2020
4	☆......Muhammad Mehtab Muhammad Ashraf Hassan Shoraster with Rumila Muhammad Imran Abdul Aziz Mandvia	22-07-2020

S.NO	NAMES	DATE
10	☆......Bilal Jawed Abdul Aziz Khanani with Rimsha Arif Raees	10-07-2020
11	☆......Zohaib Abdul Khaliq Muhammad Siddiq Kalia with Tania Sehar Abdul Rasheed Muhammad Ismail Lakhani	10-07-2020
12	☆......Muhammad Shariq Muhammad Pervez Abdul Sattar Beera with Rabia Muhammad Anwer Ghulam Muhammad Sootherwala	16-07-2020
13	☆......Abdul Aziz Muhammad Ali Abdul Aziz Kudiya with S. Asifa S. Shamim S. Sami Hyder	16-07-2020
14	☆......Muhammad Yaseen Abdul Shakoor Abdul Ghani Tabani with Maham Riaz Haji Ibrahim Patel	17-07-2020
15	☆......Muhammad Bilal Muhammad Yousuf Abdul Latif Madraswala with Anum Abdul Razzak Abdul Aziz Marawardi	17-07-2020
16	☆......Abdul Hafeez Muhammad Iqbal Suleman Chatni with Syeda Shahid Abdul Ghaffar Vanthali	17-07-2020
17	☆......Muhammad Yousuf Abdul Qadir Gul Muhammad Jangda with Hina Muhammad Yousuf Haji Ahmed Bhuri	17-07-2020
18	☆......Murtaza Muhammad Jawed Moosa Adam Kasbati with Alba Muhammad Yousuf Wali Muhammad Dhamia	18-07-2020
19	☆......Muhammad Azeem Muhammad Siddiq Muhammad Usman Bhangda with Shifa Muhammad Hani Abdul Aziz Adhi	18-07-2020
20	☆......Mubashir Mubin Abdul Razzak Dojki with Anosha Ajaz Razzak Dalal	19-07-2020
21	☆......Muhammad Ahmed M. Asif M. Siddiq Hadman with Ayesha Habib M. Rafiq Vakil	24-07-2020
22	☆......Muhammad Khurram Muhammad Munir Aba Ali Badi with Ambreen Abdul Qadir Usman Umar Phoolwala	24-07-2020

Wedding

JULY 2020

S.NO	NAMES	DATE
1	☆......Muhammad Bilal Muhammad Saleem Aba Umer Bhatda with Sumaiya Abdul Qadir Muhammad Ismail Sunka	02-07-2020
2	☆......Muhammad Bilal Abdul Rauf Haji Muhammad Kothari with Safa Hussain Adam Moti	03-07-2020
3	☆......Hamza Muhammad Shahzad Jan Muhammad Moosani with Aisha Abdul Ahad Muhammad Bilwani	03-07-2020
4	☆......Muhammad Junaid Abdul Karim Muhammad Umer Tabani with Aisha Bibi Abdul Wahab Abdul Razzak Halari	03-07-2020
5	☆......Muhammad Musab Jawed Ismail Mandvia with Hira Shehzad Habib Billo	03-07-2020
6	☆......Arsalan Abdul Rauf Abdul Ghaffar Chatni with Javeria Afrin Nadir Ali Muhammad Hussain Bocha	04-07-2020
7	☆......Qazafi Muhammad Zikar Muhammad Usman Bhuri with Aisha Bano Muhammad Idrees Haji Qasim Silat	10-07-2020
8	☆......Umair Muhammad Hanif Moosa Pothiawala with Aisha Muhammad Saleem Altaf Mayariwala	10-07-2020
9	☆......Mudasir Muhammad Fareed Muhammad Ismail Kashati with Tooba Rooman Saeed Ahmed Malik	10-07-2020

S.NO	NAMES	DATE
36	☆......Muhammad Farooq Muhammad Ashraf Abdul Sattar Bhuri with Aisha Muhammad Hussain Aba Umer Roghdawala	28-07-2020
37	☆......Muhammad Mehmood Muhammad Yasin Haji. Rehmatullah Bikiya with Nimrah Muhammad Taufiq AbuBaker Ladha	30-07-2020
38	☆......Saad Muhammad Saleem Habib Ghazipura with Nimra Rizwan Ahmed Jaffar Kutiyana	30-07-2020

آپ کے تعاون کے بغیر سماج میں غلط رسم ورواج کے
خاتمے کے لیے جماعت کی کوششیں
کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوسکتیں

Printed at: **Muhammed Ali --- City Press**
OB-7A, Mehersons Street, Mehersons Estate,
Talpur Road, Karachi-74000. PH : 32438437
Honorary Editor: **Anwar Haji Kassam Muhammad Kapadia**
Published by: **Abdul Jabbar Ali Muhammad Biddu**
At **Bantva Memon Jamat (Regd.)**
Near Raja Mansion, Beside Hoor Bai Hajiani School, Yaqoob Khan Road, Karachi.
Phone: 32728397 - 32768214 - 32768327
Website : www.bmjr.net Email:donate@bmjr.net

بانٹوا میمن جماعت
قیام: 2 جون 1950

S.NO	NAMES	DATE
23	☆......Hamza Ashfaq Kassim Jangda with Aiman Abdul Ghani Haji Rehmatullah Khanani	20-07-2020
24	☆......Ahmed Raza Muhammad Farooq Rehmatullah Mandvia with Tayyaba Adil Rehmatullah Darvia	22-07-2020
25	☆......Muhammad Sameet Shoaib Ismail Mangrolwala with Muskan Fatima Gul Muhammad Suleman Madraswala	22-07-2020
26	☆......Muhammad Faizan Muhammad Altaf Hussain Jan Muhammad Polani with Ansharah Amanullah Rehmatullah Khanani	23-07-2020
27	☆......Faiz Ahmed Farooq Yousuf Moosani with Arwah Muhammad Jawed Abdul Ghaffar Polani	23-07-2020
28	☆......Talha Muhammad Yaseen Abdul Aziz Dai with Aiman Muhammad Ayub Abdul Aziz Rawda	24-07-2020
29	☆......Muhammad Salman Muhammad Sajid Abdul Ghaffar Katiya with Niha Wahid Abdul Sattar Malia	25-07-2020
30	☆......Muhammad Arsalan Muhammad Siddiq Abdullah Dhamia with Mariam Tufail Abdul Ghaffar Rajwani	25-07-2020
31	☆......Waleed Abu Talib Abdul Aziz Moon with Ramsha Abdul Rauf Muhammad Bashir Dyala	25-07-2020
32	☆......Salman Muhammad Rafiq Rehmatullah Marsia with Aqsa Muhammad Amin Abdul Sattar Bhaji	25-07-2020
33	☆......Huzaifa Muhammad Anis Haji Ilyas Moon with Maria Muhammad Ilyas Haji Rehmatullah Bharamchari	27-07-2020
34	☆......Ahmed Anees Muhammad Anees Jan Muhammad Gung with Ramila Sohail Haji Usman Panwala	28-07-2020
35	☆......Muzammil Iqbal Rehmatullah Moosani with Maham Muhammad Furqan Muhammad Anwer Lawai	28-07-2020

S.NO	NAMES	DATE
11	☆......Umair Jawed Iqbal Kodvavi with Aiman Naeem Abdul Sattar Kapadia	07-07-2020
12	☆......Muhammad Faraz Muhammad Hanif Abdul Ghaffar Roghdawala with Umara Muhammad Jawed Muhammad Qasim Adhi	08-07-2020
13	☆......Abdul Haseeb Altaf Ahmed Muhammad Umer Moosani with Areeba Amir Haji Abdul Aziz Dada	10-07-2020
14	☆......Usman Hanif Ismail Kodvavi with Ramsha Muhammad Rehan Ashraf Chotani	10-07-2020
15	☆......Yousuf Muhammad Altaf Muhammad Haroon Bhoot with Maria Muhammad Yaqoob Muhammad Ilyas Khadili	10-07-2020
16	☆......Muhammad Lareeb Muhammad Farooq Muhammad Iqbal Bijoda with Haleema Muhammad Yaqoob Muhammad Ibrahim Motiwala	11-07-2020
17	☆......Sameer Abdul Shakoor Abdul Latif Moosani with Hanifa Abdul Aziz Muhammad Advani	13-07-2020
18	☆......Dr. Abdul Ahad Sohail Haroon Dawood Khablawala with Dr. Narmeen Muhammad Asif Abdul Habib Fansia	15-07-2020
19	☆......Sadiq Ali Abdul Qadir Haji Hussain Nara with Quba Muhammad Yaqoob Muhammad Ismail Khanani	15-07-2020
20	☆......Umair Abdullah Abdul Ghaffar Popatpotra with Sawera Fatima Muhammad Sarfaraz Muhammad Ismail Mota	16-07-2020
21	☆......Abdul Hanan Muhammad Ilyas Muhammad Yousuf Tanna with Mariam Bano Jawed Muhammad Yahya Vasawad	18-07-2020
22	☆......Muhammad Hamza Muhammad Ashraf Muhammad Bilwani with Hafsa Imran Haji Abdullah Madinawala	18-07-2020

Engagement

JULY 2020

S.NO	NAMES	DATE
1	☆......Abdullah Muhammad Jawed Saleem Maiya with Aqsa Abdul Aziz Muhammad Moosa Bilwani	02-07-2020
2	☆......Haris Raza Yousuf Haji Ismail Nini with Rubab Muhammad Saleem Muhammad Hussain Khanani	02-07-2020
3	☆......Abdul Hafeez Muhammad Iqbal Suleman Chatni with Syeda Shahid Abdul Ghaffar Vanthali	03-07-2020
4	☆......Suleman Muhammad Idrees Abdul Sattar Moti with Ansia Fatima Muhammad Naveed Abdul Razzak Mendha	03-07-2020
5	☆......Ali Ahmed Muhammad Junaid Jan Muhammad Ozri with Khunsa Muhammad Shoukat Muhammad Siddiq Madhupurwala	03-07-2020
6	☆......Farhan Abdul Razzak Abdul Sattar Tola with Sonia Abdul Sattar Abdul Rehman Ahndan	04-07-2020
7	☆......Abdul Haseeb Abdul Jabbar Ali Muhammad Bhuri with Mariam Abdul Wahab Abdullah Galla	06-07-2020
8	☆......Abdul Moiz Abdul Jabbar Haji Ali Muhammad Bhuri with Adeena Muhammad Hussain Haji Abdul Aziz Dada	06-07-2020
9	☆......Usama Nauman Abdullah Galla with Mariam Muhammad Munir AbuBaker Khana	06-07-2020
10	☆......Muhammad Hammad Muhammad Rafique Abdul Sattar Adhi with Dua Muhammad Ashraf Abdul Habib Rawda	07-07-2020

આઝાદી અંગેની યાદગારો

ઉમર સોબાનીએ આપેલો કોરો ચેક

દક્ષિણ આફ્રિકા પછી ગાંધીજીએ જયારે હિંદુસ્તાનને પોતાની કર્મભુમિ બનાવી ત્યારે શરૂઆતના વરસોમાં તેમને તન, મન અને ધનથી સક્રિય મદદ આપનારોમાં જ. ઉમર સોબાની મોખરે હતા. ગાંધીજીએ સ્વરાજય ફંડ ભેગું કરવાની ઝુંબેશ ઉપાડી ત્યારે ઉમર સોબાનીને એ ફંડના મંત્રીબનાવવામાં આવ્યા. તેમણે બહુ જ ટુંકા સમયમાં એ ફંડ માટે એક કરોડ રૂપિયાની રકમ ભેગી કરી આપી, જેમાંથી ૨૭ લાખ રૂપિયા એકલા મુંબઈના હતા. ઉમર સોબાનીએ આ ફંડમાં તેમના પોતાના ફાળા માટે એક કોરા ચેક પર પોતાની માત્ર સહી કરી ગાંધીજીને આપ્યો, અને તેમાં તેમની મરજી મુજબની રકમ ભરી લેવા જણાવ્યું. ગાંધીજીએ પોતાના હાથે એક લાખ રૂપિયાની રકમ ભરી. આ જોઈને ઉમર સોબાનીએ સ્મિત કર્યું અને કહ્યું, "હું બહુ સસ્તામાં છુટયો!" પણ ગાંધીજીએ જવાબ આપ્યો, "આટલી રકમ પુરતી છે."

૧૯૨૦ પછી ગાંધીજીએ ચરખા વડે રૂ કાંતવાની ઝુંબેશ ઉપાડી ત્યારે તેમની સામે સૌથી મોટો પ્રશ્ન, જેમાંથી રૂ કાંતવામાં આવે છે એ પુણીઓ ક્યાંથી મેળવવી એને લગતો હતો. તેમણે ઉમર સોબાનીને વાત કરતાં તેમણે પોતાની મિલમાંથી પુણીના ભુંગળા પુરા પાડવાનું માથે લીધું, અને સુતર એટલા વેગથી તૈયાર થવા લાગ્યું કે ગાંધીજી થાકી ગયા.

ઉમર સોબાનીએ એ પછી ખિલાફત ઝુંબેશ માટે પણ એક લાખ રૂપિયાનો ફાળો આપ્યો હતો.

મિયાં મુહમ્મદ છોટાણીની એક લાખ ચરખાની ઓફર

ગાંધીજી એ સમયે એક બીજા મેમણ આગેવાન શેઠ મિંયા મોહમ્મદ જાનમોહમ્મદ છોટાણીના પરિચયમાં પણ આવ્યા હતા. તેમણે ગાંધીજીને ચરખા ઝુંબેશને લોકપ્રિય બનાવવા છ લાખ રૂપિયાની જંગી રકમની ઓફર કરી હતી.

શેઠ છોટાણીએ ૧૯૨૧માં ગાંધીજી પર આ મુજબ પત્ર લખ્યો હતોઃ

"હું મારી મેમણ કોમમાં ખાદી અને ચરખા દાખલ કરવા શકિતમાન થયો છું. હું અંગોરા (ખિલાફત) ફંડ અને ચરખાની પ્રવૃત્તિઓમાં ઘણો જ રોકાયેલો છું. સ્વરાજ ફંડ માટે હું પાંચ હજાર ચરખા આપું છું, જેનો ઉપયોગ મુસલમાનોમાં ચરખા દાખલ કરવા અને હાલાઈ મેમણ અંજુમનની ભલામણો પ્રમાણે તેની વહેંચણી થાય, એમ હું ઈચ્છું છું. હું સસ્તી કીમતના બીજા એક લાખ ચરખા તેમને આપવા ચાહું છું.

થવાની વાટ જોતા હતા. ઘણા લાંબા સમયનો આ ક્રમ હતો એટલે ચહેરાથી તો પરીચિત હતા. ન કદી એ સાહેબને સલામ કરી હતી કે ન એમણે કદી વાતચીત કરી હતી. અમારી આ મૂંગી મુલાકાત રોજનો ક્રમ હતો, સિવાય કે રજાના દિવસે.

ખરેખર આજ ઠંડીએ પોતાનું ખરૂં સ્વરૂપ દેખાડયું હતું. માણસો પોતાના દેહને કાતીલ ઠંડીથી બચાવવા માટે જે મળ્યું એ શરીર પર લપેટી રાખેલ હતું. એ ગરમ વસ્તુઓના પહેરવાથી પોતે કેવા કાર્ટુન જેવા લાગે છે એની પરવા કર્યા વગર પોતાની જાતને એ ગરમ કપડાની હુંફમાં છૂપાવી રાખી હતી. મેં પણ માથું અને કાન ઠંડીથી બચાવવા માટે બાઘળા છાપ ટોપી પહેરી રાખી હતી જેને પહેરતા મારો આકાર પણ ખાસો વાંદરા જેવો થઈ જતો હતો.

ફાટક ખુલ્યું એટલે અમે પણ પોતપોતાના વાહનો શાળા તરફ દોડાવી મૂકયા. શાળાએ પહોંચ્યા તો એસેમ્બલીની તેયારી થઈ રહી હતી. અમારા બાળકો પણ એમાં શામેલ થઈ ગયા. આમ તો હું બાળકને શાળા પર પહોંચાડી તરત મારા ઘર તરફ પાછો ફરતો હતો અને બીજા વાલીઓ પણ એમજ કરતાં હશે, પણ આજ મને મારા બાળ કની મીસથી થોડું કામ હોવાથી હું પણ શાળામાં ગયો અને મારા બાળકની મીસ એસેમ્બલીથી ફારિગ થઈ તો તેનાથી મુલાકાત કરી કામ પતાવી શાળાની બહાર આવ્યો અને મારી વેસ્પાને સ્ટાર્ટ કરી ઘર તરફ જવાની તેયારી કરી.

જે રસ્તાથી આવ્યો હતો એજ રસ્તાથી ઘર જવાનો મારો નિયમ હતો. શાળાથી હજી થોડાક કદમ આગળ વધ્યો હોઈશ કે મારી નજર એજ નવ વરસની માસૂમ બાળકી પર પડી જે પોતાનો બસ્તો વગેરે શાળામાં (કલાસ રૂમમાં) મૂકી ખાલી હાથ લગભગ દોડતી હાલતમાં ઘર તરફ જતી દેખાણી. આવી કાતિલ ઠંડીમાં માસૂમ બાળકી ન જાણે શા કારણે ઘર તરફ જઈ રહી હતી. શું એ કોઈ વસ્તુ ભૂલી ગઈ હશે ? આજ ૨૧મી ડિસેમ્બર છે એટલે ફીસનો તો કોઈ સવાલ જ નથી. નકકી એ કોઈ વસ્તુ કંપાસ બોક્ષ યા કોઈ કાપી (કિતાબ) વગેરે ઘર ભૂલી આવી હશે એટલે એ દોડતી દોડતી ઘર જવા માંગતી હશે.

કાતિલ ઠંડીમાં આમ વ્યાકૂળ દશામાં દોડતી આ બાળકીને જોઈ મને દિલમાં થયું લાવને હું મારી વેસ્પા પર એના ઘર લઈ જાઉં અને ત્યાંથી ફરી શાળામાં લઈ આવું. આ વિચારને અમલમાં મૂકવા માટે મેં મારી વેસ્પા તેની નજીક લીધી અને તેને નરમાશથી મેં પૂછયું, "બેટા ! ઘર જવું છે તો ચાલ મારી વેસ્પા પર બેસી જા હું તને તારા ઘરે પહોંચાડી દઉં."

મારી વાત સાંભળીને તે દોડતી રોકાઈ ગઈ. પણ મારી વેસ્પા પર ન બેઠી બલ્કે ગભરાટમય દશામાં ડરી જઈને કહેવા લાગી "ના, ના, હું ઘર પહોંચી જઈશ."

મેં મીઠાશથી કહ્યું, "કેમ બેટા, હું પણ મારા પુત્રને રોજ આપની શાળામાં મૂકવા નથી આવતો ?"

માસુમ બાળકીએ એજ ગભરાટમાં જવાબ આપ્યો, "ના, ના, મમ્મી પપ્પાએ સખ્તીથી મના કરી રાખી છે."

બાળકીની દશા જોઈ મારા અંતરઆત્માએ પોકાર કરી મને કહ્યું: "પાગલ ! રોજ બાળકોના અપહરણ થતા આ દોરમાં કઈ બાળકી તારો વિશ્વાસ કરશે ? આ નફસાનફસીના દોરમાં પુણ્ય કરવું કંઈ આસાન છે ?"

પુણ્ય કયાં !

લેખકઃ 'રાહત' બાંટવાવી (મર્હુમ)

Late Rahat Bantvavi

કરાચી ઉપર શિયાળાએ પોતાની મજબૂત પકડ જમાવી લીધી છે. આમ પણ ડિસેમ્બર માસમાં શરદી પોતાના જોબન પર પહોંચી જાય છે. આજ ૨૦મી ડિસેમ્બરના શરદીએ પોતાનું પૂરૂં જોર કરાચી પર લગાવી દીધું હતું. મોસમની સૌથી વધુ ઠંડી આજ દિવસોમાં પડે છે પણ આજે તો ઠંડીએ પાછા ફરીને જોવાનું નથી રાખ્યું.

શાળામાં ભણેલ એ વાત મને યાદ આવી ગઈ કે ૨૦મી અને ૨૧મી ડિસેમ્બર વચ્ચેની રાત વરસની લાંબામાં લાંબી રાત હોય છે. એવી જ રીતે ૨૦મી ડિસેમ્બર વરસનો ટુંકામાં ટૂંકો દિવસ હોય છે. જે દિવસ ટૂંકો હોય એની રાત લાંબામાં લાંબી હોય છે. એજ રીતે ૨૦મી જુન અને ૨૧મી જુન વચ્ચેની રાત વરસની ટૂંકામાં ટૂંકી રાત હોય છે એટલે ૨૧મી જુનનો દિવસ લાંબામાં લાંબો દિવસ હોય છે એટલે જે રાત ટૂંકી હોય એના બાદનો દિવસ લાંબામાં લાંબો દિવસ હોય છે.

આજે ૨૦મી ડિસેમ્બર છે અને વરસનો ટૂંકામાં ટૂંકો દિવસ અને આવનારી રાત લાંબામાં લાંબી રાત છે અને શરદી કહે આ લાંબી રાતમાં મારા સિવાય કોઈનું કામ નહી. મારા આ જ્ઞાને મને સમી સાંજથી જ ભયભીત કરી દીધો હતો. શું જ્ઞાન કદી કદી આમ પણ ભયભીત કરી દેતું હશે ? મને જો એ ખબર ન હોત કે આવનારી રાત વરસની લાંબામાં લાંબી રાત છે તો કદાચ હું સમી સાંજથી જ આટલો વ્યાકૂળ ન બની જાત.

ગમે એમ રાતના નિત્ય ક્રમ પતાવી લાંબી રાતના ખોફ અને સવારે પુત્રને શાળાએ મૂકવા જવાની ચિંતા સાથે હું પથારીમાં પડયો પડયો જેટલી પણ કુરઆન શરીફની સુરતો યાદ હતી એ પઢતો પઢતો ન જાણે કયારે ઊંઘી ગયો એ જ ખબર ન પડી. સવારે પત્નિએ જગાડયો ત્યારે આંખ ખુલ્લી જોયું તો પુત્ર શાળાએ જવા માટે લગભગ તૈયાર થઈ ગયો હતો. ઠંડી તો એજ પોતાની પૂર બહારમાં હતી છતાં ફરજ સામે ગરમ બિસ્તર મૂકયા વગર આરો ન હતો. હું બિસ્તર ત્યાગી જલ્દી જલ્દી મોં હાથ ધોઈ તૈયાર થઈ ગયો.

ગરીબાબાદના રેલ્વે ફાટક પર પહોંચ્યો તો નિયમ મુજબ એ બંધ હતું. હવે ગાડી પસાર થવાની વાટ જોવી રહી. રોજ અમે પોણા આઠવાળી ગાડી પસાર થયા બાદ ફાટક પસાર કરતા હતા. અહી મારા જેવા બીજા કેટલાય પિતાઓ પોતાની ઔલાદને શાળાએ મૂકવા જવાની જવાબદારી અદા કરતા દેખાતા હતા. કોઈ મોટર કારમાં કોઈ વેસ્પા પર, કોઈ મોટર સાયકલ પર અને કેટલાક પગપાળા પણ.

આજ પણ એની વેસ્પા પર પોતાની નવ વરસની માસૂમ બાળકીને મૂકવા આવતા પિતાની બાજુમાં મેં મારી વેસ્પા ઊભી રાખી. આ સાહેબની દીકરી પણ મારા પુત્રવાળી શાળામાં જ ભણતી હતી અને લગભગ રોજ અમારી અહીં મુલાકાત થતી હતી. આને મુલાકાત કહેવાય કે નહીં ? અમે સાહેબ-સલામ પણ કરતા ન હતા. એ પોતાની ફરજ બજાવતો હતો અને હું મારી. અમે બંને જણ પોતાના બાળકોને એકજ શાળાએ મૂકવા જતા હતા, અને રોજ રેલ્વે ફાટક પર ટ્રેનના પસાર

અસાંજો પ્યારો પાકિસ્તાન

મકબૂલ કચ્છી (મર્હૂમ)

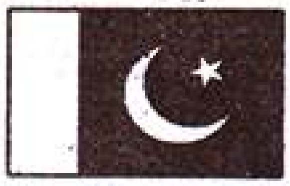

જમ્હુરી ઈસ્લામી હકૂમત
ખુદા તરફસે જુળેલ ન્યામત
નીલે ઝન્ડે ચન્દરતારો
મુલ્કી આય નિશાન

અસાંજો પ્યારો પાકિસ્તાન

પૂરમ પચ્છમ વડા બ નાંકા
ઈનમેં માજી એન ઈલાકા
બંગાલ, પંજાબ ને સરહદ
સિંધ બલુચિસ્તાન

અસાંજો પ્યારો પાકિસ્તાન

ડેંસે ને પરડેસેં નામી,
ઈનજી કો સચ નાએં નિકામી
આજધીજો આય હીંધોરો
સો એં જિતે સમાન

અસાંજો પ્યારો પાકિસ્તાન

મુસ્લિમ, હિંદુ, બૌદ્ધ, ખ્રિસ્તી
પારસી, હરિજન નેં બઈ વસ્તી
એન મિળે બાલુડા ઈનજા
મોભતમેં મસ્તાન......

અસાંજો પ્યારો પાકિસ્તાન

આંસુ, ઈઝઝત, લોઈ, પસીનું
વિજી ભનાયોં પાઈયો પીનું
કચારીં ઈનતા અનાંએ કેભો
તન, મન, ધન કુરભાન.......

અસાંજો પ્યારો પાકિસ્તાન

આઝાદી

દિલકશ ગોંડલ્વી (મર્હૂમ)

આઝાદી તારી હાલત પૂછું છું આજ તુજને
કેવા હસી ખુશીમાં વરસો ગયા છે તારા
રાખે છે કેમ તુજને, આ તારા ચાહનારા
હાલતનું તારી વર્ણન મુજને જરા કહી દે

* * *

હાલતની વાત મારી સાંભળ હવે ગુલામી
અશ્રુઓ સારી સારી વરસો ગયા છે મારા
એવા છે ચાહકો કે લાગે છે શત્રુ સારા
મારાજ ચાહકોએ લૂંટી છે લાજ મારી

* * *

રૂશ્વતના નામે આજ સહુ મુજને ઓળખે છે
માટી પલીત કેવી તેઓ કરે છે મારી
મુજથી ગુલામી તારી હાલત ઘણી છે સારી
માગુ છું ભીખ ત્યારે ખાવા મને મળે છે !

* * *

મારી છે આવી હાલત જીવન થયું છે ખારૂં
આ જિંદગીથી બહેતર આવે છે મોત મારૂં

* * *

દિલના આંગણાની દરેક સીમા સ્વચ્છ રાખો કે જગતની જે પણ વ્યક્તિનો તમારી જોડે ભેટો થાય બસ તે તમારા હૃદયના આશ્રમમાં સ્થાન મેળવવાના પ્રયાસો કરતી રહે. જગત જીવનની કસોટી તેનો આરંભ અને કસોટીનો અંત તેના મૃત્યુ બાદની તેના સદાકાળ ઝિંદગીમાં ગુણાકાર બાદબાકી આરંભથી અંત પર નિર્ભર બની પોતાના સ્થાનની સ્થાપના કરશે.

જરૂરી કામોમાં વિતાવેલ અને હુસેન કાસમ શેઠ તરફથી તેમના માનમાં અપાયેલી ટી-પાર્ટીમાં પણ હાજરી આપેલ.

તે દિવસે પણ એક ઐતિહાસિક કહી શકાય એવો બનાવ બાંટવા ખાતે નોંધાયો, જ્યારે ફંડફાળા નોંધાવવા માટે એક એક કરીને નામો આવતા ગયા ત્યારે જાણવા મળ્યું કે બાંટવાના એક મોટા સોદાગર શેઠ મુહમ્મદ હાજી ગની બાલાગામવાલા (જેઓ આંખે માઝુર હતા) તાવના કારણે આવી નથી શકયા ત્યારે આદમ શેઠે મેમણીમાં એવું સુચન કરેલ કેઃ

"તાં હલો, ઝીણા સાબ, પાં જે ઈન્જે ઘરે વિનું. કાઈદે આઝમ આ સાંભળી ઘડીભર મૌન રહ્યા. બીજુ કોઈપણ કંઈ ન બોલ્યું. કાઈદે આઝમના મ્હોં પર ગંભીરતા આવી ગઈ, અને તેમણે કહ્યું, "જિંદગીમાં અત્યાર સુધી હું કોઈને ત્યાં વણનોતર્યો નથી ગયો. હવે જ્યારે મુસ્લિમલીગ માટે ફકીરી જ સ્વીકારી છે, તો ગમે તેને ત્યાં જઈશ, વણનોતર્યો જઈશ ચાલો !" (માંડવીયાના 'અલ કાઈદ' પુસ્તકમાંથી)

કાઈદે આઝમ ઊભા થયા અને તેમની સાથે મોટરોનો કાફલો શેઠ મુહમ્મદ હાજી ગનીના આંગણે જઈ ઊભો રહ્યો. કાઈદે આઝમની પૂરી રાજદ્વારી કારકિર્દીમાં આવી રીતે વણનોતર્યા જવાનો કદાચ આ એકમાત્ર પ્રસંગ હતો.

બાંટવામાં જિન્નાહ સાહેબ ત્રણ દિવસ રોકાણા, તેમને હુસેન કાસમ દાદાના માણાવદર રોડ પર આવેલા બગીચાના બંગલામાં ઉતારો આપવામાં આવેલ. બાંટવામાં તેમનો ઠેરઠેર ઉમળકાભેર સત્કાર થતાં પૂરૂં બાંટવા ત્રણ દિવસ સુધી કોમી જશનની લપેટમાં રહ્યું. પ્રેસફંડ પેટે લગભગ રૂપિયા ૩૫,૦૦૦/- મળ્યા, જે કાઠિયાવાડના કોઈ પણ શહેરથી કાઈદને મળેલું એ સૌથી વધારે ફંડ હતું.

બાંટવાના નિડર અને પ્રખ્યાત પત્રકાર યુસુફ 'માંડવીયા'એ પોતાનું પહેલું રાજદ્વારી પુસ્તક 'હિંદનું મુસ્લિમ રાજકારણ' બાંટવાના કોહિનુર પ્રેસમાં છપાવી ચૂકયા હતા. તે પુસ્તકની પ્રસ્તાવના મેળવવા તેમણે જે પ્રયાસો કર્યા એ અંગેની વિગત પોતાના પુસ્તક 'જેલવીતી'માં નીચે મુજબ નોંધેલ છેઃ

"મારૂં પહેલું રાજદ્વારી પુસ્તક 'હિંદનું મુસ્લિમ રાજકારણ' એ વેળાએ છપાઈને પૂરૂં થઈ ગયું હતું અને બાઈન્ડિંગના તબક્કામાં હતું. સાહસ કરીને મેં એ કાઈદે આઝમ સમક્ષ રજુ કર્યું અને એ વિષે કંઈક લખી દેવાની વિનંતી કરી. આવડું મોટું પુસ્તક ઉપલક દ્રષ્ટિએ પણ જોઈ જવા જેટલો એમની પાસે અવકાશ તો ન હતો. મારી પણ એ માંગણી નહોતી. આવરણની કલાદ્રષ્ટિએ દોરેલી ડિઝાઈન જોઈને રાજી થયા. એમાં મથાળે સર સૈયદની તસ્વીર હતી; વચ્ચે મૌલાના મુહમ્મદઅલીની અને છેલ્લે કાઈદે આઝમની..... હિંદના ત્રણ તબક્કાનો એમાં નિર્દેશ હતો.

કાઈદે આઝમે પુસ્તકનું સાંકળિયુ વાંચી જવાની મને ફરમાઈશ કરી. હું વાંચતો ગયો અને ડોકું હલાવતા રહ્યા, પછી પંદરેક લીટીનો એક સંદેશો એમણે લખી દીધો, નીચે હસ્તાક્ષરને ડાબે છેટે બાંટવા તા. ૨૪ જાન્યુઆરી ૧૯૪૦ પણ લખી દીધું. આ નાનકડા સંદેશાના પ્રતાપે મારા પુસ્તકનું મુલ્ય અને મહત્વ અનેકગણું વધી ગયું. ત્રણ જ મહિનામાં ઉપરા ઉપરી એની ત્રણ આવૃત્તિ થઈ ગઈ અને હાથોહાથ ઉપડી ગઈ, હિંદ ઉપરાંત બર્મા, સિલોન અને આફ્રિકાના દૂરદૂરના દેશાવરોમાંથી એની માંગના દરોડાએ દેકારો બોલાવી દીધો. એ પહેલાં કોઈ મુસલમાન લેખકનું ગુજરાતી પુસ્તક આટલી હદે લોકપ્રિય નિવડયું હોવાનું જાણમાં નથી." ('જેલવીતી' પાનું ૭૦-૭૧ લેખક માંડવિયા)

જનાબ જિન્નાહ સાહેબે આવોજ એક સંદેશો બાંટવાની મુસ્લિમ સ્ટુડન્ટ ફેડરેશનના મુખપત્ર 'સારબાન'ને આપેલો.

માંડવિયાએ કાઈદે આઝમના બાંટવા ખાતેના આગમન ટાણે તેમના તેજસ્વી જીવન, પ્રચંડ વ્યકિત અને પ્રલંબ રાજદ્વારી સેનાની તરીકે ૨૦ પાનાની ટુંકી નોંધ જેવી પુસ્તિકા છપાવીને પ્રગટ કરી. આ પુસ્તીકા તેમના તરફથી મફત વ્હેંચવામાં આવેલ.

'મેમણ સમાજ' ઓગસ્ટ ૨૦૦૨માંથી લીધેલ.

કાઈદે આઝમ બાંટવામાં

મ. અઝીઝ કાચા (મર્હુમ)

ઈ.સ. ૧૯૪૦નું વર્ષ બાંટવાના ઈતિહાસમાં એક ભવ્ય અને સદા યાદગાર પ્રકરણનો ઉમેરો કરે છે. તે વર્ષે હિંદી મુસ્લિમોના સર્વોપરી અને બાહોશ નેતા મુહમ્મદઅલી જિન્નાહ બાંટવા ખાતે પધાર્યા હતા.

આગમનના આઠ દિવસ અગાઉથી જ બાંટવામાં તેમના જબરા સત્કાર માટે તડામાર તૈયારીઓ થઈ રહી હતી, આખા બાંટવાને ખુબસુરત કમાનો રંગબેરંગી ઝંડીઓ, ધજા-પતાકાઓ અને બેનરો વડે શણગારવામાં આવી રહ્યું હતું.

જાન્યુઆરી માસની ૨૪મી તારીખના બપોરે તોપોના ૨૧ ગોળા ફોડીને તેમને સત્કારવામાં આવ્યા. આજુબાજુના ગામડાઓ અને બાંટવાનો તમામ લોક તેમને સત્કારવા ઉમટી પડયો હતો. સાંજના માણાવદર સ્ટેટની ચાર ઘોડાવાળી ગાડીમાં સરઘસ આકારે તેમને શહેર ફેરવવામાં આવ્યા.

બાંટવાના શાહસોદાગરો શેઠ હુસેન કાસમ દાદા, શેઠ હાજી હબીબ હાજી પીરમુહમ્મદ તથા જામનગરના શેઠ અલીભાઈ ઝવેરી ઘોડાગાડીમાં તેમની સંગાથે હતા, સાંજે યતિમખાનાના વિશાળ મેદાનમાં તેમના વરદહસ્તે પરચમ કુશાઈની વિધિ કરવામાં આવી.

રાત્રે મદ્રસાએ ઈસ્લામીયાના વિશાળ મેદાનમાં બાંટવાના ઈતિહાસમાં કયારેય ન યોજાઈ હોય એવી જંગી જાહેર સભા પૂરા દમામથી યોજાઈ, જલ્સા માટે ખાસ વિશાળ મંડપ બાંધવામાં આવ્યો હતો અને પેટ્રોમેકસ બત્તીઓ વડે દિવસ જેમ રોશની કરવામાં આવી હતી.

શેઠ આદમ હાજી પીરમુહમ્મદે બાંટવાવાસીઓ તરફથી તેમને માનપત્ર પેશ કરેલ અને તેમને ખાત્રી આપી કે બાંટવાના મુસ્લિમો તેમની પ્રેરણાદાયક નેતાગીરીને માનપૂર્વક જુએ છે અને તેમનામાં સંપૂર્ણ વિશ્વાસ ધરાવે છે અને તેમના આદેશ પર તેમના જાનમાલ ન્યોછાવર કરવા હરપળે તૈયાર છે.

જવાબમાં જિન્નાહ સાહેબ, જુસ્સાદાર અને સરળ તકરીર કરતા જણાવ્યું કે, "હું અહિયા તમારી જાનોની માંગણી કરવા માટે નથી આવ્યો પણ જયારે જરૂરત પડશે તો હું એ પણ માંગીશ, હમણાની મારી ખરેખરી જરૂરત ચાંદીની ગોળીઓની છે, હું અત્રે લીગ પ્રેસફંડ અંગે આવ્યો છું, આ રાજકિય યુદ્ધ છે, તેના હથિયારો જુદા છે. હું તમારી પાસે હાલ નાણાકિય મદદ લેવા આવ્યો છું."

જનાબ ચુંદરીગર અને ખંડવાણીએ પણ તકરીરો કરી અને જણાવ્યું કે મુસ્લિમલીગની હિંદને આઝાદી અને હિંદના મુસ્લિમો માટે અલગ વતન પાકિસ્તાન માટેની તેમની માંગણીની સારી રજુઆત થઈ શકે તે માટે પ્રેસની સખત જરૂરત ઊભી થઈ છે.

જિન્નાહ સાહેબે આ પહેલાં કયારેય ફંડ અર્થે હિંદમાં કયાંય પ્રવાસ કરેલો નહિ, આ પ્રથમ પ્રયાસ અને પ્રવાસ હતો. કાઠિયાવાડ અને ગુજરાતના મુખ્ય મુખ્ય શહેરોનો તેમણે આ અર્થે પ્રવાસ કર્યો.

રાત્રે માણાવદરના માર્ગે રેલ્વે ફાટક બાદ આવેલા શેઠ હુસેન કાસમ દાદાના બગીચામાં આવેલ સુંદર બંગલામાં જિન્નાહ સાહેબને ઉતારો આપવામાં આવેલ.

બીજે દિવસે બાંટવામાં પીરમુહમ્મદ કાસમ કલકત્તાવાળા ચેરીટેબલ હોસ્પિટલનું ઉદઘાટન માણાવદરના નવાબ સાહેબને હાથે થયું. આ પ્રસંગે જિન્નાહ સાહેબ પણ મોજુદ હતા. આ હોસ્પિટલ મરહુમ શેઠના પુત્ર હાજી હબીબ તરફથી સ્થાપવામાં આવી હતી. આ હોસ્પિટલ ઉપર લગભગ છ લાખ જેટલી ગંજાવર રકમ ખર્ચ કરવામાં આવી હતી.

તે દિવસે તા. ૨૫ જાન્યુઆરીએ જિન્નાહ સાહેબ ફંડ ભેગુ કરવા, સલાહ સુચનો કરવામાં અને બીજા

હુઝૂરે અકરમ (સલ્લલ્લાહો અલયહે વસલ્લમ) ની નૂરાની નસીહતો

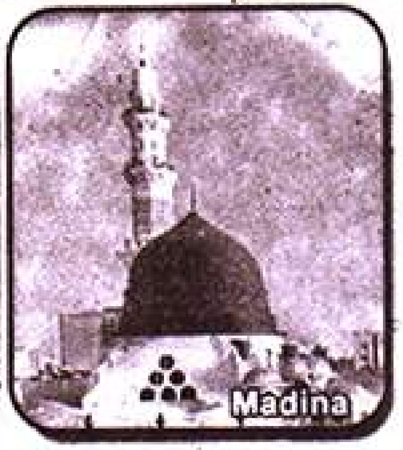

* મુસલમાન માટે મૃત્યુ એક ભેટ છે. તમારા મુર્દાઓને ભલાઈપૂર્વક યાદ કરો અને તેનું નામ નેકીની સાથે લો અને તેની બુરાઈ કરવાથી બચો.
* કુરઆને શરીફના પાંચ વિષયો છે. હલાલ, હરામ, સ્પષ્ટ અને ગર્ભિત તઅલીમાત, અપ્રગટ પર ઈમાન લાવો અને ઉદાહરણોથી બોધ ગ્રહણ કરો.
* ખરેખર તમે એ જમાનામાં છો જેમાં તમને હુકમ કરવામાં આવ્યો છે એ તઅલીમના દસમા ભાગથી ગફલત કરશો તો તમે તબાહ થઈ જશો. ત્યાર પછી એવો જમાનો આવશે કે તે સમયના લોકો તેના દસમાં ભાગ ઉપર અમલ કરશે તો તેઓ બચી જાશે.
* જે માણસ હલાલ ખોરાક ખાય અને મારી શરીઅત ઉપર અમલ કરે અને લોકો તેનાથી સલામતીમાં હોય તો તે જન્નતમાં જશે.
* તમારાથી બની શકે તો સવારથી સાંજ સુધી અને સાંજથી સવાર સુધી કોઈની બુરાઈ કરવાથી તમારી જાતને બચાવો. પછી કહ્યું, 'આ હુકમ મારી શરીઅતમાં છે અને ખરેખર જે મારી શરીઅતથી મોહબ્બત રાખે છે તે મારાથી મોહબ્બત રાખે છે.
* ખરેખર બની ઈસ્રાઈલ બૉતેર ફિર્કાઓમાં વ્હેંચાઈ ગયા અને મારી ઉમ્મત ૭૩ ફિર્કાઓમાં વ્હેંચાઈ જશે. એક ફિર્કા સિવાય બધા હલાક થશે. લોકોએ પૂછ્યું કે એ કયો ફિર્કો છે ? આપે ફરમાવ્યું, 'એ ફિર્કો જેના પર હું અને મારા દોસ્તો હોય.'
* હું તમને હિદાયત કરૂં છું કે અલ્લાહ તઆલાથી ડરો અને મારા (સાચા) જાનશીનોની પેરવી કરો.
* દુનિયાના અંતિમ કાળમાં લોકો જૂઠા હશે અને એવી વાતો બનાવશે જે ન તો તમે ન તમારા વડવાઓએ સાંભળી હશે ત્યારે એનાથી બચો કે તમને ગુમરાહ ન કરી દે અને વાદવિવાદમાં ન ઉતરો
* ઈમાનના ત્રણ મૂળ છે. એક તો એ કે જે માણસ લાએલાહ ઈલ્લલ્લાહ કહે તેને કષ્ટ આપવામાં ન આવે. ન તેને એકાદ વાંકના કારણે બે ઈમાન સમજવામાં આવે અને ન તેને એક વાંકના કારણે દૂર કરી દેવામાં આવે.

બાંટવા મેમણ જમાઅત (રજી.) કરાચીનું મુખપત્ર

મેમણ સમાજ

ઉર્દુ-ગુજરાતી માસિક

Memon Samaj

Honorary Editor:
Anwar Haji Kassam Muhammad Kapadia
Published by:
Abdul Jabbar Ali Muhammad Biddu

THE SPOKESMAN OF BANTVA MEMON JAMAT (REGD.) KARACHI

Graphic Designing
A. K. Nadeem
Hussain Khanani
Cell : 0300-2331295

Printed at : City Press
Muhmmed Ali Polani
Ph : 32438437

August 2020 Moram 1442 Hijri - Year 65 - Issue 08 - Price 50 Rupees

હમ્દે બારી તઆલા

મુનશી ધોરાજવી

ઉપકારવશ છે માનવી અલ્લાહનો પળેપળ
એના જ ઈશારે તો જળ વરસાવે છે વાદળ

હર જીવના હર શ્વાસ પર વર્ચસ્વ છે રબનું
લાચાર છે હર માનવી રબની રઝા આગળ

એ ચાહે તો લે છીનવી ચાહે કરે અર્પણ
સંકટ કે અમન સર્વની છે રબ કને સાંકળ

એની જ સમસ્ત સૃષ્ટિ ને એના જ સમસ્ત સ્વર્ગ
એના જ તો તાબે છે ફરિશ્તાના દળેદળ

સદબુદ્ધિ એના હાથમાં કુબુદ્ધિ એના હાથ
કો'ને અબૂધ રાખે તો કો'ને કરે ચંચળ

એની જ ધરા એના સમંદર અને આકાશ
કણકણના એ માલિક અને એનું જ બધું બળ

પળમાં કરે સર્જન તો કરે પળમાં વિસર્જન
બળવાન હો નિર્બળ અને નિર્બળ બને પ્રબળ

એ સત્યને જીતાડે ને, આપે અસતને હાર
એની કને ચાલી ન શકે છે કપટ કે છળ

'મુનશી' છે રબની બંદગી માનવ જીવનનો ધ્યેય
નેકીની નાવડીને ડુબાડે નહીં વમળ

(ના'ત શરીફ)

'ફઝલ' જામનગરી

મરહબા ! પધરામણી થૈ એહમદે મુખ્તારની,
મુશ્કીલો હલ થૈ યતીમો, બેકસો લાચારની

યા, મુહમ્મદ મુસ્તફા, યા રહેમતુલ લિલ આલમી
આપ છો બાદે ખુદા તસવીર સૌ ઉપકારની

જાન આપી ઈશ્કે એહમદમાં બિલાલે બાવફા
ભાવના સમજાવી જગને ઈશ્કના ઈઝહારની

પત્થરો વરસાવનારા પર ખુદા રહેમત ઉતાર
આ દુઆ વાણી હતી તાઈફમાં મુજ સરકારની

મસ્જિદે અકસાથી પહોંચ્યા અર્શે આઝમ પર નબી
મરહબા ! પળની સફર શું પળ હતી પળવારની

આપનો દુનિયામાં જ્યારે સાથો કે સાની નથી
જોડ દુનિયામાં મળે કયાં આપના કિરદારની

આપની ધીરજની સામે શસ્ત્ર બુઠાં થૈ ગયા
બોલ બાલા થૈ ગઈ અખ્લાકની તલવારની

હશ્રમાં કરજો 'ફઝલ' પર યા નબી ! ફઝલો કરમ
યાચના છે આપના અદના પ્રશસ્તિકારની

('કન્દીલ' *March 1989*)